بعون صناع مکین ومکان وفضل خلاق زمین وآسمان

مطبع نامی منشی نولکشور کانپور میں طبع ہوا

اطلاع - اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ دار فروخت کے لیے موجود ہی جسکی فہرست مطول ہر ایک شایق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہی اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین اُنمین بعض کتب قصہ جات نثر و نظم اردو و فارسی درج کرتے ہین تا کہ جس فن کی یہ کتاب ہی اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانونکو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو-

کتب قصہ جات نثر اردو

الف لیلہ - اردو مترجمہ منشی طوطارام تخلص شایان-

ایضاً - عربی کا ترجمہ مترجمہ منشی عبدالکریم-

فسانۂ عجائب - باتصویر مولفہ مرزا رجب علی بیگ تخلص سرور-

ایضاً - بغیر تصویر-

سروش سخن - بجواب فسانۂ عجائب مصنفۂ مولوی سید فخرالدین حسین سرور دری-

طلسم حیرت - برنگ فسانۂ عجائب مصنفۂ منشی جعفر علی شیون-

باغ و بہار - یعنی قصہ چار درویش مولفۂ میر امن دہلوی-

طلسم فصاحت - مصنفۂ مولوی محمد حسین جاہ-

سہیل یمن - مصنفۂ مولوی رفیع الدین وکیل-

وقائع راجکمار - مصنفۂ کنور جگت سنگھ صاحب خلف مہاراجہ مان سنگھ-

سچی بہادری - مترجمۂ راجہ شیو پرشاد ستارۂ ہند-

داستان امیر حمزہ - باتصویرات بنظر ثانی حافظ محمد عبداللہ بلگرامی چھپی-

نو طرز مرصع - قصہ چار درویش بعبارت مسجع مولفۂ محمد عیوض زرین-

بستان حکمت - اردو ترجمہ انوار سہیلی کا مولفہ فقیر محمد خان تخلص گویا-

فسانۂ معقول - مصنفۂ سید غلام حیدر خان بہادر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنری-

قصہ سورج پور - ایک زمیندار کا فسانہ مولفۂ چرونجی لال-

آئینۂ عقول - یعنی قصہ قاسم و ہاشم و روح افزا زوجۂ خلیفہ بغداد مرتبہ سید غلام حیدر خان بہادر اکسٹرا اسسٹنٹ-

جادۂ تسخیر - نادر عبارت مسجع مصنفۂ جناب نواب محمد حیدر علی بہادر-

قصۂ اگر گل - مولفۂ عاصی تخلص-

سیر مقبول - نادر نامہ عبارت مصنفۂ سید غلام حیدر خان بہادر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر-

قصہ گوپی چند بھرتری-

سنگھاسن بتیسی - قصہ راجہ بھوج باتصویرات-

بیتال پچیسی - قصہ راجہ بکرم مع تصویرات ہی-

گل بکاولی - مولفۂ نہال چند شاہجہان آبادی-

طوطا کہانی - تصنیف سید حیدر بخش-

قصہ گل و صنوبر - مولفۂ منشی پیم چند-

طوطی نامہ - مع قصہ ابراہیم ادہم مولفہ مغفرت شاہ غلام حیدر [illegible] در

بصنع صانع مکین و مکان
بفضل خلاق زمین و آسمان

مطبع نامی منشی نولکشور کانپور میں بتین طبع ہوا

شیخ محمد عثمان پبلشرز بکسیلرز فتحکر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد و سپاس بے نہایت و ثنای بے قیاس و بے غایت اوس جناب احدیت اور شان الوہیت کو جسکا ظہور ہر نور ہر جا
جلوہ گر ہے فی الحقیقت بقول میر درد کے ؎ جگمین آکر ادہر ادہر دیکہا [illegible] دیکہا + اور بعدہٗ ان
یون کہتے ہین ؎ از بسکہ چہا رہا ہے عالم مین نور اوسکا + ہر گبہر از شجر ہین دیکہو ظہور اوسکا + اور یہ اشعار
ابدال میر حسن مرحوم کے بہی مشہور ہین اشعار نہ گوہر ہین وہ ہے نہ ہے سنگ ہین + لیکن رنگ ہے ہر رنگ مین
تامل سے گر کیجیے غور کچہ + تو سب ہے وہی اور نہین اور کچہ + اور چشم حقیقت و دیدۂ معرفت سے بغور دیکہیے تو وصالی
ہروتقی نے سچ کہا ہے شعر کہ بچشمان دل مبین جز دوست + ہر چہ بینی بدانکہ مظہر اوست + لیکن اے یار دے
ہر با نور باعی اک عیش و طرب کا مبتلا ہے جگ مین + گلزار یہ جی سے فدا ہے جگ مین + مین اوسپہ فدا ہون جان و
دل سے + محبوب جسکا جلوہ یہ ہو رہا ہے جگ مین + مناجات نظم تری درگاہ مین اے ذات باری + بدل میری
یہی ہے خواستگاری + کہ اس قالب مین جبتک دم مین دم ہو + ہر اک دم یاد ہی تیری بہم ہو + کوئی دم یاد سے غافل نہو نمین
سدا اوس یاد سے شاداں ہو نمین + جہاں کی یاد کر دل سے فراموش + کر اپنے عشق مین مدہوش . ابد مدہوش
اگرچہ واقعی تو وہ خدا ہے + کہ بندے سے نہین اکدم جدا ہے + ولے چشم حقیقت بین ہین کور + مظاہر گرچہ ہین نزدیک
نزدور + ہر اک یہ جانتا اور بوجہتا ہے + ولے مطلق نہین کچہ سوجہتا ہے + خداوندا مرے جرم و خطا کو -
بدامان عطا تو ڈہانپ لیجو + بحق احمد و مختار و حیدر + بحق حضرت زہراؓ و شبیر + بحق حضرت شبیر یا رب
بحق عابد دلگیر یا رب + تری درگاہ مین از بہر حاجات + مری مقبول ہو وے یہ مناجات +
خاتم النبیین محبوب رب العالمین شفیع المذنبین حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ و سلم

اور درود اوس سرور کائنات پاک ذات عالی درجات پر جنکو صفات کو سزاوار ہی کہ جسکو اللہ تعالی نی اپنے نور سے
خلق کیا چنانچہ قول شیخ سعدی اظہر من الشمس ہے ؎ کلیمیکہ چرخ فلک طور اوست * ہمہ نورہا پرتو نور اوست * اور
محمد قائم بھی سچ کہتے ہین اشعار * نہوتا وہ اگر زینت دہ خاک * تصدق خاک پر ہوتی نہ افلاک * غرض جو کچھ کہ اوسکا
مرتبہ ہے * وہ خود ہی عالم اسکا یا خدا ہی * اور اپنے نزدیک یون ہی یہ رباعی کیا اوسکی صفت کری زبان ادراک * خود حق
نے کہا ہو جسکے حق مین لولاک * ظاہر مین تو یون ہی پر یہ باطن دیکھو * ظاہر کیا نور اوسنے اپنا از خاک * فی الواقع ایسا ہی
کچھ دروغ نہین چنانچہ اسکے مطابق یہ کبت ہی کبت جا دن نور نبی کو ہتہ نا دن ہتو نہین لوح و قلم کہتے اکاس تنال گو اور کہنے
رہے جگ مین متکلم * ایک لاکھ کئی ہزار پیمبر کا ہو کو دین رہو نہ مسلّم * آخر نور ظہور رچہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم —

منقبت حضرت امیر المومنین حامی دین اسد اللہ سرور غالب ابن ابی طالب علیہ السلام

اور درود و سلام اوس امام عالیمقام نائب خیر الانام پر واجبات سے ہے کہ جس شکنندہ قلعہ خیبر اور قاتل عمرو کافر کی شاہین
باز جہان مین ہر زمان حور و غلمان یون کہتے ہین لا فتے الا علی لا سیف الا ذو الفقار شعر بیان ہون کس سے
اور اوسکے مقامات * مثل یہ ہے کہ چھوٹا منہ بڑی بات * صفت آل و اصحاب فیض مآب رضی اللہ عنہم
اور ہزارون ہزار تحائف کیا اور ہدایای بیشمار اوسکے آل و اصحاب فیض مآب پر نازل ہو جو ابیات کہ ہی جنکے
قیام جہان * کسی نے یہ پایا ہی رتبہ کہان * اونھین کے سبب حشر تک برزمین * رہیگا شگفتہ یہ گلزار دین
احوال خود سخندان عیسی نفس و دریشان[?] سخن رس پر مخفی اور پوشیدہ نہ ہی کہ یہ ہیچدان دل پریشان محمد بخش
نام متخلص بہ مہجور خلف حکیم خیر اللہ مغفور شاگرد میان جرأت مرحوم ہمیشہ نقلہای عجیب و قصہ ہای غریب سے ذوق و
شوق رکھتا تھا اگرچہ اس نالائق رد خلائق نے سابق مین انشاے گلشن نو بہار غیرت گلزار اور انشای چار چمن دل
لگن پراز قصص دلفریب و فسانہای عجیب بعبارت رنگین اور بمضمون نو آئین زبان اردو مین تحریر و مسطور
کیے ہین مگر اس زمانہ تعطیل اور زندگی قلیل مین بلبل فکر گلشن خیال مین یون چہچہن ہوا کہ اب اوس سادہ عروس
کاغذ کو حلیۂ نگارش افسانۂ رنگین اور حکایات نگارین سے محلی کیجیے اور زلف معشوقۂ سخن کو شانہ کاری زبان خامۂ
جادو طراز سے بصد آراستگی سنوار کر نام دلارام اس نیک انجام کا انشاے نورتن رشک چمن گلزار جہان بنا[?]
سرسبز کریے اور اوسکا گلدستہ نو رستہ نو باب پر مرتب کیجیے بقول میر حسن شعر رہیگا جہان مین مرا اس
سے نام * کہ ہے یادگار جہان یہ کلام * اور مولوی جامی علیہ الرحمتہ بھی سچ کہتے ہین بیت نوشتہ بماند
سیہ بر سپید * نویسندہ را نیست فردا امید * پہلا باب عاشقون اور معشوق کے افسانے مین دوسرا باب
عورتون کے چرتر [illegible] تیسرا باب دادخواہون کے عدل مین چوتھا باب بادشاہون اور فقیرون [...]
مصرع کہنے اور شاعرون کے البدیہہ مطلع [illegible] نے اور بادشاہون کے پوچھ کہنے اور گیبشرون[?] کے کبت

کہنے مین پانچوان باب ظریفون کے لطائف مین چھٹا باب عاقلون کی نقلون مین ساتوان
باب احمقونکی نقلونمین آٹھوان باب افیونیونکی نقلونمین نوان باب بخیلون اور منحوسونکی نقادون مین
لیکن جوہریان سخن سنج اور مقومان سیر نجکی خدمت فیضدرجت مین ملتمس ہے کہ فکر رسا اور طبع تیز با دریای
سخن مین غوطہ زن ہوکر اس انشای نورتن رشک چمن بے بہا کو جواہر عبارت سے آراستہ و پیراستہ کیا ہی جس سے مسلسل
بیانی اور تسلسل معانی مین کوئی گوہر لفظ بے جلا نظر آئے تو اوسکو دستیاری صنعت کاری سے حسن اصلاح پر چڑھا کر جلا دین
کسواسطے شعر خورشید نظر جو کرد بر سنگ • تحقیق کہ لعل بے بہا شد • مگر ای مجبور بے شعور جبتک اس کتاب نایاب کی دستار
رشک بہار پر حضور پرنور کی توصیف کا طرہ نہو تب تک اس عبارت پر فصاحت کی بندش اور لپیٹ آگہی پیچھے تک
کسی پیچ سے نکھلیگی تو اب لازم ہی کہ قصیدے کے طور پر الفاظ رنگین اور مضامین نگارین بہم پہونچا کر اس رنگ کا باندھ
باندھکر کہ جسکے صلے مین ایسی دستار سبستر مع خلوت پرنور حضور لامع النور سے عنایت ہو کہ جس سے افلاس
بقیاس تیری سر سے لٹی کر جاوا اشعار بعید یہ تجکو بتانا تھا ضرور • اسلیے کہتا ہون سن ای بے شعور • شاخ نرگس سے
کوئی لیکر قلم • یہ قصیدہ برگ گل پر کر رقم • قصیدہ نواب وزیر الممالک رفعۃ الدولہ رفیع الملک غازی
الدین حیدر خان بہادر شہامت جنگ کی مدح مین ابیات مدح تیری کیا کرون لے زینت ہندوستان
کشور تقریر مین گویا نہین میری زبان • جود و بخشش مین ترا ثانی نظر آتا نہین • روم سے لے شام تک اور شام سے
تا اصفہان • بہرہ سے نیرے ای بحر کرم جس جا ترا ابر عطا • در مکنون کیا عجب ہی جو کہ ہو پیدا دہان • بار احسان سے تری ای
مہر بخشش آجتک • ہی زمین زر ریز ساری اور دوتا ہے آسمان • چارسو تیری سخاوت کا ہی شہرہ آجکل • ہین گدا ے
در تیرے وہ جو ہین زردار جہان • قطعہ جسطرح تیری بدولت آجکل تیری رفیق • زر سے پر رکھتے ہین اپنی جیب کو اب ہر زمان
اسطرح گر دیکھے تو جرخ پر انجم کی جمع • اپنے کیسے مین نرکھتی ہوگی ہرگز کہکشان • جبکہ تونے سخاوت کی نظر
اوسنے کبھی • اپنے جیتے جی ندیکھا پھر کسیکا آستان • ہر توانگر سے یہان کے ڈیوڑھی دولت رکھتے ہین
تیری دولت سے در دولت کے سارے پاسبان • تیری ہمت ایسی اعلی ہی کہ ادنی سا فقر • بخشدے اصطبل سے
کتنون کو گھوڑے گھوڑیان • تعریف شجاعت مین شجاعت کے ترے اوصاف کیونکر لکھ سکون • میرے
خامہ اور زبان مین اتنی طاقت ہی کہان • زور وہ حق نے دیا ہے تجکو اب اس دور مین • گیو اور رستم
سے گو بزور ہون وہ پہلوان • شک نہین اسمین کہ ان دونون کو وہ انگشت سے • اسطرح ٹکرای
تو جیسے ہون [illegible] بے زبان • اور اگر دست مبارک دی ذرا انکو فشار • دونون آپسمین بہم ہو جائین
ایک قالب دو جان • [illegible] زین پر دست [illegible] سکنے کا جو عزم طبع ہو • تو پھر ڈھونڈھے ملے اونکا کہین
نام و نشان • تعریف شمشیر وصف کس [illegible] تیری حسام تیر کا • جو ہر [illegible] اگر سے

تیری زبان + لیکن اتنا جانتا ہون تو اگر ضرب لگای، کاہ سے بدتر نظر آنے لگے کوہ گران + شک نہین اسمین کہ
اوسکو کاٹ کر مثل خیار + یک قلم کردے قلم گاؤ زمین کے استخوان + تعریف اسپ تیری گلگون کی صفت
مین کیا کرون ای شہسوار + فرش گل پر تو گلستان مین جو ہو گرم عنان، یون بھرے نرمی سے اوسپر جسطرح باد سحر +
چلتی ہے آہستہ آہستہ میان بوستان + اور اوس گلگون کی جلدی کا بیان مین کیا کرون + گرد سے جھپنکے دیکر منہہ
سے اتنا کہلے ہان، اسطرح غائب ہو ہان کے ساتھ وہ جسطور سے + دیکھکر معشوق کو اڑ جای رنگ عاشقان
تعریف فیل، آسمان جاہ و حشمت ہی سواریکا جو فیل، کیا لکھون اوسکی بلندی اور اوسکی خوبیان، وصف مین دانتونکی
اوسکے ایسے دو مصرع کہون، روز و شب روشن دلون کے جو رہین ورد زبان مطلع دیکھکر دانتونکو اوسکی یون کہین
اہل جہان + یہ شب تاریک مین روشن ہین دو شمعین یہان، عقد پروین کے ہے اوسکے پانونکی زنجیر کو، کہکشا کا یان ہے
اور مہر و مہ کی چرخیان، ماہ نے ہچک کو اپنی کہولکر اوسکے لیے، چرخ کی گردش مین راتونکو بنی ہی ریسمان + اوسکے ہودج
مین جو نکلے بیٹھکر تو رشک مہر، دیکھکر تجھکو عجب سے یون کہین اہل جہان + عمر بھر دیکھا نتھا خورشید تابان را نکو اسیر یہ دیکھی زمین پر آج
زیر آسمان، تعریف محفل بزم کا تیری یہ نقشہ ہی اگر دیکھے کوئی + عمر بھر ششدر رہے گھر جا کے وہ آئینہ سان + دیکھیے تو ہمنشین
پہنے ہوے زرین لباس + گرد بیٹھے ہین تیری یون سب بچھاے کرسیان + جسطرح تارے جھمکتے ہین قمر کے آس پاس +
تیرا کرم اصاف دکھلاتا ہی رنگ آسمان + ہولی کے موسم مین تیری بزم کا دیکھا یہ رنگ + غٹ غٹ باندھے ہوے دامن حسینان
جہان، پھرتے ہین رنگ شفق مین شکل مہ ڈوبے ہوئے + ہاتھ مین مثل ثریا ہین کے سب پچکاریان + آنکھ اوٹھا کر جسطرف
دیکھا تو باندھے اپنا غول + ہر طرف کو پھرتی ہین اس ڈہب مین سب رنڈیان + دست رنگین مین ہی دف اور گیند گل صد برگ
کے چھاتیون پر بھی ڈوپٹون کی بندھی ہین گاتیان + اور کہین آپسمین ہولی کھیلتی ہین وہ سبھی + اون پری رویونکا
نقشہ کیا کرون مین اب بیان + کوئی ملتی ہے عبیر اور کوئی ملتی ہے گلال + اور کوئی پچھ کستے کہ دیتی ہی تالیان
اور کوئی منہہ سے گلابی کو لگائی انڈیلتی + پھرتی ہی ہر سمت کو کھوے نشے مین چھاتیان + کوئی ہاتھ اپنا دوگانا کی گلے مین ڈالکر ہنسکر
ہونٹون کے لب جو بر ہی لیتی مچھیان + کوئی پہنے لال کپڑے اور ہی منہہ پر گلال جلوہ گر یون ہی شفق مین جیسے بدر آسمان
اور کوئی سادہ رو منہہ پر ملے ہی یون عبیر + دیکھکر جسکو یہی کہتے ہین دانای جہان + غور سے دیکھا تو یہ جانا کہ نکلے ابر مین
چاند اوترا ہے زمین پر چھپکے زیر آسمان + اور کسی نے جو کسی کے منہہ پہ پھینکا ہی عبیر + تو وہ خم گردن کیے ملتی ہی اپنی آنکھیان
اور کسینے جو کسیکے زور سے مارا ہے گیند + وہ تو جھنجھلاتی ہے بیٹھی اپنی پکڑی چھاتیان + اوسکو جو کسینے تر کیا ہے رنگ مین
تو کھڑی وہ کانپتی ہے بید سی تھر تھر وہان قطعہ اور کوئی وسعت چنائی مین چھپائے قمقمہ، یون کھڑی ہے اوندہن ہرن و
یون کے غٹ کے درمیان + دیکھکر جسکو یہ کہتے ہین عجب سی جوہری + حقہ مرجان مین ہے کوئی لعل ہی گویا نہان + اور کہین
آپسمین سب وہ باد ف و چنگ و رباب + یہ غزل مہجور کی پھرتی ہین ہر سو گاتیان غزل کیا ہین

سیر چمن سے کام ہو ایمہربان + خار آنکھونمین نظر آتا ہے اوس بن بوستان + آپ ہم دوبرا ہوئی ہین اپنے
غم کے رنگ مین، کس سے کھیلین پھاگ کسکے ساتھ گائین ہولیان پھگ کی آواز تیر آہ ہی دلکے لیے، ہی صدای نوحہ
بدتر سر درد مطربان + تب سی چلاتے ہین بیٹھے گوشۂ زندانمین ہم + جب سے باہر اپنے قبضے سی ہی وہ ابرو کمان + دشت
الفت مین حجاب عشق کا ہو کیون نہ لطف + لیلی محمل نشین کا قیس ہو جب ساربان ،، فرض اون ماہرویان کی زبان
سے یہ غزل محفل عشرت مین سن اور دیکھ ہولیکا سمان + یون جناب احدیت مین کی دعا مہجورنے + یا الٰہی جب تلک
قائم ہے سارا جہان + یون ہی با عیش و طرب دنیا مین دائم خوش رہے + غازی الدین حیدر نواب فخر خسروان + اور جو
دشمن باطنی ہون دوست ہو اونکے اجل + خواہ اسمین طفل ہون یا پیر ہون یا نوجوان +

پہلا باب عاشقون اور معشوقون کے افسانے مین داستان ایک عورت کی طلب کرنے مین ایک مرد نویسندہ کو خط لکھنے کیواسطے اور اوسکا عاشق ہونا اوس عورت پر اور اوسکا ڈوبنا تالاب مین اوس عورت کے شوہر کے قریب سے اور اب اجل کا گذرنا سر معشوق سے اوسی تالاب مین آٹھ روز کے بعد۔

نشیبان نامۂ حقیقت اور حاکیان ملاطفہ محبت یہ حکایت بزعم نوک قلم سے
یون رقم کرتے ہین کہ قلمرو ہندوستان مین ایک شخص نجیب الطرفین صحیح النسب جاہر رقم صاحب دست
و قلم قدیم الایام سے سکونت رکھتا تھا قضای کار فلک کجرفتار ناہموار نے اوسکا دفتر تکلم ایسا ابتر کیا کہ وہ جگر خراش برای تلاش معاش
اپنی بود و باش چھوڑ کر جلا وطن ہوا بعد انقضای چند ایام اوس ماہ تمام کی عورت مہر طلعت نے خط نویسی کے لیے ایک نویسندہ شکستہ
احوال و البستہ ملال کو بلوا کر ڈیوڑھی مین بٹھایا اور یون حرف زن ہوئی کہ ای راقم صحیفہ مودت دانا ناظم دفتر محبت اس دور افتادہ غم کیطرف سے
شوہر پر شکستہ کو صحیفہ یون تحریر کر کہ ای آب آداب مکتوب الفت وای القاب منسوب مودت اس بات کو خدا شاہد حال ہے کہ جسدن سے اس دل پر حسرت کے
جگر مین خار ہجران چھوڑ کر ادھر روانہ ہوے ہو اوس دن سے مین پر ملال اپنی بیقراری اور آہ و زاری کا حال
کیا لکھون دو وطن بیگم صاحبہ کے بقول **شعر** دن کٹا فریاد سے اور رات زاری سے کٹی + عمر کٹنے کو کٹی پر کیا ہی خواری
سے کٹی + اور سچ ہے بقول **شخصے** دوہرہ لئے بہتم لال سے مل بچھڑے جن کوی + بچھڑت دکھ جانے وہی کہ جو کوی
بچھڑا ہوی + فی الحقیقت **شعر** جدا کسی سے کبھی حبیب نہو + یہ درد وہ ہے کہ دشمن کو بھی نصیب نہو + لیکن
دیکھیے کہ یہ حجاب شب تنہائی اور پردہ روز جدائی ہواے وصال سے جامع المتفرقین کسدن اوٹھائیگا
اور ہم تم باہم اس باغ جہان مین بے تامل مثل بلبل چہچہہ زن کس دم ہون گے اور دل جو افسردہ مثل
گل تیر مردہ ہے شکل گل خندان صہبای امید سے دیکھیے کب شگفتہ ہوگا اور طاؤس آرزوی وصال کو
باغبان قضا و قدر فصل امید پر کب جلوہ گر کرے گا ۔ اور عندلیب عشرت شاخ تمنا پر گلشن ہستی مین
دیکھیے کسوقت کربال کرتی ہے اور اگر خدانخواستہ یہ صحرای مفارقت ہمارے اور تمھارے درمیان

اسی روش پر حال رہا تو یہ چشم اشکبار مثل آبشار دریا بہا کر طوفان برپا کریگی اور یہ یقین ہے کہ چمن زار
جنون کشت و باغ میں وحشت کی چمن بندی کر کے حرمان کی ٹہری جما دیگا تو بقول سراج اکبرآبادی
حالت ہوگی شعر چلی سمت غیب سے اک ہوا کہ چمن سرور کا جل گیا + مگر ایک شاخ نہال غم جسے دل کہیں سو ہری رہی
اب آگے اشتیاق مواصلت اور اتحاد موانست کہاں تک تحریر اور مسطور کیجیے بقول اس دوہرے کے سراج پریم
بتیاں تو لکھوں کہ جو کچھ انتر ہوے + ہم تم جیو را ایک ہیں پر دیکھت کے ہیں دوے + فی الحقیقت اس دوہرے کے موافق شعر
جب کے محبت میں آہ آٹھ پہر جی جیے + اوسکو خدا جان خط کیونکہ لکھا کیجیے + لیکن زمانہ قدیم الایام سے نامہ و پیغام
کی ہے اس سبب سے اس دور افتادہ غم آمادہ نے اپنے حال کثیر الاختلال کا عریضہ ارسال کیا ہے پر اس
طپیدہ غم کشیدہ کی امید ہے کہ اس خط پر فرقت کے پہونچتے ہی وہاں سے آپ بھی نامہ محبت شمامہ اس طرف کو روانہ کیجیے
تاکہ مہجور بادیہ غربت پر صعوبت کی تشفی خاطر و فاتر ہو چنانچہ مشہور و معروف ہے المکتوب نصف الملاقات غرض وہ
نازنین ماہ جبین بادل اندوہگین اودھر اوس نویسندہ کے روبرو ایک پردے کی اوٹ میں بیٹھی یہ حال
پر ملال کہہ رہی تھی اور ادھر عشق کا فراش پردے پردے میں اس نویسندہ آفت رسیدہ کا پردہ فاش کرنیکے درپے
ہوا اور حاکم عشق کا افواج غم کو یہ شقہ پہونچا کہ صبر و شکیبائی کا خیمہ اسکے ملک دل سے باہر نکالو اور درد و محن کا اسباب وسعت
سینے پر چوب آہ سے استادہ کرو اور بمگیرہ چشم کے آگے حیرت کی قنات روک کر بیخودی کو سراپچے اس ہرزہ گرد پردرد کو وحشت
کے سلامت کوچے میں چھوڑ دو تب تو بقول سراج شہ بیخودی نے عطا کیا اوسے جب لباس برہنگی + نہ خرد کی بخیہ گری رہی
نہ جنوں کی پردہ دری رہی + حاصل کلام اوس ماہ تمام سے یہ دلفگار نا مساعد روزگار جو ایک بار دوچار ہو گیا ایک بیک مثل
آئینہ ششدر و حیران ہو کر چپ ہو رہا ایک لحظہ کے بعد بصفای دل کہنے لگا کہ اے آئینہ رو اگر تیری دلمیں غبار
کدورت نہ بیٹھے اور عار نہ آئے تو ذرا اس حال پر ملال کو زبان مبارک سے پھر دوبارہ ارشاد کرو اسواسطے
کہ میری عقل ناقص میں ذرا نہیں آیا اوسمیں پری رخسار رشک گلزار نے پھر دوبارہ وہ حقیقت محبت آمیز
وحشت انگیز اوس مبہوت عشق کے روبرو زبان جادو بیان سے بیان کی غرض اس بخت سیاہ جانکاہ کے
دہن سے پھر یہی سخن نکلا کہ اے طوطی خوش الحان واے سحر البیان پھر کہو پھر کہو اللہ عاد اوس رشک ماہ منیر
صاحب تقریر نے اوس کشتہ الفت خستہ محبت کے سامنے مکرر سہ کرر حقیقت ہجرت زبان سحر البیان سے اظہار کی
مگر اوس نویسندہ جفا کشیدہ دل طپیدہ کی زبان سے پھر یہی سرزد ہوا کہ اے نازنین مہ جبین پھر کہو پھر کہو
الغرض اوس ماہ طلعت مہر برج عفت کو صاف دریافت ہوا کہ یہ غریب بے تمیز کچھ سڑی سودائی سا نظر آتا ہے یہ خیال
کثیر الاختلال وہ ماہ تمثال دلمیں کر کے اپنے محل بے بدل برج آسا میں رونق بخش ہوئی اور آہ یہ بخت
سیاہ شکل خامہ چاک جگر سرنگون ہو کر صحرا کی طرف یہ کہتا ہوا چلا اے بلبل نغمہ رسیدہ شاخسار پھر کہو اے

صلصل سرو جوئبارہ پھر کہو غرض اوس بندۂ خدا عاشق بت جانفزا نے یہ کلام صبح وشام ورد کیا اور اپنے ملت سے دست بردار ہو کر مذہب عشق اختیار کیا اور امیر خسرو کا یہ شعر زبان پر لایا شعر کافر عشقم مسلمانی مرا در کار نیست ہر رگ من تار گشتہ حاجت زنار نیست ۔ اور بتون کی پرستش سے ایکبار بیزار ہو کر بتخانۂ دلمین اوس صنم حور لقا پری لقا کو تصور کر کے سنگاسنی پر بٹھا کے پوجا کرنے لگا اور کسی رنگین نگار کا یہ شعر آبدار با دیدۂ اشکبار زبان پر لایا شعر زنار اگنگ و جمن پر بہر دو چشم اشکبار من ۔ بنی آئے چرا از بہر اشنان در کنار من ۔ اور بجائے زنار وہ عاشق زار تسلسل اشک کی سیلی گلے مین ڈالکے بستر خاک آسنی پر بیٹھکر آہ و فغان کا قوس پھونکنے لگا اور بجائے اشنان وہ خستہ جان سر پر خاک دھول اڑانے مین معروف ہوا اور رام رام کے نام جپنے سے اوس بے آرام کو مطلق آرام نہ تھا مگر اوس دلارام خوشخرام کے تعشق مین یہ شعر ورد زبان تھا شعر کبھی دل کو مرے آرام ہوگا ۔ مراد جنگی جو مجھسے رام ہوگا ۔ اور کبھی وہ نو گرفتار دیوانہ وار کو بکو پھر کہو بہر کہو کرتا پھرتا تھا اور کبھی وہ صحرا نورد دیرہ در دصحرا مین بگولے سے ہمسری کرتا اور میر ضیا کا یہ مطلع پر درد پڑھتا مطلع کبھی صدمہ بگولے کا کبھی صرصر کی زحمت ہی ۔ ہماری خاک یون اڑتی پھری ای ابر رحمت ہی ۔ اور کبھی وہ غریق ورطۂ محبت شفیق با دیدۂ غربت لب دریا بیٹھکر اشک کا دریا بہاتا اور سلیمان کا شکوہ یہ مطلع پڑھتا بیت دل اپنا عشق کے دریا مین ڈالا ۔ توکلت علی اللہ تعالے ۔ اور کبھی زیر کہسار با دیدۂ اشکبار اپنی بیکسی بیبسی پر سر کو پتھر سے ٹکراتا اور یہ شعر پڑھتا شعر کوہکن کوہ مین اور قیس ہوا صحرا مین ۔ سر پٹکنے کو رہا کوئی نہ ہمسر اپنا ۔ رفتہ رفتہ اس قصۂ پرآشوب نے یہانتک سربلند کیا کہ اوس ماہ برج عفت اور مہر آسمان عصمت کا شوہر رشک قمر سفر سے گھر مین جو آیا تو اوسکے بھی گوش ہوش تک یہ احوال پرملال پہونچا اس واردات واہیات کو سنتے ہی وہ نیک ذات دریائے غیرت مین مستغرق ہو گیا آخر کار لجۂ فکر مین غوطہ زن ہو کر اوس شناور بحر الم نے دل ہی دلمین بقول میر تقی اشعار مشورت کی کہ مار ہی ڈالین ۔ دفعتہ اس بلا کو ہم ٹالین ۔ پھر یہ سوچے کہ ہونگے ہم بدنام ۔ سنکے آخر کہینگے خاص و عام ۔ کیا گنہ تھا کہ یہ جوان مارا ۔ کسنے مارا اسے کہان مارا ۔ فتنۂ خفتہ یہ جو ہو بیدار ۔ کھینچنی ہونگی ذلتین بسیار ۔ کیجیے ایک ڈھب سے اسکو تنگ ۔ تا نہ عائد ہو اپنی جانب ننگ یہ تدبیر اوس بے پیر نے دلمین ٹھہرا کر ایک شخص غیر سے کہا کہ ای بھائی اس مرد سودائی مجنون ناشکیبائی سے کہدو کہ وہ عزیزہ یعنی جس ماہرو مہر جبین پر تو ذرہ وار بیقرار ہے وہ دریکتای بحر خوبی اور لعل بے بہای کان محبوبی کل ہمدان دسوز کے ساتھ بیرون شہر تالاب پر آب مین غسل کیواسطے تشریف لیگئی تھی سو قضاء قدر سے اوس تالاب آفت مآب مین وہ رشک مہتاب مثل گوہر نایاب ہو گئی قطعہ لیکن افسوس بحر دنیا مین زندگانی سے تو ہے کیون سیراب ۔ منصفی عشق چاہتا ہے یہ ۔ تو بھی جا کر وہین ہو غرق شتاب ۔ ورنہ سلسلۂ عشق محبت وائے بیغیرت و بے مروت مثنوی تیری اس زندگی پہ لعنت ہے

سخت تو مرد بے حمیت ہی + یعنی جس سے ہو کمال الفت ہو + وہ بہ دریا غریق رحمت ہو + بحر ہستی مین اور تو دن رات شاد
اسطرح سے رہی بقید حیات + بس اسیمین ہے ابرو تیری + اور عزت ہی گو ملکہ تیری + جسطرح ڈوبکر موئی وہ نگار +
تو بھی اسطرح جان دے اے یار + ورنہ اس عاشقی مین ہی ناکام + پھر نہ لا نا زبان پر اپنی نام + یہ سب گفتگو وہ بدخو
اس شخص کو سکھا کر آپ تو اپنے گھر مین آبیٹھا اور اس خانہ خراب بیچارے نے اوس طریق بحر الفت اور رفیق رنج و محنت کو سامنے با دیدہ
اشکبار یہ اظہار کیا کہ ای شناور بحر الم وای ہمکنار لجہ غم گل بالا ئے ناگہانی سے تیری مایہ زندگانی فلانے تالاب آفت آب مین ڈوبکر
مرگئی یہ احوال پر ملال وہ نوحہ گر دل مضطر سنکر پہلے تو وہ ایک گھڑی گرداب الم مین غوطہ زن رہا آخر الامر یہی جی مین ٹھہرائی کہ اس بحر
ہستی سے کنارہ کیجئے اور دریا فنا سے با دیدہ اشکبار ہمکنار ہو جیے وہ امواج اجل کی زنجیر دنیی بانی زیست کو سلاسل کیجے کیونکہ بقول
جرأت شعر بدریائے محبت زورق آسا غم کے مارے ہم + کبھی ہین اس کنارے ہم کبھی ہین اوس کنارے ہم + آخر کار وہ غریق دریاء
محبت اور رفیق رنج و محنت اوس تالاب پر آب مین جا کر بحر رحمت سے غریق رحمت ہوا القصہ چند ایام کے بعد اس
ماہ خوش خرام کو معتبران صادق اور مخبران فائق سے جو یہ خبر وحشت اثر تحقیق معلوم اور مفہوم ہوئی کہ وہ گو شنیدہ
دل طپیدہ اس واردات سے ہیہات فلانے تالاب مین ڈوب کر مرگیا اس قصہ جانگداز اور ماجرای غم
انباز کے سنکے آہستگی سے اشک حسرت بیکر جیب ہوگئی پر دلمین یہ کہنے لگی قطعہ ہای اوس نے یہ کیا کیا افسوس
کس مصیبت سے جی دیا افسوس + مفت اوس بیگنہ کا خون سر پہ بیٹھے بٹھلائے کیون لیا افسوس + غرض
وہ روز اوس شمع شب افروز جگر سوز کو روتے روتے کٹا لیکن دلمین عشق کا جو رشتہ محبت کو آتش غم سے بھڑکانے لگا اور دل
مثل پروانہ اوسکے شعلہ شوق وصال مین جلنے کی پروانہ رکھتا تھا اور آنکھوں مین تیرگی غم کی چربی سے چھانے لگی اور گلگیر اجل
بھی اس شمع دشعلہ خو کے سر سے لگن لگا کر یہ کہنے لگا کہ ٹک میر جگر سوختہ کی جلد خبر لے کیا یار بھروسا ہی چراغ سحری کا
المدعا جبکہ رات کا وقت ہیہات در پیش آیا تو بے اختیار بحر محبت نے یہ جوش مارا کہ اسکی کشتی عقل باد مخالف بیقراری سے پارہ پارہ
ہوئی اور صبر و شکیبائی کا لنگر ٹوٹ گیا اور حواس خستہ کا مستول جہاز دماغ سے گر پڑا غرض ناخدای عشق کی مشورہ سے وہ ماہ مانند
ماہی بے آب سب سے کنارہ کرکے اوس تالاب پر آب کے کنارے پر پہونچکر یہ کہنے لگی اشعار پاس تیرے اب ای ستمائی جان فدے
کو مین بھی ہون آئی + تیرے مرنے سے عاشق مضطر زندگی آب وبال ہے مجھپر + جان اپنی کرے تو مجھپہ تباہ، اور مین جیتی
رہون ہہا ئین آہ + یہ نہین چاہتی ہے غیرت عشق + طعنہ زن مجھپہ ہے حمیت عشق + یہ اشعار جانگداز وہ
ایہ ناز آواز شیرین سے زبان پر لاکے اوس تالاب مین کود پڑی لیکن بقول میر تقی نظم موج ہر اک
کمند شوق تھی آہ + لپٹی اوسکو برنگ مار سیاہ + دام گسترده عشق تھا تہ آب + جسکے حلقے تمام تھے
گرداب + بس موجون مین یون نظر آئے + نور مہتاب جیسے لہرائے + تھین جو اسکی جدائی گشتان
نیشتر از اسے پنجہ مرجان + سر بہ جیب دم کہ آب ہو کے بہا + سطح پانی کا آئینہ سا رہا + کشش عشق اوراد میں

مہ کو لے گئی کھینچتی ہوئی تہ کو + کہتے ہین ڈوبتے اوچھلتے ہین ہوا ایسے ڈوبے کہین نکلتے ہین + یون جو ڈوبے کہین تو جا نکلے + غرق دریای عشق کیا نکلے + مگر اوسکا عاشق زار بہ زار اضطراب تہ آب میر معصوم کا یہ مطلع زبان پر لایا **مطلع** بس از مردن مرا آن سرو قامت بر سر آمد + قیامت آمد اما بعد چندین انتظار آمد + الحاصل وہ ماہ پارا جذبہ عشق سے اپنے غرقے سے ہمکنار ہوئی اور یہ واقعہ حیرت افزا رقت انتما اوس شعر دینک جیسے شوہر خستہ جگر کو وقت سحر جو دریافت ہوا تو آہ بجان تباہ گریان بادل بریان لب تالاب حیرت مآب پر آ کر کیا دیکھتا ہے کہ ہر طرف مردونکا ہجوم بادل مغموم بصد شور و شیون میر تقی کا یہ شعر پڑھ رہا ہے **شعر** محبت نے کام اپنا پورا کیا + کہ ان دونون جیلونکو چور کیا + اوس روداد کو یہ خانمان برباد ملاحظہ کرکے مثل ماہی بے آب بیتاب ہو کر کہنے لگا **مثنوی** عشق نے گھر ڈبو دیا میرا + دریا بہا دیا میرا + ہم لگا ہو نہین کوئی میری + ڈوبی عزت اور آبرو میری + ہای ای قاضی الحاجات وای مجیب الدعوات یہ حرف زدہ سیاہی یک قلم محو جگر شگاف کی بزرگون پر کس شکل سے آیا کہ ایک نور دیدہ دامن دریدہ شکستہ احوال دل بستہ ملال کے ہمراہ میری دلخواہ غنچہ عشق کی فیلسوفی سے اپنی جان دی یہ بھی قسمت کا لکھا در پیش آیا جو میرا خانمان یون یک قلم زیر و زبر ہو گیا بقول سودا المصنفین اس زیست سے بہتر ہے کہ اب موت پہ دل دھریے + جل بجھیے کہین جا کر یا ڈوب کہین مریے + کسطرح کٹین راتین کسطرح سے دن بھریے + کچھ بن نہین آتا ہی حیران ہون کیا کریے + کیا کام کیا دل نے دیوانیکو کیا کہیے + ای سامعان قصہ محبت و ای شاعران ترجمہ الفت وہ تپیدہ غم رسیدہ مائل حیرت وقت تھا مگر اوسکے خویش و اقربا نے اوس تالاب پر عذاب مین جال فی الحال جو ڈلوائے تو وہ دونون غریق بحر الفت باہم دست و بغل بقول میر تقی اس شکل سے نکلے **مثنوی** ایک کا ہاتھ ایک کا بالین + ایک کے لب ہی ایک کو تسکین + جو نظارون کو آن کرتے تھے + ایک قالب گمان کرتے تھے + نکلے باہم دبے سوے نکلے + دونون دست و بغل ہوئے نکلے + غرض ہر چند با دل دردمند لوگون نے چاہا کہ اون دونون کو جدا کرکے تجہیز و تکفین کیجیے لیکن ممکن عقل تھا کہ جنھون نے اس شکل کی مصیبت سے جان دی ہو وہ یون سہج مین جدا ہون بقول میر تقی **بیت** کیون نہ دشوار ہووے انکا فصل + جان دیکر ہوا ہو جسکا وصل + آخرش چار و ناچار اون دونون جاندادہ کو ایک ہی قبر مین با دیدہ پرخون مدفون کیا اب آگے اوسکی شوہر خستہ جگر کی بیقراری اور اشکباری کی حالت کیا لکھون + بقول جرات **شعر** قلم کو بھی نہین طاقت رقم کی + کہ اب چھاتی ہی پھٹتی ہے قلم کی **المولفہ** زبان کو تھام لے اب تو بھی مجبور نہایت طول کھینچتا ہے یہ مذکور + یہ ادنی اسمعین ہے تاثیر مخلوق + نہ عاشق اس سے بچا ہے نہ معشوق

داستان بیگما کی عشق مین عظیم بیگ کا جان دینا اور کوی محبت مین تابوت عاشق کا بھاری ہونا اور اوس اعجوبہ تماشے کے بعد اوس محبوبہ کا آپ کو جوہر کرنا اور جنازہ معشوق کے ہمراہ تابوت عاشق کا سبکبار ہونا

ای سامعان شرح محبت و ای سخن نیوشان تلمیح بلاغت سابق مین حال عشق نے کیسے کیسے جوان پر ارمان اپنی قبضے

میں لاکر تیغ الم سے بے آب جوہر کیے ہیں کہ تمام اصیل و نجیب پناہ مانگتے ہیں چنانچہ مشہور و معروف ہے بقول میر تقی نظم کیا
قیس رسوا اس عشق میں، گئی جان فرہاد اس عشق میں، ہوئی اس سے شیریں کی حالت تباہ، کیا اس نے لیلیٰ کا
سیاہ، سنا ہوگا وامق پہ جو کچھ ہوا، نل اس عشق میں کس طرح سے موا، جو عذرا پہ گذرا سو مشہور ہے، دمن کا بھی احوال مذکور
ہے، کوئی شہر ایسا نہ دیکھا کہ واں، نہ ہو اس سے آشوب محشر عیاں، کب اس عشق نے تازہ کاری نہ کی، کہاں خون سے
غازہ کاری نہ کی، زمانہ میں ایسا نہیں تازہ کار، غرض ہے یہ اعجوبہ روزگار، اور حال میں ایک ہزار نیک
خصال صدق مقال باشندہ لکھنؤ کی زبانی ہے کہ ایک میری ہمجولی منھ بولی بہن رشک چمن بیگم نامی مجھسے نہایت
موانست رکھتی تھی لیکن وہ ماہ لقا رشک بدر الدجی بارہا فرماتی تھی کہ بہینا یہ اتحاد نیک نہاد عالم کتخدائی اور خانہ آبادی میں
موقوف نہ رہیگا کیونکہ بقول سعدی رح ؎ غنیمت شمر صحبت دوستان، کہ گل بیخبر رفت از بوستان۔ الحاصل وہ آئینہ رو نیکخو
محلہ سنگین محل میں ایک مغل اہل دل سے کتخدا ہوئی اور وہ جو زنگ بد رنگ کدورت حسرت اوسکے آئینہ دل پر رہا تھا سو صفائی کے
ساتھ صیقل خوشی سے دور ہو گیا اور نہال امید شبنم فرحت سے گلشن دلمیں سرسبز ہوا اور غنچہ آرزوی عشرت نسیم نشاط سے روز بروز
شگفتہ ہونے لگا اور بلبل عنفوان شباب شاخ مراد پر پھول پھولکر بیٹھنے لگا غرض وہ غنچہ حدیقہ محبوبی اور وہ گل گلستان خوبی اپنے
مکان دلستان رشک بوستان میں لیل و نہار مثل جوش بہار رہنے سہنے لگی قضای کار اوس دور افتادہ غم آمادہ کے
گھر میں زچگی کی رسم درپیش ہوئی عورات قبیلہ او زنان ہمسایہ شگفتگی خاطر سے یکے غریب خانے میں بہ رونق افزای
محل ہوئیں اور وہ غیرت گلزار رشک بہار بھی تجمل نو عروسی اور لباس سندروسی سے ایک محافہ زرنگار اعجوبہ روزگار
پر سوار مثل جوش بہار بصد زر و در بمقصد پر موجود ہوئی غرض وہ ماہ رخسار خوش نگار دست حنائی رشک پنجہ مرجان سے
محافے کا پردہ اوٹھاکر مکان شادی میں داخل ہوئی اور ایک جوان پر ارمان مرزا اعظم بیگ نامی نورستہ باغ نوجوانی گلدستہ
حدیقہ کامرانی بلای ناگہانی سے غافل محافہ دلفریب کے قریب کھڑا تھا کہ یکایک اوس نیلہ خدا کو بقول مصحفی شعر پہلے تو فقط
شبنم کی صورت نظر آئی، پردہ جو گیا کھل تو قیامت نظر آئی، غرض یہ دل طپیدہ گریبان دریدہ عالم حیرت میں مثل تصویر
دلگیر اس نقشے سے بیخود تھا بقول مصحفی نظم حیرت زدہ وہ نگاہ ٹھہری، آکر کے لبوں پہ وہ آہ ٹھہری، سودے کی گیا مقام
سر میں، اوٹھنے لگی سول سے جگر میں، مژگان ہوئیں اشک خون سے تر ہیں، پلکیں نہیں رشک عقد پروین، وہ سادہ
بعالم جوانی آیا بہ بلای ناگہانی، الفت میں زبسکہ نو ہوس تھا، خود وہ بمقام شعلہ خس تھا، الغرض دو گھڑی کے بعد ہوش نے
اس بیخود کو افاقہ دیکر بستر ناتوانی پر مسند نشین کیا اور حواس خمسہ سے کہا کہ اس دلدادہ غم آمادہ کی اس وقت
رفاقت نہ چھوڑنا کیونکہ بقول شاہ قدرت شعر صبر و طاقت تو کبھی کی کوچ یاں سے کر گئے، آب و دانے تنگ ہے
اور رخصت ناموس ہے، اس عرصہ میں جس وقت پیرزال شب نے مہتاب کے چہرہ کو چاندنی کی اوڑھنی اوڑھاکر
عقد پروین کا ہار ڈالا اور زہرہ اور مشتری کا زیور بناکر سپہر کی کڑاہی میں انجم کے گلگلے تلنے شروع کیے اوس وقت

مکان شاہی مین رہنے لگی عشرت افزا کے سامان مین ہر ماہ رو نیکو معروف و مالوف ہوئی مگر یہ تیر خوردہ عشق گوشہ
نشین حجلۂ محبت ہدف ناوک الفت اوس ابرو کمان کے عشق مین جلا کر مرزا قتیل کا یہ مطلع پڑھنے لگا **مطلع** در رہ عشق
دلم شد ہدف تیر کسے ؛ زخم من بہ شدنی نیست نہ تدبیر کسے ، لیکن اوس مبتلای الم اور شتۂ ستم کو میری نند دلبند سے
اخلاص خاص تھا اوسکی وساطت سے اوس گلرو پر آرزو کے کچھ پھولونکے گہنے اور ہار رشک بہار اسواسطے اندرون خانہ
روانہ کیے کہ بوی الفت سے اوس غنچہ دہن رشک چمن کا مشام دلارام معطر ہو تاکہ میری دلکی بیکلی کسی روش سے دور ہو جای
اور خار ہجران ہر زمان دل مین نہ کھٹکے اور کبھی وہ رشک یوسف مصری شیرینی کے دونے مہمان خانہ مین اسواسطے
بھیجتا تاکہ وہ شیرین دہن بھی اسمین سے کچھ نوش جان فرمائے ، تو میری زندگانی دار فانی مین تلخ نہو اور کبھی وہ نیکذات
کچھ تحفجات نادرات ہاتھون ہاتھ اوس وسیلے سے وہان پہونچاتا کہ شاید مجھ عاجز کی خبر اوس باتمیز کے ہاتھ مین پہونچے تو یہ بیقراری مجھسے بہادہی
کرے اور دست بردار ہو اور کبھی وہ دل بیتاب مثل سیماب ہر بار بیقرار ہو کر کہتا تھا کہ دیکھیے اس شب کی سحر پر غضب کیا دیتی قیامت
برپا کریگی کیونکہ یہ مکان شادی ہے کل وقت سحر ہر ماہ پیکر اپنے اپنے گھر کو رخصت ہو جائیگی تو بقول مصحفی **شعر** سن غم دہ
آہ کیا کرونگا ؛ پر آئے اجل بھی مر رہونگا ۔ **بیان سحر** اس خیال پر ملال مین عروس ماہ مع سیارگان حجلۂ مغرب
مین روپوش ہوئی اور مسافر آفتاب جہانتاب گریبان سحر چاک کرکے اور شعاعون کے اشک منھہ پر بہاکے سمت شرق
سے نمود ہوا اوسوقت اس تیرہ روز جگر سوز کا احوال پر ملال کچھ نہ پوچھو بقول مصحفی **شعر** تھی شب وصل کھلگئی جو آنکھ
رنگ فق ہو گیا سحر کو دیکھ ، الغرض سحر کو سب نازنینان ماہ تمثال خوش جمال اپنی اپنی ہجولیون سے بصد بشاشت رخصت
ہو کر گھرون کو سدھارین مگر جس پری رخسار گلعذار سے اوسکی لگی تھی جب اوسکا محافہ اوس بدنصیب کے قریب آیا اوسدم
اس بیدم تفتہ جگر سوختہ دل کی یہ حالت ہوئی گویا بارود کے تودے مین آگ لگادی غرض وہ محافہ زرنگار
رشک بہار کہاران باد رفتار کی چالاکی سے برق وار چمک کر جو نہین اوسکی نظرون سے غائب ہو گیا وہ نہین اوس تیرہ
محنت دل و دولت کو ابر غم نے گھیر لیا اور آہ و فغان اور شور و بکا کی آواز رعد کی گرج کو صم و بکم کرنے لگی اور دل بیتاب نے بجلی
کی کڑک کو مثل برف سرد کر دیا اور آہ سرد پر درد نے ہوا کے جھونکون کو گرد کر دیا اور چشم گہر بار بھی مثل ابر نوبہار زار
زار رو کر ساونکی جھڑی پر چشمک زن ہو کر بقول مرزا سودا یون کہنے لگے **شعر** ساون کے بادلون کیطرح سے بھرے
ہوئے ، یہ وہ نین ہین جن سے کہ جنگل ہرے ہوے ، غرض اور حقیقت پر از رقت اوس آفت رسیدہ محنت کشیدہ
دل طپیدہ جان رسیدہ کی کیا کہون کبھی تو اوس ماہ رو کے آرزوی وصال مین پہرون روتا اور بقول جرأت
یہ کہتا **شعر** وصل بنے کا کچھ بناؤ نہین ، وان لگا دل جہان لگاؤ نہین ، اور کبھی وہ وابستہ ملال خستہ احوال
منھہ ڈھانپ کر پردۂ دل سے پوشیدہ پوشیدہ یون بر استاد کا یہ شعر لانا **شعر** کیا کہیے جو کچھ
غم ہے دل و جان حزین پر ، بس یہی ہے کہ نہ عاشق ہو کوئی پردہ نشین پر ، اور کبھی وہ تیرہ روز جگر سوز

نے

چار پہر دن اپنے ہم سن ہمنشین و دوست اور غمخوار جان نثار ذہین کا تھا اور جب شب پر تعب ہوتی تو اوس ماہ نقاد شکل بدر الدجیٰ کی فرقت مین داغ دل کو آہ جانسوز سے چمکا کر یون حرف زن ہوتا بقول استاد **شعر** کیون ہجر کی شب آئی بستر پہ لٹانے کو + پہلو ہی تہی کم تھا کچھ یاد دلانے کو + اور کبھی وہ سودائی گرفتار بلای ناگہانی اوسکی زلف مشکین کے تصور مین پریشان خاطر ہو کر تنہا کا یہ مطلع پڑھتا **مطلع** ہے جبین اُسکی کاکل پر خم کو دیکھے اس آس رکو دیکھے اور ہمکو دیکھے + اور جو ہمنشین اس اندوہگین و حزین کو کہتا کہ ای غریق ورطۂ محبت وای رفیق لجۂ الفت ذرا دل کو دھارس دے اور آپ کو سنبھال اور نامردی کو کام نفرما تو وہ شناور بحر الم اور ہمکنار لجۂ غم یون کہتا تھا کہ اے یار دمیری وہ حالت ہے بقول مرزا صاحب **شعر** چون مورچہ ضعیف کہ افتد در آب تند + در اختیار خویش مرا اختیار نیست اور جو کوئی کہتا کہ ای مبتلاء الم وای آشنای جور و ستم کچھ اپنی روداد ناشاد سے ہمکو بھی تو آشنا کر تو وہ بیتاب یہ جواب صوا باب دیتا بقول مرزا میر علی صاحب قائم **شعر** بیان کس سے کرون ای ہمنشین اس حال پر غم کا + کہ سننے سی پراگندہ ہو جسکے ہوش عالم کا + لیکن میرے احوال پر ملال کے مطابق یہ کسی عاشق کا کبت ہے **کبت** سورت منموہن کی موری نین پر جیر کیسو سو رانت ٹھا یا وہی رہت ہے + آگ کیسو کر اجر دن نت بریم کی اگن مین بابری مار و ہم نہین کو دہٹ ہے + تن تو جنجھا جاری اور ہو جھا بیاری ہوین سیر و ہیوا تو دکھ سہت ہے + اون توا نہی بیرن مین جھاڑ کے سدھم ہو نہ لینی تا بے بلنجھ بران واہو کو جہت ہے + القصہ وہ عاشق نوگرفتار دلفگار بادرد و محن فعبریانی تن باین قتیل و قال ایکسال بسر ہو گیا لیکن اوسی بزرگ صدق مقال کی زبانی ہے کہ جب اس جگر کباب خانہ خراب کی یہ حالت پر ملالت دیکھی تو ایک شب بصد ادب نیم جرب زبانی سے اس تیرہ بخت کے رشتہ الفت اور سوز محبت کو اوس شمع دود مان روشن کرکے کہا کہ ای چراغ خاندان عصمت وای شمع دود مان شبستان عفت ہیچ ہے بقول گنا بیگم **شعر** شمع کی طرح کیون رہ جائے جسکے دل کو لگی ہو سو جانے + لیکن قایم کی زبانی **شعر** درد دل کچھ کہا نہین جاتا + آہ چپ بھی رہا نہین جاتا + آخر کار بصد قول و قرار اوس سے کہا کہ ای بہن رشک چمن ایک عاشق نوزاد ہمسر مجنون و فرہاد نے شاد یکر و ذ تجھ رشک لیلی اور غیرت شیرین کو محافے سے اوترتے دیکھا تھا اوسدن سے اوس رشک باغ پر داغ کا احوال پر ملال کیا بیان کرون سر پر تو بال وبال جان بستان سنبل پریشان ہین اور اوس گل گریبان مانند گل تا بدامان چاک ہے اور تیزی نرگسی چشم کی خیال مین وہ شب و روز آنکھون سے آب جو جاری رکھتا ہے اور تیزی مژگان رشک سنان کے تصور مین شام و سحر خار ہجران اوسکے دل مین کھٹکتا ہے اور تیرے لعل خندان کے دھیان مین غنچہ کیطرح آٹھ پہر گردن جھکائے چپ بیٹھا رہتا ہے اور کبھی تیرے دست حنائی رشک پنجۂ مرجان کی یاد مین برنگ اور نگ قطرۂ خون دیدۂ خونبار سے ہر دم ٹپکاتا ہے اور اوسکے دل کی بیکلی کا یہ عالم ہے کہ کسی پر روشن نہین جاتی اور رہتے ہے فراق اشتیاق مین روز و شب بحال پر تعب مانند

بلبل دورانہ چمن نعرہ زن ہوا اور رنگ حنا رجو اوس گلغدار کا مثل گل در دہر خ تھا سوکاہش غم سے مثل صدبرگ
زرد ہوگیا اور رہا بروہ دل افگار بیتاب پر درد گار مثل حنا رہا تھ اوٹھا کے بقول مرزا سودا کیطرح یہ دعا مانگتا ہے **نظم**
یا درد دل کا دوا ہو یا دل کو تاب ہو ٭ قسمت میں جو لکھا ہے الٰہی شتاب ہو ٭ آتش کشمکش کے دام ہی گیا کام تھا ہمیں
اے الفت چمن ترا خانہ خراب ہو ٭ غرض اوس غیرت گل نے بصد تامل یہ فسانہ دلسوز و قصہ غم اندوز سنکر جواب دیا
لیکن دل مین یہ کہنے لگی کہ ہائے میں نے یہ کیا ستم کیا کہ وہان جاکر ایک سرو رعنا کو پامال الم کیا اور ظاہر وہ دلربای
باوفا اوس فسانہ جگر سوز غم اندوز کو ٹالگئی اور رہی گفتگو درمیان لائی الحاصل اوس تغافل شعار سلیقہ دار نے بقول مصحفی
ابیات دل بستہ عیش و ناز رکھا ٭ رسوائی سے خود کو باز رکھا ٭ مقدور تلک رہی وہ خندان ٭ گھر اوسکا رہا نہ کلبہ احزان
اور ادھر اس وحشت پیمای ہجران بے سر و سامان کی حالت پر صعوبت کیا بیان کرون رفتہ رفتہ جب اوس خود رفتہ کو بیخودی نے
بستر ضعیف پر بجوز دکیا اور توانائی بھی اوس لاغر دل مضطر کا ہاتھ ہیہات و ناتوانی کے ہاتھ میں دیکر پہلو تہی کرگئی اور آزار
عشق نے اوس مریض الفت کو صبح و مسا رنج و محن کی دوا پلانی شروع کی اور مادہ خون کو خلط صفرا سے بدل کرکے
مرض یرقان ہوا اوسکو عاشقو نکی روبرو زرد رو کیا اور گرمی فرقت آہ جانسوز سے تپ درونی کو تیز تر کر گئی اور مرا
مجبوری و مجبور رنج الفت جگر سے طپش دلکو مختلط کر کے سرسام پیدا کیا الحاصل وہ گرفتہ دل نیم بسمل اسحال پرملال سے ایکسال
اور بسر لیگیا لیکن اس عرصہ مین وہ عورت نیک خصلت کہتی ہے کہ مین بارہا اوس مہ دلفریب کے پاس آئی گئی مگر اوس نے غرور زیبائی
اور بے پروائی سے اوس بندہ خدا کو کبھی نہ پوچھا کہ اوس رنجور مذکور کا حال پر اختلال کیا ہے مگر دو سر سال کے بعد بقول مصحفی
اشعار با وصف غرور وکبریائی ٭ اوسکی بھی طبیعت اوبھر آئی ٭ گھر والونسے اپنے بھیکر دور ٭ رہنے لگی جی ہی اوسکا مذکور
اور گاہ بحالت بیقراری واشکباری وہ گرفتہ دل نیم بسمل بقول مسرور ابیات کرتی تھی آہستہ آہ جانگداز ٭ تا نہ کھلے
کمین چاہت کا راز ٭ نے کسی سے گفتگو نے بات تھی ٭ رات دن رونیکی بس اوقات تھی ٭ اوس پر بیاد ناشادکی یہ حالت
برازرقت دیکھکر مین یون گویا ہوئی کہ ای ماہرو تیرے تیری تو چندروز جانسوز مین یہ حالت پر ملالت بہم پہونچی کہ تیرا جی
جانتا ہوگا اور وہ آبیجان اوسکے کہ جو دو برس کامل یونہین درد و محن مین گذر گئی ہائے ابتک غنچہ لب بقول قاسم **مطلع**
دل سیر مسیحا سے ہی بیمار تمھارا ٭ وابستہ عالم ہے گنہگار تمھارا ٭ کیونکر بقول مسرور **ابیات** صبر کی اب تو نہین طاقت اوسے
ایکدم دشوار ہے فرقت اوسے ٭ زندگی اوسکی تیرے ہی ہاتھ ہے ٭ تجھکو مردے کا جلانا بات ہے ٭ نہین تو
بقول میر حسن **شعر** نہین تو وہ رگ رگ کے مرجائیگا ٭ اسیطرح جی سے گذر جائیگا ٭ یہ سخن دلشکن وہ
ماہ پیکر سنکر آہ سرد کھینچکر کہنے لگی بقول جرأت **شعر** ملین کیونکر اگرچہ غلبہ الفت کی شدت ہے ٭ اوھین ہے
پاس رسوائی ہمین لوگون کی دہشت ہے ٭ لیکن اے ہمدم دل لگن میری اور اوسکی ملاقات بے
آفات کی اس صورت کے سوا اور کوئی شکل نہین ٹھہرتی کہ اس مہینے مین کچھ تقریب شادی در پیش ہے

سب عورت قبیلہ اور زنان ہمسایہ باہم آئینگی اگر تو اوسکو بھی لباس زنانہ مین آراستہ و پیراستہ کرکے اپنے
ہمراہ لے آئے تو مضایقہ نہین الغرض اسطور سے اوس جور رنجور کا مدار وصل ٹھہرا کہ وہ فرد دل افروز بھی شب ہجر کو تمام
سر کرکے در پیش آیا اوس نازنین مہ جبین نے پوشاک زنانی سبز رنگ زعفرانی مع زیور جواہر نگار عجوبہ روزگار ایک [illegible]
مین لگا کر میرے گھر مین پہونچا دیا الغرض اوس رشک حور و غلمان اور غیرت مہر درخشان کو بنا سنوار کر لباس عروسانہ سے
ایک محافہ زرنگار مین سوار کرکے رونق بخش محفل شادی ہوئی لیکن اوس دانای دہر یکتائی عصر نے بد ادائی نصیب کی
ایک الگ مکان دلستان مین اوس گل حیا کو چھپا کر اور ادہر ادہر پھر کے گاہے اپنے جمال ماہ تمثال سے
اوس تشنہ دیدار کو سیراب کر جاتی اور گاہے ایک جھلک برق دار اوس دلفگار کو دور سے دکھا کر غائب
ہوجاتی لیکن اس تشنہ رنج و محن خستہ تن کا نقشہ تھا بقول مصحفی ابیات آنکھوں سے سرشک وصل جاری ہو لی
پر دہی جوشش بیقراری ۔ اوس عین خوشی مین ہجر کا غم ۔ افزای نشاط وصل درہم ۔ اور ادہر جہان جمع تھین
وہ وہ جو عورات عمدہ اور زنان جمیل اقا صاحب تمکین بصد تزئین رونق افزای محفل تھین اسکے الگ بیٹھنے سے سب باہم منغض ہوگئی تھین کسیا
یعنی یہ عورت ماہ سیرت ایسی کون سی خاندان عالیشان سے ہے کہ ہم سب سے نفرت کرکے الگ بیٹھی ہی علی ہذا القیاس
یہ ہماری پاس آپ آنیکی تکلیف کرتی ہے اور نہ ہمکو خوشی سے کہتی ہے کہ اے بی بیو بحضرت عباس بیٹھین میری پاس
بلا وسواس تشریف لاؤ اوصاف اس بات سے یہ معلوم اور مفہوم ہوتا ہے کہ یہ عورت اپنے حسن پر نہایت مغرور ہے اور کوئی کہتی تھی
کہ بی بیو ہمنے دریافت کیا کچھ اس بد دماغ کو خلل دماغ ہے جو یون ہملوگون سے متنفر ہوا اور کوئی زن [illegible] کہتی تھی
کہ یہ شیخانی کم سخن اپنے زر زیور کے گھمنڈ مین بالا بالا رتبہ جہانگیری کو پہونچی ہے جو اس رعب سے اسکو الگ
ہونا اچھا پسند خاطر ہے اور کوئی جانماز زیب دلفریب با تحمل کہتی تھی کہ یہ گلبدن رشک چمن اپنے لباس فاخرہ
بے بہا کی تمکنت مین ایسا گاڑھا دماغ رکھتی ہے کہ حجرے کے صحن تک بھی نہین آتی یہ رمز و کنایہ اون بی بیوں کا
جا بجا نہ سنکر یون حرف زن ہوئی کہ اے بی بیو یہ خوش جمال نیک خصال کچھ اپنے لباس
بیقیاس اور زیور جواہر اعجوبہ کار پر بد دماغ ہوکر الگ نہین بیٹھی ہے اس حور پیکر رشک قمر کو کچھ خلل دماغ
اور خفقان بے پایان ہے اس سبب سے وہ نازنین رشک حور عین تم سب کے قریب نہین آتی کہ کسی پریرو نیک خو
کی خدمت مین کچھ گستاخی نہو جاے بقول شخصے مصرع ہیچ آفت نہ رسد گوشہ تنہائی را ۔ اس گفتگوے
دلجو سے سب مہمانونکی تشفی خاطر کرکے کہنے لگی کہ بی بیو اگر ایک گھڑی کی اجازت بشاشت سے عنایت
کیجیے تو ایک بازی چوسر کھیلکر اوس پر حجاب رشک مہتاب کو شگفتہ خاطر کراؤن یہ کلام خوب انجام سنکر
ہر پری پیکر کہنے لگی کیا مضایقہ ہے مصرع خوشی اپنی ہے خوشی جسمین تمہاری ہے ۔ القصہ وہ ماہ دلخواہ اوس شکر
آفتاب کے پہلو مین جلوہ گر ہوکر حجرہ برج آسا مین جلوہ قران السعدین دکھانے لگی اسوقت اس ہجر کا

دن دونون ماہرویون سے یہ عالم تھا گویا ایک ہالے مین دو ماہ یا ایک صدف مین دو گوہر آبدار یا ایک فانوس مین
دو شمع کافوری روشن اور منور ہین اس کیفیت مین اور کیفیت سنو کہ جسوقت چوسر کھیلا کر اوس نازنین سہ
جبین نے پہلے پانسا پھینکا تو چھ تین نو آئے تو وہ تو گرفتار محبت بیمار الفت یون بولی کہ ای دلدار غمگسار فی الحقیقت
ہے کہ تو نے اس محبت پر صعوبت کی بری مصیبت اوٹھائی ہے لیکن مین ابھی ہنوز نو آموز عشق ہون
بہر نوع تجکو میری غمگساری اور دلداری کرنی ضرور ہے تاکہ میرا حال پرملال نوعد گرنہو اوسکے بعد اس دل نفتہ
جگر خستہ نے جو پانسا پھینکا تو پو بارہ پڑے اوس پانسے کو دیکھکر یون حرف زن ہوا کہ ای یار ہرجائی وا سے
مایۂ زندگانی یہ پو بارہ نہین ہین یہ میرے حسب حال صدق مقال ہے کہ مجکو دو برس یعنی یک جگ اور ایک مہینہ
پورا ہوا ہے کہ تیرے عشق مین عقل کے چھکے چھوٹ گئے حواس خمسہ کے پنجے بند ہین کوئی رہائی کی چال برطلل
نہین سوجھتی دوسرے یہ ہوش وحواس کا بھی جگ ٹوٹ گیا اور خرد کی نرد کٹ گئی آگے دیکھئے حضرت عشق
اس بدرنگی مین کیا رنگ دکھاتے ہین اس غم سے جی پک گیا اور کوہ الم کی سل چھاتی کے متصل اڑی رہتی ہے
اور خیال خام نے دماغ مین خلل پیدا کیا اور وحشت دل گھر بار چھوڑتے ہی تاب وطاقت نے سب ہار دیا کوئی
داؤن ایسا نہین آتا جس سے اس غم کے ہاتھون سے چھوٹکر لالون لال ہو جاؤن یا بساط جہان سے ملک
عدم کو اوٹھ جاؤن کیونکہ بقول جرأت **شعر** سخت تجھ بن قلق اس دل کا ستاتا ہے مجھے۔ گہ اوٹھاتا ہے تو یہ گاہ
بٹھاتا ہے مجھے۔ الحاصل وہ چوسر کی بازی دونون دل دو نیم کی سیر بساط عشق نے دوئے مین لا کر اسواسطے
سہ ادی کہ دو مہینے کے بعد انکی نرد جان پر ارمان کو مار ڈالے گا اس گفتگوی دو بدو مین شب
وصال اس پائمال الم سے پہلو تہی کرنے لگی اور وداع سحر کا آثار ہونے لگا اوس پری خصلت وہ کبک دری
نے بدانائی برای رفع بدنامی اس نیمجان پر ارمان سے کہا کہ لے دلدار مونس غمگسار جی تو نہین چاہتا ہے
کہ تجکو اسوقت رخصت کرون لیکن کیا کیجیے **مصرع** زمین سخت اور آسمان دور ہے اور بقول مصحفی **شعر**
جدائی کا ہم تیری غم کیا کرین۔ فلک یو نہین چاہے تو ہم کیا کرین۔ مگر تو اپنی خاطر فاتر جمع رکھ انشاء اللہ تعالی
اسی شکل پر گاہے گاہے مواصلت کی صورت رہیگی پر اسوقت صلاح وقت یہ ہی کہ ابھی روز روشن نہین ہوا
مبادا بوقت فردا تیری چال ڈھال سے کوئی پہچان جائے تو موجب ہتک جا نہین ہے بعد اشکباری
اور بیقراری اوس مہر درخشان کو اوس ماہ سیمائے تارون کے وقت چشم فتنہ مین خاک ڈالکر رخصت کیا
بعد ازان زنان ہمسایہ کو باری باری وداع کر کے مسرور کی یہ غزل زبان پر لائے **غزل** یون نکوئی
عشق کا بیمار ہوا ہائے دشمن کو نہ یہ آزار ہو۔ لے خوشا اوقات اوس وارفتہ کی۔ رات دن جسکی بغل مین
یار ہو۔ جسکو طلب کی ہوس ہو دوست ہو ہم ہون اور وہ سایہ رہوار ہو۔ ہجر کی شب کیا کرو ضبط فغان۔ دل

کی بیتابی سے جو ناچار ہوا، حضرت عیسیٰ کے قم سے کیا ادسے، جو کسی کا کشتۂ رفتار ہو، کیا تجھے شربت سے
اوسکی تشنگی۔ یار کا جو تشنۂ دیدار ہو، زیست ایسے شخص کی مسرور کیا، یار جسکے پاس نے غمخوار ہو، اور پھر
تو اوسکی یہ حالت پر وقت تھی اودھر وہ نیم بسمل بیجان وبیدل جو گھر مین گیا تو بقول میر تقی یہ حالت ہوئی
ابیات: جی کو تسلی نہ دل کو قرار، کف غم مین سر رشتۂ اختیار، کبھو یاد کر اوسکو نالان رہے، کبھی ٹک جو بھولی تو حیران
رہے، نہ دم بھر کبھی دیدہ تر لگے، نہ گھر مین لگے جی نہ باہر لگے، کبھی یان کبھی وان بحال خراب، وہی بیقراری
وہی اضطراب، لیکن گاہے گاہے وہ پری نزدیک خود برائے تشفی خاطر فاتر اسکے پاس بادل بریان اصیل بھیجکر خبر وحشت
اثر منگوایا کرتی تھی اسی عرصے مین آزار غم نے یہانتک طول کھینچا کہ وہ غریب قریب مرگ ہوا آخر کار یہ دل افگار خستہ د
زار دار فانی سے ملک بقا کو رحلت کر گیا یہ واقعۂ غم افزا بہ ملا اوسکی یاد رفتہ جگر دیکھکر با دیدۂ گریان و دل بریان یون
کہنے لگی، مثنوی، ای نور نگاہ ماہ ثانی، افسوس تری یہ نوجوانی، افلاک نے خاک مین ملائی، مجکو تری موت
کیون نہ آئی، وای کاش تمھارے بدلے بٹیا، مرجاتی جو مان تو خوب ہوتا، مجھ سیر کی آگے ہای صد وای، افسوس کہ نوجوان
مرجائے، یہ بین بہین کر کے اوسکی یاد مضطر بستر خاک پر بیہوش ہوگئی لیکن اُسکے دوست و آشنا اور خویش و اقربانے
غسالون سے غسل دلوا کے پارچۂ نفیس سے تکفین کیا اور میت کو صندوق مین رکھکر برآمد کیا ایسا ایک دوشالۂ سبز
اوسپر ڈالا کہ جس سے وہ تابوت عاشق نمین سر سبز ہوگیا اور اوسپر پھولون کی چادر لہلہاتی ڈالکر جو جال بر بلال پہلے تو
اوس تابوت پر الم کا یہ عالم تھا گویا تختۂ چمن پر از نسترن دوش صبا پر روان ہے رفتہ رفتہ اس تشنۂ محبت خستۂ
الفت کا تابوت جنازہ عشق سے اوسیطرف کو روانہ ہوا جدھر اوسکی معشوقہ جان نثار محبوبہ غمگسار کا مکان
دلستان تھی آخر الامر وہ تابوت نبات النعش دار بے اختیار سنگین محل مین سنگین ہو کر بین اشارہ زن ہوا
مزار گھسیٹا عشق کے بقول **شعر** تو ساتھ ہو حسرت دل مرحوم سے نکلے، عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے
اور بقول حکیم حیات اللہ قلاش **شعر** بعد کشتن رحم بر حالم نہ فرمائی چرا، ہمرہ تابوت تا گورم نمی آئی چرا، غرض حمالونے
ہر چند چاہا کہ یہ گرانبار محبت اور آثار قیامت کسی طرح سے چلے لیکن مطلق اوس تابوت حیرت افزا کو جنبش نہ ہوئی اس
واردات کا عجائبات دیکھکر ہجوم جز و کل مین بے تامل غل ہوا اور آپسمین یون ہم سخن ہوے کہ آیا دیکھیے آخر وقت
کیا قیامت برپا ہوتی ہے جو یہ تابوت گرانبار مثل کہسار یہان سے نہین ہلتا ہے اس واقعۂ عجیب
و غریب کے نظارے کو ہر ماہ تمام اپنے اپنے بام پر جلوہ گر ہوئی القصہ یہ خبر وحشت اثر اوس معشوقۂ خستہ جگر
کو پہونچی عدمین اوس مضطر نے پنجۂ ضبط سے دل کو تھام کر غسل کیا اور پوشاک سفید بجان نو سید تن پر
آراستہ کر کے اور پیش قبض شوہر ہاتھ مین لیکر بطواف کشتۂ خویش وہ جگر ریش بر لب بام باشتیاق
تمام نظارہ کنان ہوئی تو کیا دیکھتی ہے کہ وہ تابوت عاشق مبہوت بقول مصحفی **اشعار** ہلتا نہین

جا سے اُڑ رہا ہے ٭ کہرام گلی مین پڑ رہا ہے ٭ بس دیکھتے ہی اوسے پھر اک آہ ٭ مارا بہ شکم وہ دشنۂ ناگاہ ٭ لگتے ہی اوس پیش قبض آبدار خونخوار کے وہ لالہ رخ خون مین غلطان ہوکر جان بحق تسلیم ہوئی اور تیغ عشق نے یہ جواہر دکھلائے کہ اوس گلبدن رشک چمن کی خوناب کی دھار زیر بام آئی یہ روداد بیداد دیکھکر اوسکا شوہر خستہ جگر کوٹھے پر جو آیا تو کیا دیکھتا ہے بقول مصحفی **شعر** ہے بام پہ غرق خون وہ گلفام ٭ خورشید ہو جیسے بر لب بام ٭ آخر کار اوس مبتلاء الم پر غم کو اوسدم کچھ نہ بن آیا چار و ناچار اوسکو با دل زار ہاتھون ہاتھ تکفین کرکے وہ جنازہ غم آمادہ لیکر گھر سے باہر نکلا تو عجب طرحکا ایک شور محشر برپا ہوا گویا قیامت آئی کوئی تو زار شل نوسہار گریان با دل بریان یون حرف زن تھا **شعر** کبھی دیکھا نہ ہمنے نے سنا ہے ٭ جو اوسدم اس گلی مین ماجرا ہے ٭ اور کوئی خاک پر پچھاڑین کھا کھا کر یہ کہتا **شعر** اس عشق نے کیا غضب دکھایا ٭ اس مہ کو جو خاک مین ملایا ٭ اور کوئی عالم حیرت مین انگشت زیر دندان کاٹتا اور یہ سخن دلشکن کہتا کہ شاید ان دونومین پوشیدہ آگے سے محبت ہوگی جو آج یون ایک بار اظہار ہوئی قصہ مختصر جب جنازہ غم آمادہ معشوقہ جان نثار کا آگے ہوا تو پیچھے وہ تابوت بھی خود بخود چل نکلا لیکن بقول مصحفی **نظم** دونون وہ جنازے جب روان تھے ٭ حیرت زدہ پیر اور جوان تھے ٭ کہتے تھے یہ طرفہ ماجرا ہے ٭ کیا مردے نے زندے کو لیا ہے آخر کار اون دونون خاکسار جان نثارون کو تکیہ پر بہم زیر خاک تسلیم کیا اوسدم بقول آلہی بخش **شعر** جب قبر مین اون دونونکو یکبار دبا رہا ٭ غل تھا یہی الفت نے انھین مارا و مارا ٭ **مثنوی** اب آگے کیا لکھون ہیہات ہیہات ٭ نہین ہوتا کسیکا اسطرح مات غرض یہ عشق تو وہ بد بلا ہے ٭ کہ جسکی آگ مین ہر اک جلا ہے ٭ کہان مجنون کہان فرہاد بیدل ٭ کہان شیرین کہان لیلی کا محمل ٭ کہان عذرا کہان وامق دل افگار ٭ کہان نل اور دمن سی ماہ رخسار ہزارون گھر لٹائے عشق نے آہ ٭ ہزارون جی جلائے عشق نے آہ ٭ نئی اسکی حکایت ہر جگہہ ہے نئی اسکی شکایت ہر جگہہ ہے ٭ بس اے مجبور آگے اب الم کی ٭ نہین خامے کو طاقت ہے رقم کی اور بقول شخصے فی الحقیقت **شعر** یہ ہمنے کیا لکھا اور کیا پڑھا ہے ٭ محبت کا ابھی قصہ بڑا ہے

داستان یعنی ایک شہر کے مسافرخانے مین نقش صندلین وصیت نازنین پر تاجر کا عاشق ہونا اور اوسکے فراق مین مرنا اور اوسکی وصیت کے موافق اوسی مکانمین مالک کا دفن کرنا اور دریافت حال کے بعد جذبہ عشق تاجر سے معشوق کا جان دینا۔

تجاران دلفروش و خریداران متاع جوش و خروش یہ قصہ غم اندوز درد فسانۂ جگرسوز کاغذ شفاف پر کلک جگر شگاف سے یون رقم کرتے ہین کہ ایک سوداگر بچہ نورستہ گلشن جوانی گلدستہ باغ کامرانی بلبل ہزار عنفوان شباب در

حاصل سرو بوستان شاداب ایسا حسن و جمال رشک بدر کمال رکھتا تھا کہ اگر اوس دور مین زلیخا ہوتی بلا دست
یوسف ثانی کے روبرو کبھی یوسف مصری سے نجات کرتی اور اگر لیلی ماہ رخسار اس روزگار مین بقید
حیات ہوتی تو اوسکے عشق مین خود مجنون ہو جاتی اور اگر شیرین اوس شیرین دہن رشک چمن کو ایک بار
دیکھتی تو مثل کوہ کن وہ خستہ تن اپنی جان شیرین بتیشۂ غم سے ہلاک کرتی اور اگر عذرا اوسکا شہرہ سنتی تو بشکل
وامق وہ سینہ شق گرفتار رنج و بلا ہوتی اور اگر وامن رشک چمن اوس غنچہ دہن کی نرگسی چشم کو ایک نظر دیکھتی تو
اپنے دل کی بساط نل کیطرح چوسر غم مین ہار دیتی غرض سچ تو یون ہے بقول سمجھے **شعر** گو بہ زمین ستار آمد +
یوسف بہ جہان دو بار آمد + لیکن اوس حسن و جمال بے مثال پر بقول میر تقی **اشعار** عشق رکھتا تھا اسکی جوانی گرم +
دل وہ رکھتا تھا موم سے بھی نرم + سر مین تھا شور شوق دلمین تھا + عشق ہی اسکے آب و گل مین تھا + اور دولت
و حشمت سے منعم حقیقی نے اوس عالی قدر کو اسقدر آسودہ خاطر کیا تھا بقول میر حسن **شعر** طویلہ مین اوسکی جو ادنے بچے خر
اونھین نعلبندی مین ملتا تھا زر + الغرض وہ رشک گلزار سیر شہر و دیار بارفقای خوش کلام و ندمای نیک انجام از شہر بے
عازم سفر ہوا اگر اوسکے جاہ و حشمت اور شان و شوکت کا کیا بیان کرون **مثنوی** اسباب تمام خیمہ روانہ
ہملون پہ لدا تھا سب خزانہ + لشکر مین جو کوئی لشکری تھا + دولت سے وہ اوسکے جوہری تھا + اُنہی کو تو تھا
وہ شخص تجار و شاہون کی ہوگی پہ یہ سرکار + الحاصل وہ رشک حاتم بن طے منزل بمنزل مراحل بمراحل راہ طے
کرتا ایک شہر عالی شان مین داخل ہوا + **مثنوی** اوس شہر کے کیا کرون مین اوصاف + ہر کوچہ تھا آئینہ سا
شفاف + اچھو یہ بگاہ ہر دوکان تھی + اور نہر گلی گلی روان تھی + پتھر کے مکان تھے وہ اعلی + جنت سے جو تھی کہین دو بالا
الغرض یہ سوداگر پری پیکر اوس شہر مینو چہر کی سیر کرتا اوس عمارت عالیشان جنت نشان کے قریب گیا کہ جس
حویلی رشک گلزار مین شاہان ذوی الاقتدار اور تجاران عالی وقار اکثر آکر مقیم ہوتے تھے غرض اوس مکان عالیشان
مین وہ عالی وقار مع خویش و تبار رونق بخش ہوا لیکن ضمیر **شعر** سمجھا نہ کہ ہون گے ہم یہین کے
دنیا کے رہینگے اور نہ دین کے + القصہ اوس مکان دلکشا جان فزا کے جلوہ خانے مین تمام سپاہ اور بنگاہ با خیمہ
و خرگاہ منزل گزین ہوے اور رفیق قدیم و شفیق ندیم اوسکے خانہ باغ مین اپنے رخت سفر اوتار کر بہر کار
یکبار مشغول ہوئے کوئی پاک طینت نیک خصلت برلب جو وضو کرنے لگا اور کوئی آئینہ رو آلودہ
گرد و غبار قریب آبشار نہانے مین مصروف و مالوف ہوا اور کوئی بے وطن مثل بلبل دور از چمن اپنے گلمرد کو
زمین پوشش گلمدوز بچھا کر بہار دانش مطالعہ کرنے لگا اور کوئی بے وطن مثل بلبل دور از چمن اپنے گلمرد کے
تصور مین اوس باغ کو دیکھکر شمیم کا یہ شعر پڑھنے لگا **شعر** تیرے دیوانے کو ہے جینے سے
حرمان باغ مین + زخم آتے ہین نظر گلہاے خندان باغ مین + اور کوئی تاک کا سایہ تاک کر

استراحت فرما ہوا اور کوئی ماہ وش رو رش پر کسی گل اندام کے ساتھ گلبازی کرنے لگا اور یہ شعر سودا کا زبان پر لایا
شعر ۔ دنوں کسی گلشن کی نہ زینت کسی سر کی ۔ مثل گل بازی نہ ادھر کی نہ ادھر کی ۔ **بیان شب**
اس ضمن میں جسوقت مطرب فلک نے دائرہ آفتاب کو غلاف آفتاب میں کیا اور رقاصہ شب نے بولی زہرہ
او مشتری کو ستار ثریا اور قانون کہکشاں دیکر چاندنی کے فرش پر نوشاہ قمر کے سامنے بجانے کے واسطے بھیجا
اوسوقت اوس سوداگر پری پیکر نے طائفہ ہائے رشک گلزار ارم و مہرویان پری رخسار کو یاد فرمایا غرض ہر ایک
ماہ وش پوشاک نفیس مع سازندہائے جلیس فرش محمودی پر سامنے آکر جلوہ گر ہوئے **مثنوی** ناچ
کا اونکے کروں میں کیا بیان ۔ منہ میں لکنت کرتی ہے میری زبان ۔ بھاؤ بتلاتی تھی کوئی ماہرو ۔ کوئی آنکھیں
لڑاتی تھی ہر سو ۔ کوئی گھونگھٹ نکالکر منہ پر ۔ سر دامن لگاتی تھی ٹھوکر ۔ ناچتی تھیں وہ جب باین انداز
نقد جان کرتے تھے ہزاروں نیاز ۔ کوئی دستار باندھکر بانکی ۔ کھولکر بال مار کر گاتی ۔ پیشواز اپنی کو
اوٹھا کر آہ ۔ تاکر دونوں ہاتھ لاکر آہ ۔ کھڑی بھرتی تھی اسطرح سے گت ۔ جسطرح سے ہو برق کو حرکت
اور کوئی ایک سمت ہنس ہنس کر ۔ رکھ کے انگشت کو زنخدان پر ۔ سر دگردن کو سب اپنے کر کے خم
بھاؤ بتلاتی تھی کھڑی ہر دم ۔ اور کوئی ایک اوٹھا کر ہاتھ ۔ ناچتی تھی وہان سبھوں کے ساتھ
اور یہ گاتی تھیں خوش ادا ٹپا ۔ میرا بانکا سر دیہوں والا ۔ غرض کیفیت رقص اور وہ نفیس فرش
عجب عالم رکھتا تھا کہ بیان سے باہر ہے اور ہر ایک طرف کو سورج مکھیاں اور دیوار گیریاں اور کنول ہای مینائی
ایسے روشن اور منور تھے کہ جنکے ملاحظہ سے دل کا کنول کھلتا تھا اور ایکطرف کو لالٹینیں اور فانوس
جواہر نگار عجوبہ کار سبز و سرخ آبی و آتشی یہ شمعہای مومی و کافوری اسقدر روشن تھیں کہ جنکے دیکھنے سے
فانوس تن میں دل کو فروغ ہوتا تھا اور ایک طرف طائفوں کے غٹ نفیس نفیس پوشاکیں تن پر آراستہ کیے
از سر تا فرق جواہر میں غرق اس شکل سے بیٹھے تھے **شعر** دیکھکر جنکو جای بھڑک اور یاس ۔ کبھی صحبت سے دل ہوو
او داس ۔ حاصل کلام وہ تاجر عالی مقام اس کیفیت سے دو پہر شب بسر لے گیا اسکے بعد مع ہمنشین و ہمدم
وا مینس حرم خاصہ نوش جان فرماکر بارہ دری میں بڑی استراحت پلنگ پر نفاست پر جلوہ گر ہوا قضای کار
نامساعدت روزگار سے لیٹے لیٹے اوس ماہ طلعت مہر صورت کی نگاہ ناگاہ بارہ دری کی کوٹھی میں صندل
کے چھاپوں پر جو پڑی تو کیا دیکھتا ہے کہ اون صندلی چھاپوں میں ایک چھاپہ خوش نگار غیرت گلزار
اس روش پر کسی غنچہ دہن کے ہاتھ کا ہے کہ جسکے دیکھنے سے نیجۂ غم سینے سے دل کو کھینچتا ہے
اوس چھاپہ کو دیکھکر وہ سوداگر خستہ جگر دست افسوس زانوئے غم پر مار کر یوں گویا ہوا کہ ہائے مجھ جگر فگار
دل بیمار کی دیکھیے چنگل شہباز عشق سے کیونکر رہائی ہوگی بقول تیتھے **شعر**

کوئی صورت نہین ہے زندگی کی + رہی جاتی ہے جیمین بات جی کی ٭ اور کبھی وہ نوگرفتار محبت اور سرشار مے
الفت بے اختیار سیماب وار بیقرار ہوکر پلنگ پر اوٹھ بیٹھتا اور بچشم پُرنم بصد الم اوس چھاپے کو دیکھتا اور یہ
کہتا بقول میر مظفر علی زار شعر چھوٹ جائین غم کے ہاتھون سے جو نکلے دم کہین + خاک ایسی زندگی پر تم کہین
اور ہم کہین ٭ اور کبھی وہ مبتلاے الم و آشناے ستم آنکھون پر رومال رکھکر بے اختیار زار زار مثل ابر نوبہار رو دیتا
ضمیر کی یہ غزل پڑھتا **غزل** ہے سر کی خبر نہ ہوش بجا ہے + کیا جانئے مجکو کیا ہوا ہے + دیکھے نہ کسی کے بینے
ابرو + خنجر سا دل مین کیون لگا ہے + واقف نہین شکل سے بھی جسکی + افسوس کہ اوسپہ جی چلا ہے + یوسف کو
بھی تو نے اے زلیخا + دل خواب مین دیکھکر دیا ہے + یہ عشق مرا تو دیکھیے + دیکھا نہ صنم کو نُسنا ہے + اگر نہین جسکے
نام سے کبھی + اوی واے وہ جی مین کھپ گیا ہے + کیا کہیے ضمیر تجھ سے واللہ + یہ عشق ہے یا کوئی بلا ہے **بیان**
سحر اس عرصہ مین تخیہ خورشید نے گریبان سحر کو چاک کیا اور خادم فلک آفتاب کا آفتابہ مع زیر انداز شفق سمت
مشرق سے نمود ہوا اوسوقت وہ سوداگر خستہ جگر منہ ہاتھ دھوکر برسند زرنگار رشک بہار پر آبیٹھا تو عجب
حالت تھی کہ آنکھون کو جو دیکھیے تو چشم بد دور یہ نقشہ تھا بقول میر تقی شعر ڈبڈبائی آنکھ آنسو تھم رہے
کاسۂ نرگس مین جو شبنم رہے + اور جو اوسکے لب خندان رشک گل تر تھے اونپر عشق کی گرمی اسقدر غالب تھی
کہ مارے خشکی کے پپڑیان بندھ گئین تھین اور اوسکے چہرے کا رنگ جو مثل گل ورد سرخ تھا سو ہجوم
غم سے بشکل گل صد برگ زرد ہوگیا اوس پامال کا یہ احوال پر ملال دیکھکر کوئی انیس ہمدم اور جلیس محرم
جو پوچھتا کہ اے گل باغ خوبی و اے غنچۂ حدیقۂ محبوبی یہ اس گرفتگی طبیعت پر از رقت کا موجب اور سبب کیا
ہے نصیب اعدا شب کو تو سواے شگفتگی خاطر کوئی آثار حزن و ملال نہ تھا تو وہ از خود رفتہ دلخستہ تفتہ جگر ایک
آہ بھر کر حسرت کا یہ شعر زبان پر لاتا شعر کیا پوچھتے ہو ہمدم مجھ جسم ناتوان کی + رگ رگ مین نیش غم ہے کہیے
کہان کہان کی + اور جو کوئی غمگسار غمخوار تشفی اور تسلی دیکر کہتا تھا کہ اے غریق ورطۂ محبت و اے رفیق دجلۂ
الفت اسقدر مضطر نہو تو وہ نیم جان کشتۂ ہجران اور زیادہ ڈھاڑھین مار مار کر روتا بقول خواجہ حسن سچ ہے
شعر دل والے سے ہے گریہ بیقراری بیشتر + خانۂ ماتم مین ہوتی ہے سے زاری بیشتر + آخرکار وہ دل افگار
رخت گدائی تن پہ آراستہ کرکے فقیر ہو بیٹھا اور وہ اسباب بے حساب لٹا کر ہمدمون سے کہنے لگا کہ اے
صاحبو تمھارا جدھر جی چاہے ادھر تشریف لیجاؤ کس واسطے کہ اب مجکو انیس غم اور جلیس الم کے سوا
کوئی نہین خوش آتا بقول مرزا صاحب شعر عشق ست غمگسار دل دردمند را + آتش گرہ [illegible]
سپندرا + غرض اوس دل طپیدۂ آفت رسیدہ کا سواے مونس غم کوئی یار غمگسار نہ [illegible]
شعر خواجہ حسن زبان پہ لایا شعر پایا ہے بیکسی مین عجب مینے یار دل + ہین غمگسار دلکا مرے غمگسار دل

اور گاہے وہ عاشق زار جو کوچہ و بازار کیطرف جاتا اوسکی حالت پر ملالت پر کوئی دست بسینہ ہوتا اور کوئی
لوگو نمین انگشت نما کرکے یون کہتا کہ یہی سودائی چھاپے کا شیدائی ہے القصہ اسی حال پر ملال سے یہ
ماہر و نیکخو کئی مہینہ لے گیا جس مکان دلستانمین یہ خانہ خراب نقش دیوار ہوا تھا اوس مکان خجستہ نشان کی
ایک عورت صاحب عصمت ملکیت رکھتی تھی اور اوسکی طرف سے ایک پیرزال شیرین مقال اوس حویلی رشک
گلزار کی مختار تھی آخرکار ایک روز یہ غم اندوز بادل زار اوس مختار مکان کے پانون پر سر رکھکر یون گویا ہوا کہ
اے سرمایۂ خوبی وای پیرای محبوبی براے خدا بحق مصطفے اسیچ کہ اس مکان دلستان مین کس پریزاد رشک شمشاد
کے ہاتھ کا وہ چھوٹا صندلی چھاپا ہے کہ جسکو دیکھکر ہیہات اپنی حیات سے مین دست بردار ہون یہ تقریر اوس دلگیر
دلشہ پیر کی وہ سنکر کہنے لگی کہ اے کان ملاحت وای معدن صباحت اس صندلی چھاپی پر تو نے در دسر پیدا کیا تجکو
کچھ خبط ہے یا تو وحشی بڑی سودائی ہے کہین بھی دل دینے کا یہ دستور ہی جو تو اپنے بھلے چنگے جی کو روگ لگاتا ہی یہ کلمات
نصیحت آمیز درر ریز اوس مختار مکان کی سنکر یہ کہنے لگا کہ ای نیک بخت صاحب عصمت تو سچ کہتی ہی لیکن جامی کا
قول ہے **شعر** تنہا عشق از دیدار خیزد ✦ بسا کین دولت از گفتار خیزد ✦ الحاصل اوس مختار مکان کو دریافت ہوا
کہ یہ دل افگار جان نثار عاشق صادق ہے تب بلبل زبان گو گلشن تقریر مین یون نطق مین لائی کہ ای گل گلزار محبت
وای بلبل شاخسار باغ الفت چھہ مہینے کے قریب ہوے ہین کہ ایک تاجر عالی وقار مع عیال و اطفال اس مکان عالیشان
مین نازل ہوا تھا چنانچہ شادی سالگرہ کی تقریب جو در پیش آئی تو اوس عالیمقام نیک انجام ذی مقام بحسب اتفاق
اس وثاق مین کہرا اور اوسکی وہ عورتین ماہ پیکر رشک مہر انور رسومات شادی سب بجالائین ای عاشق صادق یہ چھاپے
اون حور لقا عورتون کے ہاتھ کے ہین اور جس ثبت جبین کے دست نازنین کے چھاپے پر تو جگر افگار نقش دیوار ہی وہ
اوسکی دختر رشک قمر کے مبارک ہاتھ کا ہے آگے اوسکے حسن و جمال کی تعریف کرنا کلام کی فضولی ہی مگر بقول میر حسن
شعر برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن ✦ جوانی کی راتین مرادون کے دن ✦ اور اوسکے سراپا کی صفت سراپا
کیا بیان کرون اسیقدر کافی ہے کہ وہ حور لقا ماہ سیما سراپا قیامت کا ٹکڑا ہی بقول میر تقی **شعر** جدھر وہ ذرا
گرم رفتار ہو ✦ قیامت اودھر سے نمودار ہو ✦ اس گفتگو دو بدو سے اوس نفتہ جگر کے شعلۂ شوق کو اور اشتعال لگ
ہوئی بقول شخصے **شعر** شعلے بھڑک کے اوٹھنے لگے دلکے داغ سے ✦ آخر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے
الحاصل یہ سوختہ آتش فرقت اور برشتہ الفت آہ جگر سوز دلدوز کھینچکر یون حرف زن ہوا کہ ای مختار مکان وای
آرام جان وہ تاجر قافلہ سالار تشریف کدھر لیگیا ہے اور کس شہر مینو چہر کا متوطن ہی اسکے جواب مین وہ مختار
مکان با آہ و فغان کہنے لگی کہ اے دور افتادہ منزل محبت وای غم آمادہ مراحل الفت اوسکی وطن میں بہر تو مین
حسب لخواہ آگاہ نہین ہون مگر اوسکے قبائل حور شمائل کی زبانی یون سننے مین آیا ہے کہ ایک سال فرخندہ مآل کے

کے بعد پھر اس مکان دلستان میں مقرر آئینگے سوا مبتلاے بلاے روزگار وای شیدای نقش دست نگار
اسباب کو چھ مہینے گذر گئے ہین اور چھ مہینے کا عرصہ اوسکا روان سبک عنان کی ادھر مراجعت کرنمین باقی ہے
یہ گفتگو اوس نیک جبین کی گوش زد کرکے یہ شعر پڑھنے لگا شعر صبح پر وصل یار کی ٹھہری، آہ پھر انتظار کی ٹھہری
لیکن عشق خانہ خراب بقول میر تقی اشعار خار خار دل عریان ہے + انتظار بلا الفیسیان ہے + آرزوہی امید لالان
کی + دردمندی جگر فگارون کی + اور کبھی اوسکے خیال پر ملال مین کہتا تھا کہ ای پلید جانی وای سرمایہ زندگانی
بقول طوفان + سے نگویم بوصلت مراشاد کن + زمحروم ہی من دمی یاد کن + القصہ اوس وچار بلا ناگہانی اور
مبتلاے آفت آسمانی کو اسی کشمکش و رنج مین پانچ مہینے اور چند روز غم اندوز گذر گئے کہ دیکھئے وہ ماہ مقصد سپہر امید
پر کب جلوہ گر ہوتا ہے اور جب چھ مہینے مین دس پانچ روز باقی رہے اوس ورافتادہ غم آمادہ کی وہ حالت ہوئی
کہ الانتظار اشد الموت اور بقول خلیفہ شاہ محمد سچ ہے شعر وعدہ وصل چون شود نزدیک + آتش شوق تیز تر گردد
اس عرصے مین اوس بیدل کو وہ چھ مہینے کامل حالت اشکباری وبیقراری مین گذر گئے تو بستر
ناتوانی پر غلطیدہ ہوکر میان جرأت کا یہ شعر زبان پر لایا شعر نہ آیا پر نہ آیا یار افسوس + چلی اب تن سے
جان زار افسوس + آخر کار اوس مختار مکان کو بلوا کر یہ وصیت کی کہ اے وداے دردمندان وای شفاے
مریض امیدواران برائے خالق کون ومکان بعد انتقال مجھ بے وصال کو اسی مکان دلستان مین دفن کیجیو
کہ جس مقام پر وہ صندلی چھاپے ہین کیونکہ بقول جرأت شعر غم دلبر سے دل پر مین حزین ہے + امید اب
مجکو جینے کی نہین ہے + اے مختار مکان واے غمخوار مظلومان اسواسطے کہتا ہون کہ جیتے جی تو اوس
سرمایہ زندگانی یار جانی سے وصل میسر نہوا اب وہ ماہ لقا ادھر کو رونق افزا ہوا اور میری تربت
کو بخرام ناز بصد انداز ٹھوکر لگا کہ سرفراز وممتاز کرے تو عجب نہین کہ زیر خاک مجھ غمناک کی تسکین خاطر
ہو جاے اب مختار مکان اس میری وصیت اور نصیحت مین جو قصور کریگی تو واللہ باللہ مین چاک گریبان
محشر مین تیرا دامنگیر ہونگا آخر کار وہ جگر افگار یہ گفتگو کرتے کرتے بیک آہ جہانسوز مانند چراغ سحری گل
ہوگیا یہ ماجراے جگر سوز وحیرت اندوز دیکھکر مختار مکان بے اختیار زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگی اور
ضمیر کے یہ اشعار آبدار زبان پر لائی + مثنوی الیاس تجھے ہاے غم نے گھیرا + آخر کو ہوا وصال تیرا +
لذت نہ اوٹھائی زندگی کی + حسرت رہی ہاے جی مین جیکی + دل تیرا ہوا نہ شاد ہے ہے + ہاے
عاشق نامراد ہے ہے + القصہ مختار مکان دل بریان نے مکان وصیت مین اوس کشتہ الفت کو دفن
کیا اس عرصے مین کئی دن کے بعد وہ تاجر عالی وقار مع خویش وتبار اوس مکان
جنت نشان مین نازل ہوا کہ جس کے انتظار مین وہ سوداگر خستہ جگر اپنی متاع

و میست بازار عشق مین بحکم عدم کو روانہ ہو گیا تھا لیکن اے یار بقول مرزا علی لطف اشعار عشق کوئی روز ہے
خونریز ہے + عشق کوئی طرفہ آفت خیز ہے + واقعی گر چارہ سازی پر یہ آئے + لاکھ معشوقون کو
عاشق کر دکھائے + دل مین اگر لائے خیال آہ گرم + موم سا آہن کو کر دکھلائے نرم + زندگی مین
گر رہے عاشق سے فصل + خاک مین دے بعد مرنیکے یہ وصل + چنانچہ اسکے مطابق میر تقی بھی کہتے ہین
شعر وصل جیتے نہ ہو میسر گر + لائے معشوق کو یہ تربت پر + الغرض وہ قافلہ پر وغا اوس مکان دلستان مین اترا گردہ
نظر مین یہ جبین کہ جسکے نقش دست گے معشوق مین کوئی دست اجل مین گرفتار ہو گیا تھا وہ سرمایہ زندگانی غافل از
بلای ناگہانی اوس جای راحت افزا مین کیا دیکھتی ہے کہ ایک تربت کسی غریب زدہ کی ایسی ہے کہ سوائے باد صبا اوسکا
جاروب کش کوئی نہین نظر آتا اور بجای چراغ اوس روزگار داغ دل روشن ہے اور پاسبانی کو اوسکی تربت پر
نوبت پر بعد حسرت موجود ہے لیکن بقول ضمیر **اشعار** اوس قبر کو دیکھتے ہی وہ گل + کہنے لگی دیسے کر تامل + آگے
نہ تھی قبر اور اب ہے + معلوم نہین یہ کیا سبب ہے + یہ احوال پر ملال حیرت افزا وہ ناشکیبائی دیکھکر مثل سیماب
ایسی بیتاب ہوئی کہ عنان صبر دست دل سے چھوٹ گئی اور توسن طبع میدان وحشت مین جولانی کرنے لگا آخر کار
مختار مکان کو بلوا کر سب سے الگ لیگئی بعد گفتگوے بسیار وہ دل افگار یون کہنے لگی کہ ای نیک بخت صاحب
عصمت تیرے جو مکان دلستان مین ہم آگے اوتر گئے تھے تو یہ تربت پر حسرت نہ تھی سچ کہہ اس جا یہ قبر ہونیکی
کیا جہت ہے یہ سخن دلشکن وہ مختار مکان سنکر با دیدہ تر یون کہنے لگی بزبانی ضمیر **نظم** اے نوگل بوستان
خوبی + وی زیب دہ مکان خوبی + اے کام دل امیدواران + وے عقدہ کشای بستہ کاران
غم ہو وے تجھے نہ تا قیامت + اللہ رکھے تجھے سلامت + ای مایہ ناز و پیرایہ اعجاز **شعر**
اب آگے کیا کہون احوال جی تو سنتا ہے + زبان کرتی ہے لکنت اور کلیجہ منہ کو آتا ہے + قصہ کوتاہ ای غیرت
ماہ اس تربت پر حسرت کا یہ واقعہ جگر سوز حیرت اندوز ہے ایک سوداگر پری پیکر حشمت شاہانہ اور شوکت خسروانہ ہے
اوتر کر اس مکان دلستان کو مطبوع و وسیع ملاحظہ فرما کر نازل ہوا تھا قضائے کار بوقت خواب اوس بیتاب کو تیری
ہاتھ کا چھاپا جو نظر آیا تو اوسی وقت سے اوس دل طپیدہ جگر دریدہ کی اجل دست و گریبان ہوئی الحاصل تیری فراق
پر اشتیاق مین سب اسباب بحجاب لٹا کر چند روز ہوئے ہین کہ وہ جگر سوز غم اندوز ملک عدم کو سفر کر گیا اگر مجھے
جگر کباب بیتاب نے تیرے ادھر پھر آنیکا وعدہ بھی بیان کیا تھا لیکن بقول ضمیر **شعر** مین غمزدہ
کیا کہون کہ کیا ہے + اوس قبر کا سن یہ ماجرا ہے + اوس احوال پر ملال کثیر الاختلال کو جو گوش زد
کیا تو مرزا علی لطف کے بقول **اشعار** تھی مجال اسکی گفتگو کی پھر کسے + بات کی دل نے نہ دی رخصت
اوسے بیکلی سے ایسی ہی گھبرا گئی + ہمک کے جان اکدم مین لب پر آگئی + اپنی ہی مطلق نہ تھی اوسکو خبر

ہووے کسکو پاس ناموس پدر ، مضطرب افتان و خیزان برق دار ، پہونچی اوس مرقد تلک جب بیقرار ، گر گئے
اک آلودہ حسرت کی نگاہ ، گر پڑی مرقد پہ اوسکے کر کے آہ ، ہو گیا اکدم مین سب قصہ تمام ، عشق نے آخر کیا اپنا ہی کام
غرض یکایک اوس کشتۂ حسرت کی تربت شق ہوئی اور اوسمین وہ غیرت ماہ آہ سما گئی یہ واقعہ جگر سوز حیرت انداز اوسکی مادر
خستہ جگر دیکھکر بحالت مضطر خاک پر تڑپ کر یہ اشعار زبان پر لائی **مثنوی** ای راحت جان من کجائی ، وی روح روان
من کجائی ، جسطرح جیسے تو نے جی دیا ہے ، اسطرح کوئی بھی مرگیا ہے ، افسوس ہے صد ہزار افسوس ، مرجائے تو یون نگار
افسوس ، آخر کار اسکی مادر اور پدر اہل ماتم پر غم کو ہر ایک نے یون سمجھایا کہ مشیت ایزدی ہر کسیکو چارہ نہین بہر حال اوس حور
تمثال کو تمہین اب صبر کرنا واجبات سے ہے چنانچہ حدیث مین ہے الصبر عند صدمۃ الاولی یعنی صبر کرنا نزدیک صدمے پہلے کی ہے المدعا وہ سوگوار
با دل زار بعد بیقراری و اشکباری چہلم تک اوس مکان وحشت نشان مین مقیم رہے بعد چہلم وہ اہل ماتم سنگ صبر اپنی سینہ بریان پہ
رکھکر وہان سے بصد تباہی راہی ہوئے **مثنوی** اب آگے کیا لکھون اس غم کا دفتر ، ہوا جاتا ہے میرا حال ابتر ، بس اے مجبور
تو اپنی زبان تھام ، ہمیشہ سے یہی ہے عشق کا کام ، کہ بعد از مرگ عشاق دل افگار ، رہا ہے قتل معشوقان غدار

داستان ایک بادشاہ طفل ماہی گیر پر عاشق تھا اور بادشاہ کی بیٹی ماہی گیر کے عشق مین ماہی وار بیقرار تھی ایک دن جوان راہ گیر شہزادی پر عاشق ہوا اور شہزادی نے اس عاشق سے ماہی گیر کے واسطے اوسکا دل طلب کیا اوسنے اپنا دل نذر کیا اور جان بحق تسلیم ہوا تین دنکے بعد شہزادی نے بھی اس جوان کے عشق مین جان بحق تسلیم کی

راویان غواص دجلۂ معانی اور حاکیان امواج لجۂ خوش بیانی یہ حکایت گرداب الم اور روایت سحاب پر غم بالای
کاغذ آبی شکل موج دریا سیاہی رواں سے یون لکھتے ہین کہ ایک بادشاہ شہنشاہ دریای دل گرداب الم کا ساحل
ایک ماہی گیر دلپذیر کے دام عشق مین اسیر تھا لیکن اوس بادشاہ عالم پناہ نے اوسکو ارباب محفل مین لانا ننگ دبدبۂ
بادشاہی جانا اور ایکنظر آٹھ پہر اوسکو نہ دیکھنا یہ بھی شاق تھا اسواسطے بادشاہ عالیجاہ نے اوس ماہی گیر خوش تقریر کو
فراست سے یہ خدمت بخشی کہ ایک مچھلی کا دل نیم بسمل محفل عالی منزل مین شبکو بلا ناغہ لایا کرے لیکن اوس
ماہی گیر رشک ماہ منیر کے دام عشق مین اوس بادشاہ کی دختر رشک قمر بھی ایسی گرفتار تھی کہ اگر ایک رات
اوس دل افروز کو نہ دیکھتی تو مانند ماہی بے آب بیتاب ہو جاتی اور اپنی اشکباری و بیداری پر دہ
بحضور خواب بصد اضطراب یہ مطلع کہا پڑھتی **مطلع** ہون آشنائے غفلت چشم پر آب کیونکر ، پانی کے اندر آئی
مچھلی کو خواب کیونکر ، وہ دختر یار دلفگار گرفتار دام بلا برائے تفریح طبع بار ہا اسیر راہ

ایک کارد تیز خونریز اور طشت طلائی اوس بیدل کے پیچھے لیجا اور وہ جوان پر ارمان دلفگار جو بیر اکشتہ دیدار
کھڑا ہے اوس سے یون کہہ لے عاشق صادق دختر شہریار تیری دلدار کہتی ہے کہ اپنے دل ناشاد نامراد کو سینے
سے فی الحال نکالکر میرے پاس بلا دسواس بھیجدے تو مین جانون کہ بیدل عاشق کامل ہے ورنہ بقول میر تقی
شعر دل اگر تھا عزیز اے ناکام * کیون عبث عشق کو کیا بدنام * الحاصل وہ خواص خاص حسب ارشاد شہریار ایکبار
وہین جاکر موجود ہوئی کہ جس جا پر وہ جوان پر ارمان با آب دہان محو خیال جانان کھڑا تھا ایک چھری اور طشت کو آگے
رکھکے یہ سخن زبان پر لائی کہ اے گرفتار اجل و اے دلفگار بے بدل شہزادی مایۂ زندگانی اور سرمایۂ کامرانی تیرا دل طپیدہ آفت
رسیدہ طلب کرتی ہے اگر تو نے میدان عاشقی مین قدم مارا ہے تو ناحق ورنہ یاس مین دھوکر موت کا بیڑا اوٹھا لے
اور حکم دلدار بلا تکرار بجا لا چنانچہ مرزا بیدل کہتے ہین * شعر بیدل آن صید کہ مجبوری گرفتاری بود * ساغر مہر شادی افکند
حلقہ دام را * یہ گفتگو دو بیداد سع بدر جو کی وہ کشتۂ الفت او رفتۂ آتش محبت سنکر بقول شخصے یون کہنے لگا شعر
دل لیکے ہمارا کہین برباد کروگے * لو دل تمھین ہم دیتے ہین کیا یاد کروگے * الحاصل اوس بیدل نے اپنا دل سینہ
بے کینہ سے نکالکر اوس خواص خاص کے حوالہ کیا اور یہ شعر کسیکا زبان پر لایا * شعر نقد دل کھٹے تھے سو یار کو مطلوب
ہوا * الحمد للہ چھٹے رنج سے کیا خوب ہوا * غرض وہ نیم بسمل بیدل تو خاک پر تڑپ تڑپ کر جان بحق تسلیم ہو گیا اور وہ خواص
باخصاص اوس بیدل کا دل دختر شہریار جفا کار کے پاس لیگئی مگر اپنے دل مین بقول عشرت یون کہتی تھی شعر دیکھیو
نیرنگ بازی عشق کی * بیدل یون پر حیلہ سازی عشق کی * آخر کار وہ ماہی گیر نابکار اوس صید شاہی یعنی عشق کا دل
باورچیخانۂ شاہی مین لے گیا اور کباب پز جگر کباب نے چاہا کہ اوسے سیخ پر لگاکے برائے شاہ عالیجاہ کباب
طیار کرون کہ یکایک اوس دلفگار سے یہ آواز خدا ساز صادر ہوئی مصرعہ دلم بردی
و دلداری نکردی * یہ احوال کثیر الاختلال کباب پز جگر کباب اور تمام احباب سنکر حیران و ششدر رہے
الدعا یہ خبر وحشت اثر کہ دل باورچیخانہ کا سماعت کرکے بعد ادب دست بستہ شہنشاہ عالم پناہ سے بقول
عشرت یون عرض کرنے لگا * اشعار کاسے شہ مہر سپہر عز و جاہ * ماہتاب سلطنت عالم پناہ * دے
شہ عالیقدر والا گہر * آج دیکھا ماجرا سے طرفہ تر * سینے ہر شب مہر شاہ نیکنام * ایک دل مچھلی کا
آتا تھا مدام * آج کا دل اون دنون سے کچھ کلان * طرفہ تر آیا ہے بے نام و نشان * اور اوسکے سوا یہ
ماجرا عجیب و غریب ہے کہ اوس دل بیدل سے یہ صدا بار بار آتی ہے * مصرعہ دلم بردی و دلداری نکردی
لیکن بقول عشرت شعر مین یہ حیران ہون کہ کیا اسرار ہے * یہ دل ماہی عجب پر خار ہے
یہ کلام وحشت التیام وہ شاہ بحر و بر سنکر گرداب حیرت مین غوطہ زن ہوا اور لجۂ تفکر مین ڈوب کر
بہ تامل بسیار ایکبار اوس دل سے یون فرمانے لگا کہ اے دل شکوہ کس کو حضور پر نور مین حاضر

کرتا کہ دریافت صاف صاف ہو کہ وہ دل کس تیغ جفا کا نیم بسمل ہے الحاصل حسب ارشاد عالی متعالی وہ دل
یہان طشت زرین بارگاہ شاہی مین حاضر ہوا، در صورت اضطرار ایکبار یون آواز دینے لگا **مصرع** دلم بردی دلداری
نکردی، یہ ماجرا حیرت افزا بادشاہ عالیجاہ ملاحظہ فرما کر دم بخود ہوا اور تمام حضار محفل مین اوس دل نیم بسمل کے احوال پُر
ملال پر مانند ماہی بے آب بیتاب ہوئے، درمیان عشرت حضرت عشق کی شاعرین یون کہتی ہین **نظم** واہ رے ظالم تری دزدیان
طرفہ ترہین کچھ تری چالاکیان، خاک مین رکھا کہین تن کو چھپا، دلکو فریادی کہین ظاہر کیا، الغرض بادشاہ جمجاہ نے
اوس ماہی گیر بے پیر کو طلب فرما کے پوچھا کہ اے صیاد ماہیان دریا و اے جلاد مظلومان باوفا تو نے آج کس صید نا امید کو
تہ دام بلا کیا ہے جو یہ دل نیم بسمل مچھلی کے دل سے بیتاب نہایت افزون ہے اور اسکے سوا ہر زمان شکوہ کنان ہے
بر ارشاد حضور پر نور وہ صیاد بے شعور شکر یون گویا ہوا کہ اے مہر سپہر عظمت و اے ماہتاب آسمان شوکت
اس دل کی آواز خدا ساز ہے مین بھی حیران ہون مگر اس دل کی کلامی لاثانی کا یہ سبب ہے کہ آج ایک مچھلی کلان
میرے دام کے درمیان آکر پھنسی تھی تو فضل آپکے اقبال و دولت سے غلام نے بزور تمام اوسے تہ دام کر کے اوسکا شکم
چاک کیا تھا مگر معلوم اور مفہوم ہوتا ہے کہ یہ مچھلی کسی بحر عشق کی ہے کہ جسکے دل سے درد کی صدا آتی ہے اور یا ماہی
کسی عاشق صادق کو بشکل حضرت یونس علیہ السلام بر محل نگل گئی ہے اور یا اوس ماہی کی سرشت مین صانع قدرت
نے عشق مخلوق کیا ہے الحاصل وہ ماہی گیر نافرجام تقریر بے تاثیر کرتا تھا لیکن بادشاہ عالم پناہ کے
دل کو اصلا تشفی نہوتی تھی بہرحال وہ شب بر تعب تو گذر گئی **بیان سحر** اور جس وقت جلاد فلک نے
خورشید کو خون شفق مین غلطان کر کے مثل دل نیم بسمل طشت مشرق مین رکھا اوس شہنشاہ عادل زمان
رشک نوشیروان نے کوتوال خوشخصال سے فرمایا کہ اس دلفگار آوازدار کو سر بازار دروازہ شاہی مین
رکھوا دے اور چند اشخاص خاص پاسبانی اور خبرداری کو تعین کر دے شاید اسکا راز مخفی کسی رہگذر سے
افشا ہو جاوے تو عجب نہین القصہ وہ دل نیم بسمل ادھر سر بازار مصروف شکوہ یار روانہ ہوا اور ادھر کا
احوال پر ملال کلک جگر شگاف قرطاس پر الم پر کیا رقم کرے یعنی دختر شہریار ماہ رخسار جفا کار نے اوس
بیدل کا دل بیدلی سے طشت آزمایش مین لیتے تو لیا مگر جسوقت وہ جوان پر ارمان کشتہ تیغ جفا اور
مذبوح خنجر دغا زیر زمین دفن ہوا اوسی وقت اوسی ساعت سے جذبہ عشق نے مرزا علی لطف کے
بقول **مثنوی** یان کیا پیوند اوسکو خاک کا، دل وہان بھیرا ہے اوس سفاک کا، شاد و خندان با تو مثل گل
تھی وہ یا کہ رشک افزای صد بلبل تھی وہ، پر حیا از بسکہ دامنگیر تھی چپ مثال بلبل تصویر تھی، گرچہ تھا
شدت سے ضبط اضطرار، ابر کہین ہوتا ہے دلپر اختیار، پر رفتہ رفتہ اشک سے خون ہو گیا،
یا کہ تم تھا یا کہ مجنون ہو گیا، ہمسری تھی گل سے عارض کو ننگ، ہو گیا صد برگ سا صاف

اوسکا یہ تنگ + فرشِ گل پر بجلی سے زار تھی + ہر رگ گل اوسکو نوکِ خار تھی + اور بیان عشرت کشتۂ الفت کی زبانی ہے **مثنوی** سونپتے ہی خاک مین وہ دلفگار + ہوگئی دام محبت کی شکار + آتشِ غم دل مین بھڑکی دو چند + مضطرب جلنے لگی مثلِ سپند + غرق دریاے ندامت تھی مگر + جذب دل اوس پر ہوا یہ جملہ در روز شب بیخواب و خور باچشم تر + بیٹھتی تھی آگے اوسکی خاک پر + سیر صحرا سے ہوئی وہ دلفگار + گشت گلشن ہوگیا آنکھوں مین خار + بھیجتی تھی غرفونمین سیراب کو + روکے اوٹھتی اوس دل بیتاب کو + ذکر جام بزم سے تھا اوسکو ننگ + ہوگئی تھی زندگی سے اپنے تنگ + تھی جو آمد و رفت اوس صیاد کی + صدرہ اوسکی وہ حالت ہوگئی + ای سامعان حکایت پُرغم وای شاعران عطار و رقم ادھر تو دختر شہریار دلفگار اپنے عاشق زار جان نثار کی سعو گور اور ادھر وہ دل نیم بسمل طشت طلا مین دروازہ شاہی پر مانند قندیل بے عدیل لٹکتا تھا اور ایک ہجوم بادل مغموم اوسکے گرد روز و شب اسقدر رہتا بقول میر تقی + **شعر** تھا ہنگامہ اک سر پہ یان اسکے جمع + پتنگے اکھٹے ہون جون گرد شمع + لیکن اس راز مخفی اور آواز غیبی سے کوئی ماہر نہ تھا قضاے کار بقدرت کردگار ایک فقیر روشن ضمیر عاشق دل صادق منزل سر پر تاج الفت رکھے گلے مین محبت کی کفنی پہنے اشک مسلسل کی سیلیان ڈالے ہاتھ مین آہ کی بیراگی لیے فراق کا جھول کمر سے لگائے اوسجای حیرت افزا پر وارد ہوا کہین رہگذر مین وہ دل نالان باآہ و فغان شکوہ کنان دلبران ہو رہا تھا یہ فقیر روشن ضمیر اوس بے نصیب کے قریب گیا اور یون گویا ہوا بقول عشرت + **ابیات** ہے دلون کو عاشقون کے اضطرار + بیسکن ایسے دل ہو نہ ایسا بیقرار + پردہ ہاے غم مین سے پنہان سہ ور + بیقراری اتنی اے دل کیا ضرور + یہ حرف شگرف وہ درویش جگر ریش کہکر راہی ہوا اور یہ دل طپیدہ آفت رسیدہ چپ ہوگیا اور فی الحقیقت ہم **شعر** پھر زبان سے کسطرح نکلے جواب + جبکہ حاصل ہو جواب باصواب + اور یہ واقعہ حیرت افزا ہوشربا پیر و جوان اوس زمان کے دیکھکر ششدر رہے اور یہ ماجراے عجیب و غریب خبرداران صدق مقال اور چوکیداران کو تو ال کی زبانی بادشاہ عالم پناہ کے گوش مین پہونچا کہ ایک فقیر روشن ضمیر کے ہم کلام ہونے سے وہ دل پر آواز کشتۂ ناز چپ ہوگیا ہے **شعر** اب نہیں وہ بیقراری کی صدا ہے گل پژمردہ سا بجیس پڑا + اس سخن حیرت افزا سے شہنشاہ عالی جاہ کو اور حیرت زیادہ ہوئی لیکن وہین ارشاد فرمایا کہ اوس درویش کو جلد تلاش کرکے بارگاہ شاہی مین حاضر کرو غرض لوگون نے بہ تلاش بسیار اوس درویش عالی مقدار کو روبرو سے بادشاہ عالم پناہ حاضر کیا شہنشاہ عالیجاہ نے اوس درویش صاحب کمال شیرین مقال کو اپنے قریب بٹھا کے بادل شاد یہ ارشاد کیا کہ اے صاحب کشف و کرامات واے فخر فقیران عالی درجات اس دل کی شکایت لیے نہایت کا اور چپ ہو جانیکا

کیا سبب ہے یہ کلام شاہ عالی مقام کا استماع کرکے فقیر روشن ضمیر نے کہا کہ اے بادشاہ بحر و بر و اے شہنشاہ
والا گہر یہ دل ماہی کا نہین ہے یہ دل کسی ناامید دام عشق کے صید کا ہے یہ دل دریاے الم کا غریق
رحمت ہے یہ دل گرداب ستم کا آشنا ہے یہ دل کشاکش الم کا مستغرق ہے اور اسکا ماجرای پوشیدہ
کیا بیان کرون بقول شخصے مصرع کہین کہتے ہیے ادبی ہے نہ کہنا ۔ حاصل کلام بادشاہ عالی مقام جب
اوس راز مخفی کے افشا کرنے مین نہایت درپے ہوا تو اوس درویش دلریش نے اوس دل بسمل کو
مثل ید بیضاے حضرت موسی علیہ السلام ہاتھہ مین لیکر یہ کہا کہ اے بادشاہ عالم پناہ اگر تجکو کوہ طور عشق کی تجلی
دیکھنی ہے تو بسم اللہ میرے ہمراہ چل اس دلفگار کا احوال پر ملال تجپر ظاہر ہو جائیگا غرض شاہ و گدا باہم
اوس دل پر غم کو لیے جو اوٹھے تو وہ دل بیتاب مثل سیماب اوس درویش دلریش کے ہاتھہ مین جذبۂ
عشق سے یون چلنے لگا کہ گویا کوئی دست درویش کو خود بخود کھینچے لیے جاتا ہے آخر کا وہ دل افگار
بادشاہ اوس گدا کو اپنے پیچھے پیچھے لیے اوس مکان حیرت نشان پر آیا جس جا پر اوسکا قالب تن مدفون تہ خاک
پڑا تھا اوس تربت بے نشان لامکان پر وہ نابود اپنی بود و موجود سمجھکر کھڑا ہو گیا اور اوس فقیر روشن ضمیر کے
ہاتھہ سے مثل سپند آتش رسیدہ چٹک کر گر پڑا اور مانند ماہی بی آب تڑپنے لگا کہ یکایک گورکن عشق نے اوس کشتۂ
محبت کی تربت شق کی اور بقول عشرت ابیات دل نے واہ کھینچی جو اوس کشتی کی قبر ۔ پھر کوئی دلکو بھلاتا ہے
پھر ۔ دیکھ خالی آپ سے اپنا مکان ۔ جا پڑا اوس زخم پر شکوہ کنان ۔ یہ حالت طرفہ تر دہ شاہ بحر و بر ملاحظہ
فرما کر دریاے تحیر مین مستغرق ہوا اور تمام خدام مع خاص و عام بزبانی مرزا علی لطف یون کہتے تھے نظم
عشق کوئی طرفہ آفت خیز ہے ۔ عشق کوئی زور ہی خونریز ہے ۔ واہ رے اے عشق نیرنگی تری ۔ دلکو خوشی
اور گاہ دلتنگی تری ۔ اور ادھر دختر شہریار سوگوار اپنے دلفگار کی تربت پوشیدہ غرفے سے دیکھ رہی تھی
کہ یکایک وہ رشک لیلی مجنون وار بے اختیار قصر شاہی سے اسطرح تربت عاشق پر کود پڑی کہ جسطرح
کوئی شہباز اپنے شکار پر بے اختیار گرتا ہے لیکن بقول عشرت ابیات آہ بھر کر قبر مین جو وہ گری ۔ گرتے
ہی بس جان بحق تسلیم کی ۔ جذب تھا از بس دل بیتاب کا ۔ ہو گیا پھر چاک سینہ خاک کا ۔ مثل گل
جو قبر اوسکی کھل گئی ۔ یہ مثال اشک اوسمین مل گئی ۔ نام ہی باقی رہا اوسکا وہان ۔ پھر نہ پایا اس سوا کچھ بھی
نشان ۔ اب آگے حالت پر رقت شہنشاہ جہانگاہ اور خادمان محل کی بجز نالہ و آہ کیا بیان کرون بقول مصحفی ابیات
ہر ایک وہان جو پر عجب تھا ۔ دندان کے ساتھ ربط لب تھا ۔ کہتے تھے کہ ان مین چاہ ہوگی ۔ ندرتے دلون مین راہ ہوگی ۔ اور
گریہ و زاری اشکباری کا اوس محل بی بدل مین یہ تلاطم تھا کہ گویا طوفان نوح دوبارہ برپا ہوا بقول عشرت اشعار غرق
جسمین دخت شاہی ہوگئی ۔ کشتی شاہی تباہی ہو گئی ۔ بس اے تحریر تھام اپنی زبانکو ۔ نہ لکھ طول کم اس داستانکو ۔ یہ ادا اس محبت کا اثر ہے

بیان

نہ لیلی ہے نہ مجنون نوحہ گر ہے، نہ شیرین ہے نہ خسرو ہے نہ فرہاد، نہ رامق ہے نہ عذرا رشک شمشاد، ایاز دہر دلکش ہے اور نہ محمود، محبت سے ہوے سب بود و نابود، ہوا انکو نہین جینا گوارا دمن کو بھی محبت ہی نے مارا

داستان خاص محل کی خواص پر خدمتگار بادشاہ عاشق ہوا اور زہر ہلاہل کھاکر بادشاہ یہ ماجرا حیرت افزا سنکر متعجب بکمال ہوا اور حکماے حاذق کو طلب فرماکر مستفسر حال ہوا طبیبون نے جوابدیا کہ تاثیر عشق کے سبب سے زہر نے اثر نہ کیا ورنہ اوسکی زیست محال ہے فقط وصل معشوق مانع وصال ہے بادشاہ نے دونون عاشق و معشوق کو باہم واصل کیا پہلی عاشق نے جان دی تھوڑے دنونکے بعد جذبہ عشق سے معشوق نے دار البقا کی راہ لی

راویان رطب اللسان اور حاکیان شیرین زبان یہ افسانہ غم آلودہ زہر الم صفحہ قرطاس پر نوک قلم الماس سے یون تحریر کرتے ہین کہ زمانہ سلف مین شہر بغداد مین ایک بادشاہ ممجاہ اسقدر ممسک و منحوس لکھی چوس تھا کہ سپاہ خیر خواہ کو تنخواہ ماہ بماہ نہ دیتا تھا آخر کار اطباے عالی مقدار اور حکماے والا تبار سب متفق ہوکر کہنے لگے کہ کوئی تدبیر پر تاثیر مفرح القلوب اس قانون کے حکمت سے کیجیے کہ یہ بادشاہ کبھی نحوسی بیماری صرف اوقات کا خبر گیران ہو اور آزار افلاس جقیاس خلق کا اوسکی داد و بخشش سے دور ہوجاوے المطلب اون اطباے حاذق اور حکماے صادق نے بہم ہوکر ایک زہر ہلاہل ایک چھوٹی شیشی مین کہ سونگھنے سے جیسے مار سیاہ مارے، یہ بحر مرگ مثل موج لہرا ے الغرض وہ زہر ہلاہل ایک چھوٹی شیشی مین بھر کر حکیمان ممالک محروسہ قریب شہنشاہ گیتی پناہ لیگئے بعد اداب تسلیم ایک حکیم فہیم وہ تحفہ اعجوبہ نذر گذرانکر یہ سخن زبان پر لایا کہ اے شہنشاہ عالیجاہ اس تحفہ نادر اور ہدایاے پر اثر کی توصیف و تعریف مین زبان رطب البیان تلخکام ہے یہ گفتگو دو بدو طبیب نیکخو کی بادشاہ مسموع فرماکر یون حرف زن ہوا کہ اس چیز عجیب و غریب کا خواص خاص بیان کر کہ یہ دوا پر بلا کس درد مند کو فائدہ مند ہے یہ کلام شاہ عالی مقام کا سنکر وہ طبیب صادق اور لبیب حاذق ارسطو طبیعت فلاطون خصلت لب زہر خوردہ رعب شاہی کو تریاق تقریر سے کھولکر یون گویا ہوا کہ اے رونق گلستان شاہی و اے زیب بوستان آگاہی یہ شیشی زہر پر قہر کی ہے اگر اسکی ایک سینگ بیل طویل کے دانت پر بطور خط کھینچ دیجیے تو مانند آب بہ جاے یا اوسکا ایک قطرہ سر کوہ پر شکوہ پر ٹپکا یئے تو عجب نہین کہ مانند حباب دریاے فنا سے ہمکنار ہو یہ سخن حیرت افگن بادشاہ سنکر

سے کہنے لگا اشعار ارے حاضر ہے کوئی جلد جاؤ ٭ وہ ہاتھی فیلخانہ مین سے لاؤ ٭ کہ جسکو دیکھکر فیل فلک کا
خطر سے آب ہو بہ جائے زہرا ٭ غرض حسب الحکم شاہی ایک بیل نہایت طویل ایسا حاضر ہوا کہ جسکے وصف مین
مرزا سودا یون کہتے ہین، ع بیٹھنے مین ہے وہ کوہ اوٹھنے مین ہے ابر سیاہ ٭ عرش رفعت مین، دوش مین ہے
صفت چرخ اٹھک ٭ المدعا بادشاہ نے بہر امتحان بقول حکیمان مسیح الزمان ایک سینک اوس زہر پر قہر سے
تر کرکے جو ہاتھی کے دانت پر آفات پر لکھوائی ایک خط کھینچتے ہی یہ معلوم ہوا وہ ہاتھی تھا یا کہ کالے پانی کا حباب
تھا کہ ہوا کے لگتے ہی آب ہو گیا ویا کہ چھاگل پانی کی تھی کہ ٹھیس لگتے ہی رواں ہو گئی یہ تاثیر بے نظیر
اوس ہلاہل ثمر اجل کی دیکھکر بادشاہ نہایت شگفتہ خاطر ہوا اور اوسکے صلہ مین ہر حکیم قدیم کو
خلعت فاخرہ اور جواہر بے بہا سے سرفراز و ممتاز فرمایا رخصت بصد بشاشت کیا اور اوسی دن سے
زہر پر قہر نے اوسکے دل کو تاثیر بخشی کہ وہ باتین زہرناک جو تھین اون سے دست بردار ہوا اور یہ اشعار
آبدار رنگین کے زبان پر لایا مثنوی ظلم اے رنگین بہت معیوب ہے ٭ عاجزون پر رحم کرنا خوب ہے ٭ کرے
نیکی تجھسے جتنی ہو سکے ٭ تخم یہ اچھا ہے بو گر بو سکے ٭ نیک و بد کی کیا تجھے اٹکل نہین ٭ راہ سے بے راہ
ہرگز چل نہین ٭ اور فی الحقیقت ہے بقول بختی ع بختیؔ رسم ظلم بد باشد ٭ زہر کے کارہائے قند کند ٭ عاقبت
در زمانہ ظالم را ٭ داد مظلوم دردمند کند ٭ القصہ اوس بادشاہ جمجاہ نے وہ شیشی زہر پر قہر کی ایک خدمتگار
امانت دار کو دیکھکر ارشاد فرمایا کہ اس شیشی کو سنگ حوادث سے بچا کر محافظت سے خاص محل بے بدل کی
ڈیوڑھی پر لیجا اور شیرین خواص خاص داروغہ دار الشفا کو سپرد کرکے رسید لے آ سو حسب حکم بادشاہی
وہ خدمتگار دلفگار شیشی زہر پر قہر کی لیکر چلا لیکن اثنائے راہ مین وہ نیک خصال یہ خیال دل مین لایا
کہ ایسی چیز شاذ و نادر کمان میسر ہوتی ہے برائے داشت آید بکار اس امانت مین خیانت کیجے بقول ظہور
شعر جو پرالون مین تو کوئی کیا کہیگا ٭ کبھی کچھ کام میرے آ رہیگا ٭ المدعا وہ عزیز باتمیز اوسمین سے چہارم حصہ
دعم لیکر جو آگے بڑھا قضائے کار ایک بار قضا بصورت انسان نیکہ نمودار اور آشکار ہوئی اور یہ شعر ظہور کا
زبان پر لائی ٭ شعر پھنسا ہے ہاتھ مین گو تو قضا کے ٭ قضا کو لیچلا ہے پر چرا کے ٭ یہ بات واہیات اوسکی سنکر
اسکے دل کو کمال زہر معلوم ہوئی اور یون گویا ہوا اشعار مین کسکا چور ہون چوری ہے کیسی ٭ نہ کہنا پھر
کسیکو بات ایسی ٭ جو زہر آلودہ کہتا ہے کوئی بات ٭ قسم ہے سخت ہوتا ہے وہ بدذات ٭ یہ گفتگو و مباحثہ قضا سے
کرکے حضور پرنور کی ڈیوڑھی پر حاضر ہوا اور فرمایا خواجہ سرا کو محل کے اندر بہ طلب شیرین خواص غنچہ لب بھیجا لیکن
بقول ظہور شعر خبر سنکر خواص خاص آئی ٭ اوٹھا پردہ کو شکل اپنی دکھائی ٭ خواص خاص کیا خاصی بلا تھی ٭ تھی انسان
پردہ بردہ مین قضا تھی ٭ اب آگے اوسکے سراپا کی سراپا صفت کیا کرون حقیقت مین سراپا بیت تھی شعر اگرچہ نام کو شیرین تھی

دہ ہا دہ ۔ دلیکن زہر کی تھی گانٹھ ۔ واللہ ۔ غرض اوس خدمتگار سیہ بخت ہمسر فرہاد ناشاد کو پہلے تو اوس
شیرین کے بال رشک سنبل نے سم الفار عشق کھلایا اور زلف افعی مثال نے قضا کے سانپ آنکھوں میں آنے
شروع کیے اور پیشانی لاثانی کو دیکھکر آئینہ دار ششدر و حیران ہوا اور ابروؤن نے ایک بار تیغ آبدار ہلالی د
دوستی سے سر دست گھائل کر دیا اور تیر مژگان نے ہدف سینہ کو مانند خاک تو وہ چھلنی کیا اور خنجر نگاہ نے اوسکے
دل نحیف کو دیکھتے دیکھتے نیم بسمل کر دیا اور عارض رشک گل ملاحظہ کرکے بوستان حیرت میں مثل نرگس
حیران حیران ہوگیا اور بینی کو دیکھکر جان غمناک مین آرہی اور لب لعل فام کو دیکھکر جان بلب ہوگیا اور تنگی
دہن اوس غنچہ دہن کی دیکھکر درج گویائی پر قفل خاموشی لگ گیا اور دانتونکی آبداری دیکھکر چشم گہر بار تار
مژہ مین موتی پرونے لگے چاہ ذقن کو دیکھتے ہی عشق نے چاہ الم مین جھنکا کر دل کو ڈانوان ڈول کر دیا اور
اوس چہرہ کی صفائی گلو اس ذرہ بیمقدار کا دست غم سے گلا گھونٹنے لگی اور گردن صراحی دار نے گردن پکڑ کر جلاد
عشق کے حوالے کر دیا اور شانہ دیکھکر تیر قضا کا نشانہ ہوگیا اور بازو نے بازی عالم نقد جان دست برد کر لیا اور ساعد سیمین نے
گریبان وحشت پھاڑ کر دامنگیر جنون کر دیا اور کلائی کی نزاکت کا صدمہ جگر تک پہونچا اور دست حنائی بصد خونخواری
دل نیم بسمل سے ہم پنجہ ہوئے اور انگلیونکے عالم نے عشق کے ناخن سے بند پکڑ کے عاشقون مین انگشت نما کیا اور
چھاتیونکو دیکھکر کچھ چوٹ بھی سینے مین لگ گئی اور پیٹ کی صفائی ملاحظہ کرکے عشق کی لپیٹ مین آگیا اور ناف پر
صاف نے گرداب غم مین غوطہ زن کیا اور سرین کی گلاہٹ دیکھکر دل بر مین پہلو تہی کرنے لگا اور رانکی صفائی نے مثل
آئینہ حیران کر دیا اور ساق سیمین نے اوس دل غمگین کو ہمزانوے اجل کیا اور پانو نگارین کو دیکھکر بیقراری اور
اشکباری نے پانون پھیلائے غرض بہر صورت وہ گشتہ وحشت پامال غم و الم ہوا قصہ مختصر اوس تفتہ جگر نے اوس عشوہ گر سے
دوچار ہوکر وہ شیشی زہر پر قہر کی آگے لیجا کے بقول ظہور شعر کہا لیجئے امانت شہ کی جانی ۔ ہوئی زہراب ہمین یہ
زندگانی ۔ غرض وہ خواص خاص اس گشتہ یاس بیحواس کے ہاتھ سے ہیہات وہ شیشی زہر پر قہر کی لیکر اور زہر
عشق پلا کر محل کے اندر چلی وہ مسموم رنج و الم اور کشتہ تیغ و ستم یہ دوہرا اوسیکا زبان پر لایا دوہرا بانہہ چھوڑائے
جات ہو نبل جان کے موئے ہردے مین سے جاؤ گے تو مرد بدونگی توے ۔ المدعا وہ حور لقا اپنے مکان جنت
نشان مین جاکر زینت بخش ہوئی اور یہ طپیدہ جفا کشیدہ بصد ملال یہ خیال تیر اختلال دل مین لایا کہ اوس آرام جان
عاشقان کا وصل بغیر از وصال محال ہے بقول جرأت شعر وصل ہونیکا کچھ بناؤ نہین ۔ وہان لگاؤ دل جہان
لگاؤ نہین ۔ اور یہ بیقراری اور آہ و زاری دل سے دور ہوتی نہایت اشکال ہے پس اس سے
تو بہتر یہ ہے کہ اس جان شیرین کے اشتیاق مین فرہاد آسا تیشہ زہر ہلاہل سے ہلاک کیجیے بقول
میر سوز مصرع فرہاد سے ہم نہین جو مرین سر ٹپک ٹپک کر ۔ غرض وہ دلگیر تیر تقدیر

یہ تدبیر دل مین کرکے اوس زہر کے پینے پر مستعد ہوا مگر پھر دلمین یہ خیال پُر اختلال آیا کہ اگر اس زہر قہر کے
پینے سے جان شیرین شیشۂ قالب سے فرار ہوگئی تو سوجب بدنامی شہنشاہ عالم پناہ ہے کسواسطے کہ جمیع
صغیر و کبیر برنا و پیر کہینگے کہ یہ عزیز بے تمیز بادشاہ عالیجاہ کی خواص خاص پر فریفتہ و شیدا ہوکر مرگیا اسبات سے تو یون بہتر ہے
کہ یہ زہر پُر قہر یہان پیکر گھر مین چلیے اور وہان جاکر پینے سے مر رہے یہ مشورۂ غم افزا اوس مسموم عشق نے
دل سے کرکے اوس زہر پُر قہر کو لے لیا اور یہ اشعار آبدار ظہور کے پڑھنے لگا اشعار خوشی رہ تو چلے ہم اپنے
گھر کو + وصیت کرتے ہین تجھ بے خبر کو + نہ تو آئیگی میرے پاس جب تک + نہ نکلیگی مری جان تن سے تب تک +
تغافل کے ستم تو جلد آنا + عدم کو تا مین ہون جلدی روانہ + نہ دکھلانا عذاب نزع مجکو + ستم ہے کشتۂ الفت کی تجکو
چلا یہ کہکے پھر وہ جان ناشاد + چلے ہم اپنے گھر کو خانہ آباد + القصہ وہ زہر پر قہر اوس مسموم عشق نے شیشۂ حلق مین
پر کرکے اپنے خانہ ویران اور کاشانہ پریشان کی راہ لی اور بادشاہ جمجاہ بعد فراغ شیر و شکار محل خاص مین در آمد ہوکر
بزبان شیرین گویا ہوئے کہ وہ شیشی زہر پر قہر کی فلانا خواص جو شیرین جو اوس کو دیگیا تھا وہ کہان ہے یہ کلام شاہ علی مقام کا
شیرین سنکر مع امانت خدمت شہنشاہ مین حاضر ہوئی لیکن بقول ظہور اشعار جو ہین دیکھی وہ شیشی شہ نے
خالی + یکایک آگئی چہرے پہ لالی + یہ فرمایا کہ ہے یہ جائے حیرت + امانت مین ہماری ہو خیانت + یہ کسکی زندگانی
دار فانی مین تلخ ہوئی جو اوسنے زہر ہلاہل کو چرالیا یہ گفتگو بادشاہ تندخو کی سنکر سب خواصین دست بستہ عرض
کرنے لگین اے شاہ بحر و بر والا گہر ہم پرستاروں جان نثاروں کا کیا زہرہ ہے جو حضرت کی امانت مین خیانت کرین اوس
حالت پر غضب مین وہ شاہ عالم پناہ محلسرا سے برآمد ہوا اور امین خاص کو طلب فرماکے یون ارشاد کیا اے عزیز
بے تمیز تجکو مینے زہر پر قہر کی شیشی کیا اسی قدر دی تھی سچ بتا نہین تو واللہ باللہ اسکی تعزیر ایسی دونگا
کہ تیری زیست تلخ ہوجائیگی اسکے جواب مین اوس مسموم عشق نے ڈرتے ڈرتے عرض کی کہ ای شاہ گیتی پناہ
فی الحقیقت بقول ظہور ع اوسے جب مین در شاہی پہ لایا + بنا کامی وہ میرے کام آیا + یہ حوال کثیر الاختلال
بادشاہ سنکر مانند تصویر بلبل گلستان حیرت مین خاموش ہوگیا اور دلمین کہنے لگا کہ یا الٰہی یہ عزیز ناچیز کیا کہتا ہے
یعنے ایسا زہر پُر قہر نوش کرے اور ابتک جیتا رہے یہ بات حسب ظاہر کچھ عقل مین نہین آتی القصہ بادشاہ عالیجاہ
نے وہین حکیمون کو طلب فرماکر یون ارشاد کیا کہ یہ مسموم مضموم کس سبب سے ابتک قید حیات مین ہے
الغرض حکیمون نے اوس جان بلب زہر خوردہ کی نبض دیکھکر عرض کی کہ اے شاہ فلاطون طبیعت
و اے ارسطو خصلت یہ مسموم مغموم ظاہر مین زندہ ہے مگر اسکی نبض سے معلوم اور مفہوم ہوتا ہے کہ اسکو
کسیکے افعی زلف نے ڈسا ہے کہ تاثیر زہر کو فرو کردیا اگر اس مضطر خستہ جگر کو اوسکا شربت دیدار ملے
تو غالب ہے کہ یہ جان بلب دیکھتے ہی اپنے دلربا کو پانی کی طرح بہ جائے بقول ظہور اشعار کسیکی زلف

پیچان کمانیہ مار۔ بس اُسکو ڈس گیا ہے ظاہر آثار + اگر وہ سانپ اسکے آگے لہرائے + یہ کھاکر لہر پانی ہو کے
بہ جائے + یہ سخن حیرت افگن حکیمون سے سنکر بادشاہ کہنے لگا یہ بات خلاف عقل ہے اوسکے جواب مین
حکیمون نے عرض کی کہ اگر اس بات مین مو برابر فرق ہو تو ہم خانہ زادون کو زہر عقوبت سے ہلاک کیجیے اور
حضرت کو اسمین کچھ تامل ہو تو ہمارے نسخہ تشخیص کو امتحان کر لیجیے الغرض بادشاہ نے حکیمون سے ارشاد کیا
اگر اسکا معشوق دریافت ہو تو اوسکو بلوا کر موصل کیجیے تاکہ یہ مسموم تلخی ہجر کے عذاب سے مخلصی پائے یا جان شیرین
کو دار فانی مین آسانی سے گنوائے یہ کلام بادشاہ عالیمقام کا سنکر سب اطبائے حاذق اور حکمائے صادق بہم
ہو کر عرض کرنے لگے کہ خداوند نعمت سپہر کرامت غالب ہے کہ جو رشک حور اوسکے ہاتھ سے زہر کی شیشی لیگئی ہے
اوسنے اس دیرینہ کو زہر عشق پلا دیا ہے یہ سخن دلشکن حکیمون کا سنکر بادشاہ نے اوس مسموم مغموم سے
پوچھا اے تفتہ جگر دل مضطر سچ بتا تیرے ہاتھ سے زہر پر قہر کی شیشی کون بس کی گانٹھ لیگئی تھی یہ گفتگو
بادشاہ تندخو کی سنکر وہ عازم ملک عدم مسموم زہر غم یون گویا ہوا کہ اے بادشاہ عالم پناہ وہ شیرین خواص
خاص سرکار والاتبار کی ہے اسکا افعی زلف میرے دل حزین کو ڈس گیا لیکن اے شہنشاہ گیتی پناہ بقول تمنا
ع ہے جی مین اوسکے کاکل پرخم کو دیکھیے + اس آرزو کو دیکھیے اور ہم کو دیکھیے + قصہ مختصر بادشاہ جمجاہ نے
فرہاد خواجہ سرا خوش زیبا کو ارشاد کیا کہ اسوقت خلوت کرکے شیرین خواص خاص کو بلا لا الغرض جسوقت بادشاہ
عالیجاہ کے قریب اطبائے خاص اور اوس کشتہ یاس کے سوا کوئی نرہا تو وہ فرہاد خواجہ سرا بہر لقائے شیرین خواص کی
طلب کے واسطے محل سرا مین گیا اور ادھر ناشاد رشک فرہاد کو جو دریافت ہوا کہ شیرین دہن شیرین نام تجھ تلخکام
کو شربت دیدار پلانے کو آتی ہے مگر بقول میر حسن شعر کچھ اک دلکو امید اور جی کو یاس + لبون پر ہنسی لیک چہرہ
اوداس + اور ہر بار وہ دلفگار دلکو تشفی دیتا تھا کہ اے دل اب تیرا وصل نہایت متصل ہے بقول ظہور شعر
ملے گا بوسہ لعل شکر خند + یہ زہر تلخ سب ہو جائیگا قند + اور کبھی وہ جگر افگار اوسکے انتظار مین بصد بیقراری
ہر بار ہی شمیم کا یہ مطلع زبان پر لاتا مطلع دم نکلجائے کہین یا مجھ نحیف و زار کا + یا کہین جلد ہی میسر وصل ہو دلدار
کا + اسحالت پر ملالت مین وہ ماہ رخسار ایک بار نمودار ہوئی غرض بقول ظہور نظم قریب شام وہ جب آن پہونچی + تو اوس
مردے مین گویا جان پہونچی + محبت کا جب آیا جوش پر جوش + ہوئین شرم و حیا دونون فراموش + یکایک تمنائے ہم
آغوش مین اوس مسموم مغموم نے خوف بادشاہ کو گوشہ دل سے فراموش کر کے کہان صبر کی شکل تیر پر آن کے اپنے لب کو
لب معشوق سے لب معشوق کیا اور اوس کمان ابرو کو قبضہ آغوش مین کھینچکر یہ شعر کسیکا زبان پر لایا + ع کمان ابرو
میرے گھر کیون نہ آئے + کہ جسکے واسطے کھینچے ہین چلے + لیکن بقول مرزا سودا + شعر فائدہ اب کیا کرے تریاق وصل
زہر غم ہجر اثر کر گیا + غرض وہ جگر افگار عاشق زار ہدف سینہ پر تیر قضا کھائے مرنے پر بیس بیٹھا تھا پیکان شادی مرگ کی

خواہش مین لیکا یک اوس مہ کے گلے لگتے ہی زہر پُر قہر نے ہجر کی تاثیر کو شربت وصل سے مبدل کرکے انجا جو اثر بخشا تو وہ مسموم مغموم مثل موج دریا آب ہوکر بہ گیا لیکن حرارت عشق اور تاثیر زہر سے وہ پانی آفت نشانی اسقدر گرمی رکھتا تھا کہ جس زمین پر وہ آب رودان ہوا حباب آسا اوس مقام پر پھپھولے پڑ گئے لیکن بقول ظلور اشعار برنگ ابر پانی ہو بہا وہ، سحاب غم سے نکلی مہ لقا وہ، چمکی برق جو ابر سیہ مین، ہوئی حیرت ولِ حیران شہ مین، القصہ وہ شاہ عالم پناہ اوس مسموم مغموم کے مرنیسے نہایت ملول واندوہگین ہوا اور وہ جو زہر پُر قہر کے کم ہونیکا دل پر غضب پر تعب تھا سو اس تلخکام کی جان شیرین جانیسے فرد ہوگیا اور پرِ نزاد سیم ایجاد کی حالت پر ملالت نہ پوچھو دریاے حیرت اور لجۂ ندامت مین غوطہ زن ہوکر یون کہتی تھی نظم کیسی اسکے دلمین لہر آئی، جو اپنی جان شیرین یون گنوائی، ہمین مین جانتی تھی فی الحقیقت، کہ یہ یون ہے غریق لجہ الفت، غرض وہ پری رشک نگار جگر فگار خوف شاہی سے قلق کو ضبط کرکے مثل بلبل تصویر خاموش ہوگئی اور جسجا پر وہ دل بیتاب آب ہوکر بہ گیا تھا اوس پر بادشاہ والا گہر کی نظر جو پڑی تو کیا نظر آیا کہ ایک لال بے بہا مثل اخگر چمک رہا ہے یہ احوال پُر اختلال بادشاہ دیکھکر حکیمون سے پوچھنے لگا کہ یہ لعل بے بہا اسکے جسم پر آب سے کسطرح پیدا ہوا یہ گفتگو بادشاہ کی اطبا سنکر کہنے لگے اے شہنشاہ گیتی پناہ یہ لال بے بہا نہین ہے اوس مسموم مغموم کا دل بسمل ہے لیکن حرارت قلق جگر سے پتھر ہوگیا ہے لعل بدخشان اسکے پاسنگ کو نہین پہونچتا غرض بادشاہ جمجاہ نے ہر ایک جوہری رشک پری کو جو دکھلایا تو وہ جوہری باشعور بقول ظلور یون گویا ہوا شعر بھلا اوس بے بہا کا کیا بھلا ہو، سر قاتل پہ جسکے خون بہا ہو، غرض بادشاہ عالیجاہ نے اوس لال عجیب و غریب کو توشکخانہ مین سپرد کرکے توشکچی سے یون فرمایا کہ اس لعل خوش نگار رشک بہار کو سرپیچ مین نصب کرکے خلعت فاخرہ مین لگا رکھنا انشاء اللہ تعالیٰ بشرط زندیست بر روز عید اسکو ہم اپنے سر پر چڑھاوینگے اور شیرین خواص سے جو اس کو فرمایا کہ تیرا عاشق جان نثار کہسار عشق پر فرہاد آسا کوہکنی کر گیا لیکن تو اپنی جان کو تیشۂ غم سے نہ ہلاک کرنا الغرض بادشاہ جہان پناہ نے شیرین مایل رقت کو رخصت کرکے استراحت فرمائی مگر شیرین بادل اندوہگین جو اپنے مکان دلستان کی طرف چلی تو یہ آواز خدا ساز گوش ہوش مین آئی مثنوی اے قاتل عاشقان محروم، وے ظالم بیدلان مظلوم، میرا تو عدم ہوا ٹھکانا، تو بھی مرے بعد جلد آنا، تجکو قسم اپنی کافری کی، سوگند تجھے ستمگری کی، عاشق کو نہ اپنے کر فراموش، خالی ہے ترے بغیر آغوش، یہ ندا ہوش ربا وہ مبتلا سنکر بحالت ششدر کہنے لگی شعر جان باختہ کیسی یہ ندا ہے، سنکر جسے جی ہی سُن ہوا ہے، المدعا وہ رشک پری بحالت بیصبری اپنے مکان دلستان مین جاکر زینت بخش ہوئی لیکن اوسی دن سے یہ حالت پر ملالت ہمسم پہونچی کہ وہ جو عارض رشک دانۂ انار رخ گل پر طعنہ زن تھے سو کاہش غم سے بستان سیب زرد ہوگئے

اور بقول میرحسن ابیات جو آنکھیں جو روتیں تھیں پھوٹ کر * تو گویا تھے موتی بھرے کوٹ کر * ٹھہرنے لگا جا بجا جی مین
اضطراب * لگی دیکھنے وحشت آلودہ خواب * دبے ہجر گھر دلمین کرنے لگی * دُر اشک سے چشم بھرنے لگی * خفا
زندگانی سے ہونے لگی * وہ بہانے سے جا جا کے سونے لگی * وہ اگلا سا ہنسنا نہ وہ بولنا * نہ کھانا نہ پینا نہ لب
کھولنا * جہان بیٹھنا پھر نہ اوٹھنا اوسے * محبت مین دن رات گھٹنا اوسے * غرض وہ نازنین اندوہگین اپنی
بیقراری اور آہ وزاری سے تنگ ہو کر دمبدم کسیکا یہ شعر پڑھتی تھی شعر دور دورزہ دوری آن یار جانی میکشد ما را
بیا ای مرگ ورنہ زندگانی میکشد مارا * اور کبھی اپنی تنہائی اور شکیبائی پر یہ مطلع مصحفی کا پڑھتی مطلع مرغ عشق برا
کس از بے تسکین نمی اید * اجل از بیم بدنامیش کہ بر بالین نمی اید * اور کبھی بحالت جان کنی کہتی تھی اجل سے بر فی کا گری بقول شخصے
ع فراق یار جان زار و ناتوانم ساخت * کہ بار ہا اجلم آمد و نشناخت * القصہ اس عرصے مین روز عید سعید بعد عرصہ بعید پیدا ہوا
ہر ایک خواص خاص اور بیگمات محل بے خلل اپنی اپنی آرایش مین مصروف و مالوف ہوئین لیکن وہ ماہ بجمال شاہ اپنے عاشق
جان دادہ کے فراق مین یہ مطلع مصحفی کا پڑھتی تھی مطلع تری دوری سے ای پیارے یہ دل پر درد و داغ غم ہے * کہ
روز عید بھی گویا ہمین ماہ محرم ہے * اور ادھر بادشاہ عالم پناہ نے خلعت فاخرہ تن پر آراستہ و پیراستہ
کرکے وہ غنچہ دل کشتہ زہر جفا کا سر پر چڑھا کے بعد ادائے دوگانہ نماز عید الضحی سوار ہوا الحاصل بعد انفراغ نماز دوگانہ
عید مذکور ہر ایک سے نذرین لیکر اور خلعت سے سرفراز و ممتاز فرما کر محل سرا مین داخل ہوا وہان بھی ہر ایک بیگم طبق جواہرات بہر التصدق
و نذر لاکر موجود ہوئی قضارا شیرین با دل غمگین نذر معمولی مع نقد جان ہاتھ مین لیے شہنشاہ کے آگے جو آئی شعر تو پھر مین
کیا کہون اللہ اللہ * عجائب طرح کا ہی ماجرا آہ * کہ یکایک دل مقتول اپنے قاتل کو غافل سمجھکر مثل مرغ نیم بسمل غنچے سے تڑپ کر جدا ہوا اور
اوسکے قدمون کے آگے گر پڑا * اسمین شیرین دل خستہ چاہتی تھی کہ اس بلیات پر آفات سے بھاگ کر الگ ہو اتفاقاً پائے جانی
کی جو اوسکو ٹھوکر بیخبر لگ گئی تو وہ لعل بے بہا اپنا خون بہا لیکے مثل دریا خون بہ گیا اور غنچے سے یہ آواز خدا ساز سرزد
ہوئی شعر مہا خون ہے کہ دل زخمی وہ یارا * یہی تھا خون بہا صاحب ہمارا * یہ ندا ہوش ربا وہ بیخون جگر کی شیرین
اندوہگین نے سنکر گریبان کو تا بدامان مثل گل چاک کیا اور مانند سنبل بالون کو پریشان کرکے با دیدۂ پرخون اوس سیل خون
پر جھک گئی اور بقول ظہور شعر یہ کہکر اپنے سر پر پتھر مارا * یہین آئی جسکو مقتول نے پکارا * کہ یکایک جلنے عشق نے اوسکو بر رنگ
شمع جانگداز ایکبار بہا کر اوس سیل خون سے ملا دیا تو اوسوقت اون دونونکا یہ رنگ ظاہر ہوا گویا لعل و مروارید کا
دریا نمایان ہے یا شفق شام سفیدی سحر سے دست و گریبان ہے * غرض بقول میر تقی شعر محبت نے کام اپنا پورا کیا * کہ اون
دونون لعلونکو چورا کیا * یہ واقعہ حیرت افزا انتہا اون دونونکا بادشاہ دیکھکر یکبارگی حیرت مین تا فرق غرق ہوکر کہنے لگا
بیت دیکھا نہ سنا تھا یہ تماشا * اے وائے جو ہمنے آج دیکھا * اور اوسکی ہمجولیان بدیدۂ گریان یہ مطلع سفلین گویا تھین
مثنوی گو تری ہمنے نہین دیکھی تھی جانی * افسوس مگر تری جوانی * ہر دم ہی ہمین یہ بکھا * کیا تو نے ابھی جہان کا دیکھا * غرض یہ

ترسے تمام گھر مین ، کہرام ہے صبح و شام گھر مین ، ہر سمت سے ہی صدا یہ آئی ، شیرین ترسے بن ہے
جان جلاتی ، مہجور غرض ہر ایک عورت ، کرتی تھی الم مین اوسکے رقت ، اور جسنے سنی نئی یہ روداد ،
کرنے لگا وہ بھی آہ و فریاد ، آگے نہین اب قلم کو طاقت ، اس غم کی لکھے جو سب حقیقت

داستان ایک شخص طوائف پر عاشق ہوا اور محفل رقص مین تپنچہ مار کر آپکو ہلاک کیا اور اس جوان پرارمان کے مرنے کے بعد جذبۂ عشق سے وہ طوائف بھی فوت ہوئی

کاتبان دست و قلم بیکار اور محرران سینہ و دلفگار اس افسانہ جگر سوز اور قصۂ غم اندوز کو محفل بیان مین یون
جلوہ گر کرتے ہین کہ ایک جوان پرارمان نہال باغ جوانی گل حدیقہ کامرانی یوسف ثانی زلیخا طبیعت مجنون صفت
ایک کسی رشک لیلیٰ پر اسقدر مبتلا تھا کہ اوسکو بقول مروت شعر نہ اندیشہ یا نہ اندوہ غرق ، شب و روز دریائے
وحشت مین غرق ، لیکن وہ کسی غیرت لیلیٰ جس محفل عالی منزل مین برائے رقص جاتی تھی وہ جوان دل پریشان بھی اوس
شمع رو کے ساتھ مانند پروانہ رہتا تھا اور جبکوئی یار دلی رشتہ دار و دن غمخوار و نعین چرب زبانی سے کہتا کہ ای چراغ بزم محبت داغی
سراج دیدۂ الفت تو اوس شمع رو نیکو سے لگن لگا کیون اس شکل سے گریان رہتا ہے تو وہ جگر سوز غم اندوز بقول
کسی بیگم یون کہتا شعر شمع کیطرح کون رو جانے ، جسکے دلکو لگی ہو سو جانے ، وہ المدعا ماہ لقا دل افروز ایکروز مجرے کو
کسی دولتمند اہل خرسند کے مکان دلستان مین گئی وہ عاشق جان نثار پروانہ وار بھی اپنی شمع رو کی ہمراہ اوس محفل
مین پہونچا قصہ مختصر وہ ماہ پیکر زہرہ جبین بصد تمکین ناچنے کو کھڑی ہوئی تو اوسوقت کا عالم کیا بیان کرون شعر
کھڑی پھرتی تھی اسطرح سے گت جسطرح سے ہو برق کو حرکت ، اور ہتیلی پر ہتیلی رکھکر وہ گردن کو خم دیکے جو بصد ناز
و انداز آگے چلتی تھی تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ کسی بیدل کا دل وہ سنگدل دونون ہاتھوں مین ملتی ہے اور جو ساعد سیمین یا
شاخ نسرین کو بالائے سر لیجا کر پنجۂ رشک مرجان کو جنبش دیتی تھی تو یون ظاہر ہوتا تھا بقول جرات شعر خریدار دیکھ
رہی تھی کہ تم جاؤ ، متاع حسن کا ہے اب بڑھا بھاؤ ، اور کبھی وہ مہر و شعلہ خو جو دونون ہاتھوں سے دوپٹے کو
سر سے آگے کھینچکر بصد خرام ناز چلتی تھی تو یون دکھائی دیتا تھا کہ گویا ماہ تابان زیر سائبان آگیا ہے اور
بقول میر حسن کیا کہون اشعار وہ گھٹنا وہ بڑھنا اداؤن کے ساتھ ، دکھانا وہ رکھ رکھکے چھاتی پہ ہاتھ ، کبھی دلکو
پانو تلے مل ڈالنا ، نظر سے کبھی دیکھنا بھالنا ، دوپٹے کو کرنا کبھی منھ کے اوٹ ، کہ پردے مین ہو جائین
دل لوٹ پوٹ ، اور گانیکا احوال بہ ملال کیا بیان کرون اگر تانسین ہوتا تو اوسکی تان دستان پر
خیال کر کے علم موسیقی سے دست بردار ہوتا غرض بقول میر حسن ابیات عجب تان پڑتی تھی انداز سے
کہ ہر تان بیکل تھی آواز سے ، وہ تھی گنگری یا لڑی نور کی ، مسلسل تھی اک پھلجھڑی نور کی

اور اوسکے ساتھ کے سازندونکا اس قانون سے ساتھ تھا کہ جنکی سارنگیونکی آواز خوش انداز سے عاشق نار دلفگار
طمانچہ والم سے گلا کاٹتے تھے اور دست وحشت سے گریبان تا بدامان تار تار کرتے تھے اور طبلے کی گمگ پر اوس بزم مین
دائین بائین کے لوگ عالم حیرت مین ہوچک بیٹھے تھے اور منھ چنگ خوش آہنگ کی آواز اسقدر خوش آہنگ تھی
کہ ہر خوش لہجہ کے منھ پر قفل خاموشی لگ گیا تھا لیکن ای یارو وہ جوان دل پریشان محفلکا یہ عالم دیکھکر دلمین یون
کہنے لگا سچ تو یون ہے کہ سرود بستان یاد دہانیدن اسکو کہتے ہین اور کبھی اوس شمع وادی دیرہ جاکر آہ جگر سوز و
غم اندوز زبانی قاصر یون کہتا **شعر** کیا سوز جگر اپنے کی تحریر کرین + جلجاے زبان وہ ہین جو تقریر کرین لیکن بقول
میر تقی **مثنوی** دل تڑپتا ہے متصل میرا + مرغ بسمل ہے یا کہ دل میرا + بیکلی جیکو تاب دیتی ہے + طاقت دل جواب
دیتی ہے + اب ٹھہرتا نہین ہے پاے ثبات + ایک مین اور ہزار تصدیعات + یہ احوال پر ملال اوس جوان خستہ جانکا وہ آئینہ
رو نیکخو سنکر نہایت مکدر خاطر ہوئی اور بغیر درسر رعنائی اوسکے چہرہ آرزو کو غازہ مراد سے آراستہ نہ کیا پھر تو وہ جوان خستہ جان
کسیکا یہ قطعہ زبان پر لایا **قطعہ** درد و دوریکا مبتلا جانے + دل بیدرد کی بلا جانے + جو گذرتی ہے جان پر میری + مین ہی
جانون ہون یا خدا جانے + ایک لحظہ کے بعد وہ برق رفتار تیز گفتار ایک بار رقص کرتے کرتے جو آگے بڑھ کے پھر
پیچھے ہٹے تو وہ جوان پریشان اوسکے گوش ہوش کے قریب جاکر بقول سرور یون کہنے لگا **اشعار**
صبر کی اب تو نہین طاقت مجھے + ایک دم دشوار ہے فرقت مجھے + صدمہ ہجر انسے گھبراتا ہے دل + کب تلک
چھاتی پہ رکھون غم کی سل + زندگی میری ترے ہی ہاتھ ہے + تجکو مردیکا جلانا بات ہے + یہ سخن اوس خستہ تن کا
وہ حور لقا ماہ سیما مسموع کرکے بہ ناز معشوقانہ اور بانداز محبوبانہ کہنے لگی **شعر** یون ہی سب کہتے ہین پر عاشق
مین + پر کوئی مرتے نہ دیکھا عشق مین + یہ سخن اوس شمع انجمن کا وہ تفتہ جگر کشتہ تیغ الفت مذبوح خنجر محبت اپنے
پیٹ مین آپ تپنچہ مار کر یون حرف زن ہوا **شعر** وہ جو عاشق ہین سو اسطرح سے مرجاتے ہین + جسطرح
جان سے ہم اپنی گذر جاتے ہین + یہ کام رقت الیتام زبان پر لاکر وہ غمناک آغوش حسرت مین عروس غشی کو لیکر
بستر خاک پر غلطیدہ ہوا اور روح نفسانی وحیوانی پیالہ تن سے رنگ کیطرح اوڑ گئین اور فرزند دل حواس کا گنبدہ دماغ
سے گر پڑا اور کمانی تاب طاقت کی دست غمسے ٹوٹ گئی اور نال قالب حرارت غریزی سے خالی ہونے لگی اور رشتہ
حیات پر صفات کا دست قضا سے چھوٹ گیا اور گذر آہ و نالہ کا فرد حنجرہ مین تنگی کرنے لگا یہ واقعہ حیرت افزا
وہ کبھی رشک لیلی دیکھکر وہین مجنون وار بیقرار ہوگئی اور اوس جوان ہیجان کے سر کو اپنے زانون پر رکھکر یہ اشعار
آبدار بشکل سوگوار زبان پر لائی **مثنوی** اے عاشق جان نثار میرے + اے مونس غمگسار میرے
اے کشتہ تیغ ابروے من + اے مائل چشم جادوے من + اے شمع دودمان الفت + اے بلبل بوستان
الفت + کیا تیرے یہ جی مین ہائے ہائے + جان اپنی جو تونے یون گنوائی + صدقے ترے وقت

دالپسین کے، صدقے ترے نالۂ حزین کے، منھ کی تری مُردنی کے صدقے، جانی تیری جان کنی کے صدقے، مرجائیگا تو جو کوئی دم مین، تو مین بھی مرون گی تیرے غم مین، بے تیرے یہ میری زندگانی کسطرح کٹےگی یارجانی، مرنا ہی مرا غرض بجا ہے، یہ شعر کسی نے سچ کہا ہے، شعر دل می طپد از غم پنہانی، ای بجرام زندگانی، یہ ابیات پُر نکات وہ نازنین اندوہگین اوسکے لاشہ جگر خراش پہ پڑھ رہی تھی کہ یکایک اوس رو دادِ بیدادکا غل بے تامل جو اوٹھا تو اوس محفل رشکِ بزم اندر کا احوال پُر ملال کیا کہون بقول میرحسن شعر خوشی کا جو عالم تھا ماتم ہوا، ورق کا ورق سب وہ برہم ہوا، اس عرصے مین اوس جوان نیمجان کی خویش و اقربا کو یہ خبر وحشت اثر جو پہونچی تو ہر ایک بجواس و پُر ہراس اوس کسیکے پاس آکر بقول میرتقی نظم اک اوسی تیرسے ڈراتا تھا، ایک برچھی اوسے دکھاتا تھا، ایک آیا تو ہاتھ مین شمشیر، ایک بولا کہ اب ہی کیا تاخیر، ای یار داس فسون ساز جادو طراز نے خنجر ناز اور تیغ انداز سے دیکھو تو کیسے نوجوان پُر ارمان کو قتل کیا ہی تو اب اپنی نزدیک نظم قتل کرنا ہی اسکا بہتر ہے، آج مرنا ہی اسکا بہتر ہے، کیونکہ یہ پر بلا ستم ایجاد، کرتی ہی عاشقونکے گھر برباد، یہ گفتگو دو بدو ہر ایک تند خو بدہ جو کی وہ نگار سن سُنکر اپنا سر ہر ایک کی پانون پر رکھکر کہتی تھی، نظم قتل کا میرے گر ارادہ ہی، تو بھلا اہین دیر کیا ہی، ہاتھ کھینچو نہ قتل کرنیسے، زندگانی ہی میرے مرنیسے، میری غیرت کو یہ نہین ہی قبول، میری الفت کو یہ نہین ہی قبول کہ مین جیتی رہون یہ مرجای، کیونکہ بے یار زندگی تھا کے، یہ نہین چاہتی طریقت عشق، طعنہ زن مجھپہ ہی حمیت عشق، یہ سخن دلشکن اوس نازنین اندوہگین کے وہ جوان نیمجان عالم نزع مین سُنکر ہر خویش و برادر یا یہ دیادہ سی کہنے لگا اے بھائیو جو کوئی اس مہ جبین غمگین کو کچھ کہیگا واللہ باللہ مین چاک گریبان اوسکا بروزِ جزا دامنگیر ہوگا نظم کیونکہ اسنے مجھے نہین مارا، یہ جو تیر اب قضا کا ہی سارا، اسمین اسکی بھلا ہی کیا تقصیر، چاہتی تھی مری یون ہی تقدیر، سچ ہے قسمت مین جو کہ ہے لکھا، وہ کسی شکل سے نہین ٹلتا، یہ کلام وہ ماہ تمام تمام نہین کہنی پایا تھا کہ بات کی بات مین تمام ہو گیا یہ واقعۂ رقت انتہا حیرت افزا وہ کسی رشک لیلی دیکھکر مجنون وار زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگی اور سر پر جو بال سراسر غیرت سنبل تھے اونکو دست الم سی نوچ نوچکر صبا کے حوالے کیے اور عارض جو رشک گل ورد تھے اونکو مارے تپھرونکے لالہ سان پُر خون کیا اور گریبان کو مثل گل بالکل چاک کرکے صبح محشر پر طعنہ زن ہوئی اور گاہے اوسکے منھ پر اپنا منھ رکھکر کہتی شعر کس رو تیرے رو سے سرخرو ہون مجرم ترے منھ سے سو بسو ہون، اور کبھی اوسکی پیشانی ماہ ثانی سے اپنی پیشانی رگڑتی اور یہ کہتی ای نیر سپہر غیرت وائے حسرت سچ الفت سچ ہے مصرعہ پیش آئی وہی جو کچھ کہ پیشانی مین ہے، یہ آفت رسیدہ دل طپیدہ تو اسطرح زار و نزار تھی لیکن اوس جوان نیمجان کی مادر مضطر جو ڈولی مین سوار ہو کر آئی تو بے اختیار منھ پر دوہتڑ مار مار کے یون کہنے لگی۔ مثنوی

اے رونق گلشن جوانی + وے زینت باغ کامرانی + مرنے کے ترے نہ تھی ابھی دن + پورا نہوا تھا ئیس کا سن ہو گیا جی مین ترے یہ آئی بیٹیا جو خاک مین با فراغ لیٹیا + کس سے تری غم کی بات ہیہات + ظاہر کرون آہ مین پر آفات + اس پر فلک کو ہای جانی + بھائی نہ تری یہ نو جوانی + مرنیکو تو سب جہان مریگا + پر کوئی نہیون جوان مریگا + افسوس کہ تو نے جان دیکر + برباد کیا مجھی بھی دلبر + بے تیرے مین جیکے کیا کرونگی + جس طرح بنے گا مین مرونگی + القصہ اوسکے اقربا اہل عزا وہ نعش جگر خراش روتے پیٹتے جو گھر مین لائے تو پھر دوبارہ قیامت برپا ہوئی یعنی ہر ایک ہر ایک کنبے کی عورت بصد رقت بین بچپن کرکے رونے لگی **اشعار** کوئی کہتی تھی اے مرے بھائی + بے جل تیری موت کیون آئی + اس تری بیکسی کے مرنیکے + جانسے جای یہ بہن صدقے + تو نے دنیا کا کیا ابھی دیکھا + یک بیک آگئی جو تیری قضا + الحاصل اوس بیدل کو تجہیز و تکفین کرکے اور غسالون نے نعش کو غسل دیکر کفن صاف مین بھکر ایک صندوق مین روپوش کیا اور بقول مصحفی **نظم** تابوت پہ سبز اک دوشالا + لاکر پئے زیب و شان ڈالا + چادر پھولون کی لہلہاتی + بھیٹتی تھی صبا کی جس سے چھاتی + یون سبز دوشالا تھا لہ تزئین + جسطرح کہ آسمان پہ پروین + تابوت کہ تختہ چمن تھا + جس تختہ پہ جوش نسترن تھا + الغرض اوس تابوت کو سب روتے پیٹتے سوی گورغریبان گریہ کنان لیچلے اور وہ کسی رشک لیلی پابرہنہ باسر عریان چاک گریبان تا بدامان افتان و خیزان باہ جانکاہ ہمراہ تھی لیکن جس بازاری کی ایک باری اوسپر نگاہ پڑتی تھی بے اختیار دیدہ گہر بار سے گوہر اشک اوس لعل بے بہا پر نثار کرتا تھا المطلب بصد بیقراری و آہ و زاری گورغریبان مین پہونچکر نماز جنازہ سے فراغت کرکے جو اوسکو دفن کرنے لگے تو وہ کسی غم آمادہ دل دادہ بھی سر قبر عاشق آکر کہنے لگی **مثنوی** آشنا مرا کام یہ کردو تم مجکو بھی اسی مین گاڑ دو تم + بے اسکے مین جیکے کیا کرونگی + مین بھی اسی قبر مین گڑونگی + یہ میرے کہان نصیب ہی ہی + جو اسکے گڑون قریب ای ہی + جو اس سے مجھی جدا کریگا + ناحق مجھی درد و غم وہ دیگا + خوا دسکو ہر ایک نے بصد منت و نصیحت قبر سے جدا کرکے اوس عاشق جاندادہ کو با دیدہ پر خون مدفون کیا بعد رسوم چادر گل وغیرہ اوس کسی رشک لیلی کو ہر ایک نے بدیدہ گریان باہ و فغان کہا کہ ای بی بی اب گھر چل یہانکے بیٹھنے سے کیا حصول بقول شاہ قدرت اللہ **ابیات** یاران و ہمرفیق و شفیقان و دوستدار + سب آشنا ہین زندگی مستعار کے + جب مندگئی یہ آنکھ تو ای دوست بعد مرگ پھٹکے ہے کون گرد کسیکے مزار کے + لیکن وہ سوگوار بر اضطرار اس قدر چپ ہوئی کہ پھر کسی سے مطلق ہمکلام نہوئی آخر کار ناچار سب خویش و تبار اوس جوان جان نثار کے گھر مین آئے اور اوس نازنین اندوہگین کا احوال پر ملال مادر عشق جان دادہ سے بہ تفصیل اظہار کیا یہ روداد بیداد اوسکی مادر مضطر سنکر بصد بیقراری و آہ و زاری ڈولی پر سوار ہوکر تربت دلبر پر آئی اور اوسکے سوگوار غمگسار سے کہنے لگی ای بیٹی مجھ کمبخت مان کا کہنا مان کس واسطے اس خاک کے ڈھیر پر بیٹھی ہے ای بیٹی اگر تیرے یہان بیٹھنے سے وہ جی اوٹھے

تو کیا مضایقہ مین بھی تیرے غم مین بیحال ہون **ابیات** ورنہ اس غم الم سے کیا حاصل ٭ یہ مری جان مقام ہے مشکل
اسمین چارہ نہین کسیکو ذرا ٭ چہ امیر و وزیر و شاہ و گدا ٭ کوئی مرنیکے ساتھ مرتا گر ٭ تو نہ جیتا جہان مین کوئی بشر
از براے خدا اور بحق مصطفےٰ اے نور ضیاے چشم امیدواران واے داد واے دل دردمندان اوٹھکر میری گھر چل مین
تجکو اپنی بہو بیٹی کی جا پر رکھون گی اور جو کچھ خدمتگاری اور دلداری ہوسکیگی بسر و چشم بجا لاؤنگی کیونکہ تیرے
دیکھنے سے بیٹو کا غم پر ستم ذرا فرو ہوگا اور تیرا بھی وہان رہنا ہمسایہ مین قدرے قلیل دل حزین بہلجائے گا ورنہ
بقول میر حسن **شعر** دگر نہ تو رو رو کے مرجائیگی ٭ اسیطرح جی سے گذر جائیگی ٭ غرض ہر چند با دل دردمند اوسکی
مادر مضطر نے اوس نازنین اندوہگین کو سمجھایا لیکن اوس بلبل حدیقہ سکوت نے گلشن تقریر مین ذرا بھی زبان کو
نطق سے آشنا نہ کیا بلکہ درج دہن کو اوسکے قفل خموشی لگ گیا الحاصل وہ بیدل پھر اپنے گھر مین آکے مصروف
رقت ہوئی مگر وہ نازنین اندوہگین صبح و شام اوس قبر کی جاروب کشی کرتی اور شب کو اوسکے تعویز کو چھاتی سے
لگا کے سو رہتی اور وقت فجر اوٹھکر پھر اوس قبر کے گرد جاروب کشی اور چھڑکاؤ سے فراغت کرکے بیٹھکر با دیدۂ
اشکبار جرات کے یہ اشعار وہ دل افگار چپکے چپکے پڑھتی **مثنوی** ٭ درد و غم سے حال دل ہوا ہے ٭ کہ دم
لینا اب مجھے مشکل ہوا ہے ٭ میری قسمت مین گر یہ دکھ لکھا تھا ٭ تو یارب کیون مجھے پیدا کیا تھا ٭ کوئی جز غم نہین ہے
غمگسار اب ٭ فقط ہے بیقراری ہی قرار اب ٭ کسی صورت سے کل آتی نہین اب ٭ الٰہی کیون اجل آتی نہین اب
مرون تو جاے یہ درد جدائی ٭ الٰہی کیا اجل کو موت آئی ٭ اس عرصہ مین جو کوئی کبھی زبردستی سے کھانے کو
کھلا دیتا تو جبراً و قہراً کچھ کھا کر چلو پانی وہ تنگ زندگانی پی لیتی مگر بقول میر حسن **اشعار** ٭ نہ کھانیکی سدھ تھی نہ
نہ پینے کا ہوش ٭ بھرا اوسکے دلمین محبت کا جوش ٭ جو پانی پلاتا تو پیتا اوسے ٭ غرض غیر کے ہاتھ جینا اوسے ٭
الغرض اوس جوان دادہ کا چہلم بھی نہونے پایا تھا کہ ایک روز وہ جگر سوز قبر کو سینہ سے لگا کر بقول مسرور
یون کہنے لگی **مثنوی** ٭ دیکھتا جو ہے وہ کہتا ہے مجھے ٭ پاس ننگ و نام کچھ بھی ہے تجھے ٭ یہ بھی جینے کا کوئی اسلوب ہے
ایسے جینے سے تو مرنا خوب ہے ٭ تنگ کرتا ہے مجھے اب اضطراب ٭ اے اجل تو کیون نہین آتی شتاب ٭ الغرض درد
و الم سے وہ نگار ابر بہاران کیطرح لیل و نہار ٭ اسقدر روئی کہ آخر مرگئی ٭ عاشقون مین نام اپنا کرگئی ٭ مرگئی
رو رو کے جب وہ گلعذار ٭ دیکھکر ہر اک رہا حیران کار ٭ ذکر یہ آپسمین سب کرنے لگے ٭ سچ ہے جذب
عشق کہتے ہین اسے ٭ المطلب اوس غنچہ لب کو اوسکے عاشق کی تربت کے برابر بصد شور و شیون
دفن کیا لیکن سچ تو یون ہے **مثنوی** واہ رے اے عشق چالاکی تری ٭ واہ ری اے عشق سفاکی تری
ایک کو غیرت سے مارا اسطرح ٭ ایک کو فرقت سے مارا اسطرح ٭ ہر جگہ تیرے نئے انداز ہین ٭ عقل سے پوشیدہ
یہ راز ہین ٭ جسکو چاہا بات مین گھائل کیا ٭ جسکو چاہا آن مین بسمل کیا ٭ عاشقون کا تو غرض سرتاج ہے

ہر کوئی عاشق ترا محتاج ہے • وصف تیرے کیا کہے مجبور اور • عاشقوں سے تیرے پوچھے کوئی جور

داستان لکھنؤ کے قاضی زادہ کا ایک ماہرو نیکخو پر اثنائے راہ میں عاشق ہونا اور اوس آستان کے زیر مکان جان دینا اور معشوقۂ دلفگار کا اوسکی لاش پر مرنا

راویان حکایات غریب اور حاکیان روایات عجیب شاہد سخن کو حجلۂ بیان میں یوں جلوہ گر کرتے ہیں کہ خلافت شہنشاہ اکبر بادشاہ میں ایک قاضی زادہ خوردہ لکھنؤ کا باشندہ برائے سیر کوچہ و بازار ہمراہ یاران غمگسار گھر سے باہر نکلا کہ بقول میر تقی شعر ناگہ اک کوچہ سے گذار ہوا • آفت تازہ سے دوچار ہوا • ایک ماہ تمام لب بام نظارہ کناں تھی کہ یکایک اوس ذرہ بیقرار کی آنکھ جو اس چاہ دو چشم سے دوچار ہوگئی تو بقول میر تقی کیا کہوں کیا کچھ نظر پڑا کہ جیکی آفت تھی • وہ نظر ہی وداع طاقت تھی • ہو غرض جا تار انگاہ کے ساتھ • صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ • بیقراری ذبح ادائی کی • تاب و طاقت نے بیوفائی کی • الغرض وہ نازنین مہ جبین تو بصد ناز و انداز متبسم کو سوئے گوشہ کے نیچے اوتر گئی اور اوس خاک بسر نے بام عشق کے اول زینہ پر قدم رکھکر یہ شعر قائم کا پڑھا شعر قسمت تو دیکھ ٹوٹی ہے جا کر کہاں کمند • دو چار ہاتھ جبکہ لب بام رہ گیا • غرض وہ عاشق زار دلفگار اوس گلی میں بستر خاک پر بحال مضطر بیٹھ گیا اور آنکھوں کو بالای بام بخواہش آن ماہ تمام مثل نرگس حیران و نگران کیا لیکن وہ مہ جبین رشک لعبت چین پھر کبھی سر بام آکر جلوہ گر نہوئی آخر کار اوس عاشق زار دلفگار جگر سوز کے ایک روز تپ فرقت کی شدت سے ہاتھ اور پاؤں مثل برف سرد ہوگئے لیکن آنکھیں سوئے بام بخواہش آن ماہ تمام جو نظارہ کناں تھیں اونکی تکٹکی میں فرق نہ آیا تو ہر ایک عقلمند دانشمند کی عندلیب تجویز گلشن بیان میں یوں نغمہ زن ہوئی یعنی جس سمت اس گل پژمردہ دل افسردہ کی آنکھیں مثل نرگس حیران و نگران ہیں اوسی مکان رشک گلستان میں اسکا غنچۂ مقصد پوشیدہ ہے اگر وہ کسی روش اس دور افتادہ غم آمادہ کے قریب آئے تو غالب ہے کہ اسکا گل مراد نسیم وصال سے شگفتہ ہو جائے کیونکہ یہ عاشق بقول میر تقی شعر خار خار دل [illegible] ہے • انتظار بلا نصیبان ہے • المطلب اہل ہمسایہ نے بصد منت و سماجت اوس محبوبہ مایۂ ناز و معشوقہ فسون ساز کے پدر عالی قدر سے جا کر عرض کی کہ اے معدن نجابت و اے کان شرافت ایک نوجوان کا خون ناحق تیرے سر پر ہوتا ہے اگر تو اپنی دختر رشک قمر کو ایک دم کے واسطے اوس بیدم کے پاس بلا دے اس بھید سے تو غالب ہے کہ اوسکا دم اسد غم اپنے دمساز کو دیکھکر سوئے عدم نجائے یہ کلام حیرت التیام اوسکا پدر مضطر سنکر نہایت ششدر و حیران ہوا آخر کار چار و ناچار اوس عالی مقدار و والا تبار نے دختر رشک قمر کو مواصلت کی اجازت دی لیکن وہ ماہ جبین جونہیں اوس اندوہگین کے قریب آ چشم دو چار ہوئی یک بیک قوت

قوت عشق کی بدولت اوٹھ بیٹھا اور اوسکی طرف بغور دیکھکر یون کہنے لگا شعر یہ تجھکو دیا ہین پھر ایکبار ی
بس اتنی ہی تمنا تھی ہماری ۔ یہ کہکر وہ مضطرب بستر خاک پر گر کر جان بحق تسلیم ہوگیا یہ واقعہ حیرت افزا اوسکی محبوب
دل مرغوب ملاحظہ فرما کر بے اختیار بیقرار ہو کر اوسکی نعش جگر خراش سے لپٹ کر یون بیان کرنے لگی مثنوی اے
عاشق جان نثار میرے ۔ قربان مین عشق کے ہون تیرے ۔ کیونکر نہ ملون مین ہاتھ ہے ہے ۔ جی کی رہی
جی مین بات ہے ہے ۔ اپنی نہ کہی سنی نہ میری ۔ فرصت ہی نہ دی قضا نے تیری ۔ یہ کہتے کہتے وہ مضطر
خستہ جگر آخر کو آخر ہو گئی یہ واقعہ الم افزا اوسکے خویش و اقربا دیکھکر نہایت بیقرار و اشکبار ہوے لیکن
صبر کے سوا کچھ چارہ نہ دیکھا بصد رقت اون دونون کشتہ الفت کو ایک ہی قبر مین مدفون کیا مثنوی
خاک مین خاک مل گئی آخر ۔ بات کہنے کو یہ رہی آخر ۔ عشق کی یہ بھی ایک حرفت ہے ۔ ورنہ انسان کی
کیا حقیقت ہے ۔ عشق کی داستان اے مجبور ۔ بخدا عقل سے بہت ہے دور ۔

دوسرا باب بدکار عورتون کے چرترون مین ایک عورت نے قید شوہر مین حیلہ بیماری سے بڑھیا کے ہاتھ جوان مجرد کو گٹھری مین فریب جادو سے سر شوہر پر طلب کیا اور اوس سے بدفعلی کر کے بھیج دیا اور اوسکے شوہر نے کچھ دریافت نہ کیا

افسون سازان فصیح شعار و جادو طرازان بلیغ گفتار کا غذ سکائد پر یون تحریر و تسطیر کرتے ہین کہ ایک جوان
ذو فنون سیرت فیلسوف صورت زنان مکار و نسوان بدکار کا حال سنکر اپنی زن کم سخن کو یون رکھتا تھا
کہ کا ہے زن ہمسایہ و پیرزن دایہ تک بھی اوس نیک اساس کے پاس نہ آنے دیتا بقول بخشی اشعار
نہ بخشی زن فریبا دارد ۔ خویشتن را ز قید او برہاے ۔ مار زہر است از سر تا دم ۔ زن فریب است از سر و
تا پاے ۔ لیکن شیخ سعدیؒ کے قول کو نہ سمجھا ؏ نہ ہر زن زن است و نہ ہر مرد مرد ۔ خدا پنج انگشت
یکسان نکرد ۔ غرض وہ نابکار اوس غیرت گلزار کے پہلو مین آٹھ پہر مانند خار بیٹھا رہتا تھا اور گاہ ہے
بہ کسی کار ضروری کو بہ مجبوری جاتا تو گھر کے دروازے کو باہر سے مقفل کر جاتا قضاے کار وہ نابکار اپنے
معمول سے دروازے کو مقفل کر کے ایک روز کہین کو گیا تھا اوسکے بعد حسب اتفاق ایک نخود فروش
با آواز پر خروش اوس کوچے مین وارد ہوا وہ گرفتار بلا اور مبتلاے جفا چنے والے کو بلانے دریا آئی
اور ایک کوڑی پٹھکی درار سے باہر نکال کر وہ ہم بازوی خورشید و ہم ترازوی ناہید اوس نخود فروش
باہوش سے کہنے لگی کہ اے مرد دانا ہر زہ گرد زمانہ نور داس دمڑی کے چنے تول کر تو دہلیز کی راہ پھینک
دے یہ دانا نہ و ناچار اسند خیکر اوٹھا لیگی اس عرصے مین وہ مرد یک اچانک آپہونچا اور اوس نخود

فردوس کو در پر دیکھکر آتش غضب سے جل بھنکر مثل گلخن دہکیا اور اوس قفل کو خنجر سے کھول کر اپنی زن
کم سخن سے کہنے لگا کہ اے خاتون بدطالع وا اے پیرا موز اوقات ضائع یہ کون سی حرکت ناشائستہ تجھ سے
وقوع میں آئی شعر کہیں بھی عورتیں نیکوں کی آکر ٹھٹھکری رہتی ہیں یون سوئے کو در پر یہ سخن دلشکن وہ
زن پرفن سنکر در حجک دہن کا قفل سکوت کلید زبان سے کھولکر کہنے لگی کہ اے عزیز بے تمیز تو عبث خفا ہوتا ہے
کہیں بھی کوئی بھلا آدمی اپنی جورو کو قید حیات میں یوں محبوس اور مایوس رکھتا ہے اور کوئی بڑی بوڑھی
مجھ بے بس کے پاس ہوتی تو خیر اجراے کار بہر طور رشید نہ رہتا اور اوسکے سوا گھر کی بستی دونی نظر آتی اوسکے
جواب میں وہ جوان بے ایمان کہنے لگا کہ مجھکو زنان وفادار کا اعتبار نہیں ہے بقول لخشبی قطعہ لخشبی زن بسر رشتہ مکر است نہ
پارسا د سال و ماہ فکر کنند + اگر بجز اند زن جفاکارہ + ہر بد بہیمہ ہزار مکر کنند + اس کلام پر اتہام سے وہ زن کمال بدظن
ہوئی اور یوں کہنے لگی کہ اے عزیز ناخبیر یہ گفتگو واہی تباہی ناحق کرتا ہے حق یوں ہے کہ وہ جو زنان مکار اور نسوان
بدکار ہیں وہ اپنے خاوندوں دانشمندوں کے سر پر سب کچھ کر گذرتی ہیں اور کچھ نہیں ہوتا مگر اپنی وہ مثل
ہے کہ تو ڈر نکر تو ڈر بقول شخصے شیر کھاے تو منھ لال نہ کھاے تو منھ لال یہ گفتگو وہ عربدہ جو زشت رو کی
سنکر بولا کہ وہ اور ہی مرد ہوتے ہیں کہ جنکی جورویں نہان خرچی جاتی ہیں اور شعور داروں کی زنوں کا
کیا مقدور ہے جو کسی سے چشم بد دور آنکھیں ملا سکیں اور خیال بد کا تو کیا ذکر ہے یہ سخن وہ زن پرفن سنکر خاموش
ہو گئی مگر دل میں کہنے لگی کہ دیکھہ تو گیدی تیری خبرداری اور شعورداری کیسی راہ سے نکالتی ہوں القصہ
بعد چند روز وہ شمع شب افروز بستر ناتوانی پر غلطیدہ ہوئی اور ایکبارگی بیماری درد جگر کی اظہار کی ہر چند
اوس جوان نے اطباے حاذق اور حکماے صادق کو اوس علیل پر تزویر کو دکھلایا لیکن کسی سے اوس مکار کا آزار تشخیص
میں نہ آیا مگر ایک حکیم فہیم نے اوس سقیم بے حرارت اور الیم پر فطرت کی نبض دیکھکر بقول شمیم اوسکے شوہر شکستہ کمر سے کہا شعر
ز مسیحا نہ فلاطون کی دوا ہے مرغوب + تیرے بیمار کو کیا جانیے کیا ہے مرغوب + قصہ مختصر جب اوسکا شوہر بے پیر
دعا اور دوا بجا لا کر چکا اور گلشن امید میں گل مقصد نسیم فرحت سے نہ کھلا تو بحالت یاس وہ بیچارہ اس شعر
کسیکا زبان پر لایا + شعر طبیب عشق را درمان کدام است + علاج جان کند اورا چہ نام است + یہ گفتگو اوسکی
جورو سنکر کہنے لگی اے جوان نادان میری بیماری بے اختیاری کی تو نے بہت تدبیر بنظر کی لیکن کسی سے
شفاے کلی تو حاصل ہوئی خیر الخیر گذشت گذشت الماضی لا یذکر مگر اب ناکام ایک کام یہ بھی کر کہ مجھ گرفتار اجل کو
کسی دایہ کاملہ کو دکھلا کیونکہ عورتوں کا معالجہ عورتوں سے خوب ہوتا ہے بقول آنکہ الجنس مع الجنس یہ کلام
وہ نافرجام سنکر کہنے لگا اے بی بی کیا مضایقہ مجکو ہر طرح تجھ رشک حور کی صحت منظور ہے الحاصل وہ سادہ
لوح تلاش بسیار اور تجسس بے شمار سے ایک پیرزن علامہ دہر اور دلالہ عصر کو اپنے گھر میں بلا لایا

غرض اوس دایہ کاملہ نے ہر ایک کل سے اوس بیکل کو دیکھا تو کوئی کل بیکل نپائی یہ ماجرا حیرت افزا وہ دایہ قابلہ دیکھکر اوس بیمار سے یون حرف زن ہوئی کہ اے افسر مکاران دای رہبر بدکاران تو نے آزار مکاید سے اس بیچارے کو کیون دق کیا ہے یہ بات اوس دایہ صاحب کرامات کی سنکر وہ زن پُرفن کہنے لگی کہ اے دایہ گرامنا یہ میری بیماری پُر فطرت کا یہ باعث ہے کہ اس بدبخت کو میری عصمت اور نیکبختی کا مطلق اعتبار نہ تھا اور ہر چند کہ مجھ دل افگار پُر آزار نے اسکی صورت کے سوا کسی نامحرم مرد کی اجتک شکل نہین دیکھی اسباب کا غدا داماو ربنیا ہے مگر یہ میرے سامنے بڑا بول ہے سو اسکا نتیجہ ایک ذرا دکھایا چاہیے اسمین کچھ کیون نہ ہو یہ کلام اوس دلارام کا وہ دایہ کاملہ سنکر بولی کہ اے کدبانو یہ کتنی بڑی بات ہے اس حال مین مین تیری شریک ہون غرض وہ دایہ اوس بیمار کے پاس سے اوٹھکر اوس جوان بدگمان کے قریب آکر کہنے لگی کہ اے عزیز ناچیز تو نے ایسی عورت خوبصورت ماہ طلعت کو یون گھسلا گھسلا کے تمام کیا مصرعہ افسوس ہے صد ہزار افسوس بقول آنکہ **شعر** طالع بدکا نہ کیونکر پھیر ہو + ماہ رو بر جسکے اندھیر ہو + اسکے جواب مین وہ جوان بدگمان کہنے لگا اے پیرزال نیک خصال بقول شمیم **شعر** تدبیر کوئی اب نہین بن آتی ہے مجکو + وہ دیکھون ہون تقدیر جو دکھلاتی ہے مجکو + وہ دایہ گراتما یہ کہنے لگی کہ اے عزیز باتمیز تو ناحق اسقدر اسکی فکر کرتا ہے اور غم کھاتا ہے انشاء اللہ تعالے مین غمخوار اس بیمار کو ایک روز مین مسند صحت پر بٹھا دیتی ہون اس کلام نیک انجام کو سنکر وہ سادہ لوح کہنے لگا ادین چہ بہتر نیکی اور پوچھ پوچھ اے پیرزال نیک خصال مال و زر سال تو کیا خیر ہے اگر میرا نقد جان اس آرام جان کے کام آئے تو ایک بار نثار کرنے کو حاضر ہون یہ سخن وہ پیرزن پُرفن مسموع کرکے کہنے لگی اے جوان نادان اگر تو نے مبلغ خطیر اس ماہ منیر کی تدبیر مین صرف کیئے ہین تو ایک پانچ سو روپیے اور بھی خرچ کر بقول اسکے جی ہے تو جہان ہے واللہ باللہ تیری شمع شب افروز جو ایک روز مین محفل صحت مین نہ جلوہ گر ہو تو گلگیر شمشیر سے میرا سر کاٹ ڈالنا کیونکہ میری بھی بیٹی کو بھی مرض ہو گیا تھا غرض مین نے بھی تمام جہان کے ملا سیانے حکیم طبیب چھانے لیکن کسی سے میرا مطلب نہ بر آیا آخر کار بقدرت کردگار ایک فقیر روشن ضمیر سیاح بے پروا میری قسمت سے آکر وارد ہوا اوس بندۂ خدا نے میرے حال پر ترحم کرکے ایک ٹوٹکا جادو کا پانچ سو روپیہ لگا کے ایسا بنا دیا کہ اوس بیمار کا آزار بالکل دفع ہو گیا سو وہ ٹوٹکا میرا بیٹیا اپنی جان اور ایمان کے برابر رکھتا ہے اگر تو پانچ سو روپیے خرچ کرکے تو ایک شب کی شب مین اوسکو چوری اسے لے آؤن اور تیری جورو کا آزار گرانبار دور کرکے پھر وہین پہونچا دون

مگر یہ بابت تیرکرامات کسی پر ظاہر نہو کیونکہ میرا بٹیا نہایت بدمزاج ہے جو اس حال محال سے آگاہ ہوجائیگا تو تجکو
جیتا نچھوڑیگا یہ کلام فرحت انجام وہ ناکام سُنکر اوس پیرزال کذب مقال کو پانوں پر سر رکھ کر کہنے لگا اس بات
سے تو میری جان بخشی کرے گی تو تمام عمر تیرے گراں بار احسان سے سر نہ اوٹھاؤنگا اس کے جواب مین
اوس پیرزال کذب مقال نے کہا کیا مضایقہ لیکن اوس ٹوٹے مٹکے کی یہ شرط ہے کہ تو آپ اپنے سر پر
اوٹھا لا اور ابھی پہونچا دے کیونکہ غیر جلیس کو اوسکو نہین چھونا آ گے تو مختار ہے غرض اوس پیرزال کذب
مقال نے جو جو اوس سے کہا اوس نے قبول بے عدول کیا بقول شخصے مرتا کیا نکرتا القصہ وہ پیرزن پُرفن
اوس اُلو کو دام فریب مین لاکر اپنے گھر مین آئی اور ایک جوان دلستان الجہد کو بلوا کر کہنے لگی کہ ای ہمایون
بخت عنقا رخت تیرے لیے ایک چڑیا سونے کی مین نا چیز لے آئی ہون شعر شوق سے باز کو اڈرا یا کر اور
گھوڑے کو نت کودا یا کر، وہ مثل ہے کہ ہم خرما و ہم ثواب مگر ایک مٹکے مین تجھکو بیٹھکر چلنا پڑیگا وہ جوان حسن آن موجون
کو تاؤ دیکر کہنے لگا اے بڑی بی صاحب مٹکا تو کیا چیز ہے اپنی فسون سے تم ہمکو اگر آبخورے مین بند کرکے لیچلوگی
تو چلنے کو حاضر ہون شعر ہم نہین ایسے جوان بات سے ہٹ جائینگے ، اور اگر لڑنے کو جاہوگے تو کٹ جائینگے
غرض وہ دلالہ اکالہ اوس جوان دلستان کو گھر مین بٹھا کے پھر اوس جوان بدگمان کے
پاس بلا وسواس آئی پایان شب اس عرصے مین جسوقت جادو گر سپہر نے دیو آفتاب کو سبوچۂ
مغرب مین بند کیا اور عامل فلک نے مجمر کہکشان پر سپند انجم چھڑکنا شروع کیا اوسوقت وہ پیرزال
فسونساز اوس جوان سادہ لوح کو اپنے گھر لائی اور اوس بدنظر سے نہان اور پوشیدہ اوس جوان سحر نشان
کو مٹکے مین بٹھا اوس سادہ لوح سے یون حرف زن ہوئی کہ لو میان صاحب یہی مٹکا ٹوٹے کا ہے اسے اپنے
سر پر آہستہ آہستہ لیچلو یہ سادہ لوح بخوشی تمام اوس مٹکے نافرجام کو سر پر چڑھا کر گھر مین لایا لیکن یہ بھید
نہ سمجھا کہ اسمین سراسر نگونی ہے الحاصل اوس پیرزن پُرفن نے اوس مکان کو بلباس نفیس آراستہ
و پیراستہ کیا اور عطر سے معطر کرکے نارہ دان اور خلگیر اور پاندان رکھوا دیے اور ہر چہار طرف اگر کی بتیان
بے پایان روشن کر دین اسکے بعد وہ پیرزن صاحب خانہ سے یون کہنے لگی کہ میان صاحب تم کوٹھری کے
اندر رہنا کیونکہ اسمین جانیکا ضرر نہایت ہے غرض وہ جوان بدگمان اپنی جورو سے نہایت تعشق رکھتا تھا
خیر سنگ آمد و سخت آمد سمجھکر کوٹھری کے در پر پلنگ بچھا کر بستر خاک پر بیٹھ گیا اور آغوش دیوتی
مین عروس حسرت کو لیکے سرگرم خواب غفلت ہوا اور ادھر اس جوان یکتائے زمان نے فتیلہ کام دیو کا
نکالکر چراغ ملبوسی مین روشن کیا غرض اوس ابلیس پر تلبیس نے تمام رات حاضرات خاطر
خواہ کی پایان سحر اور جس وقت شب کی پیرزادی کے سر پر سے قمر کا شیخ سدوا دتر نیلیگا

اور شہید مرد مشرق کو موذن خروس مقتلاے شفق پر بانگ دیکر دیکے بلانے لگا اوسوقت اوس بیرزن
پرفن نے اپنا ٹوٹکا جادو کا پھر مٹکے مین بند کیا اور اوس سادہ لوح سے کہا کہ لو صاحب اپنی بی بی کو دیکھو وہ
آزار گرانبار کیا ہوا یہ کاٹھ کا الو اپنی جورو کو صحیح وسالم دیکھکر مثل گل خزان دیدہ پیراہن مین پھولا نہ سمایا اور
بلبسان بلبل بے تامل چہچہہ زن ہوکر یہ شعر مسرور کا زبان پر لایا شعر کیون نہ وہ گل کی روش باغ جہان مین
شاد ہو۔ خانمان برباد ہوکر جسکا پھر آباد ہو + یہ عالم اوس فرحت دل عشرت منزل کا وہ پیرزال بدخصال
دیکھکر کہنے لگی کہ میان صاحب اس خوشی اور فرحت مین صبح رخصت ہوئی جاتی ہے خدانخواستہ اگر نور کا
تڑکا ہو جائیگا تو تمکو مٹکا لیجانے مین خفت اور ندامت ہوگی اور بچہ بیوہ کا بیٹیا چوکی خانے سے جو گھر مین آئے گا
اور مٹکا نہ پاے گا تو میرے کاسہ سر کو سنگ غضب سے توڑیگا اب الکریم اذا وعد وفا کو بجا لایئے
اور اس ٹوٹکے کو جہان سے لائے ہو وہان پہونچا آئے تاکہ ہماری تمھاری دونون کی حرمت اور عزت مین
فرق نہ آئے القصہ وہ پیرزن پرفن مٹکا سحر پرفریب کا سادہ لوح کے سر پر رکھوا کے لیچلی اتفاقاً اوس روز
ظہر کے وقت ایک حلوائی اپنی دکان کے نیچے کڑھائی دہو رہا تھا کہ یکایک اوس حلوائی خوش چشم کی
نظر اس غریب بے تمیز پر پڑی تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک جوان خوش اسلوب دل مرغوب پوشاک نفیس پہنے سر پر مٹکا
لیے سامنے سے چلا آتا ہے اور اوسکے پیچھے پیچھے ایک پیرزال بدخصال لکڑی ہاتھ مین پکڑے سر کو ہلاتی کھٹ
کھٹ کرتی چلی آتی ہے اس کیفیت عجیب و غریب کو وہ حلوائی دیکھ رہا تھا کہ یکایک وہ شخص مٹکا سر پر لیے قریب
آ پہونچا مگر اوس جا پر کڑھائی وغیرہ کے دہونے سے وہانکی زمین پھسلنی بن رہی تھی اتفاقاً اوس سادہ لوح کا پانو
جو لغزش مین آیا تو چار دن شانے چت گرا اور وہ مٹکا فریب جادو کا ٹوٹ گیا مگر وہ جوان نادر جہان جھٹ
آپ کو جھاڑ پونچھ کر ہاتھ مین جوتی لیے اوٹھ کھڑا ہوا اور اس سادہ لوح کے گریبان مین ہاتھ ڈالکر کہنے
لگا او احمق تو نے راہ گیرون پر مٹکا دے دے مارتا ہے وہ تو خدا نے خیر کی کہ کوئی ٹھیکرا اوسکا میرے سر پر نہین
لگا ورنہ ابھی جوتون کے مارے تیرا سر گنجا کر ڈالتا ادھر تو وہ جوان جرات نشان جوتی اوسکے سامنے لیے اپنی
کھڑے کھڑے کہ رہا تھا لیکن اوس سادہ لوح کو کچھ بن نہ آتی تھی جو کچھ جوتی پیزار اڑتا اور ادھر وہ پیرزن
پرفن اوس جوان غیرت نیرجان کے اڑتلے مین پاپوش فریب پانون خاک ہوکر دامن کو پکڑے کہتی تھی کہ
بیلالون مجکو مت ناحق ناک چوٹی گرفتار کیا یہ میرا مٹکا میرے بیٹے کرمول کا بازار رسوائی مین غارت کیا
میان صاحب مین خانہ خراب جو اس مٹکے کو کبھی ہاتھ لگاتی تھی تو میرا بیٹا مجکو ہمیشہ کہتا تھا نہ ری اسکو
ہاتھ لگا نہین تو تیری ٹانگین تن سے جدا کر ڈالونگا غرض یہ سادہ لوح ایک تو اوسکی باتون ہی سے ہوکنا
تھا کہ جو اوسکی جورو سے خفت ہوگیا تھا اور دوسرا اوس بڑھیا کی زاری اور بیقراریسے روح قالب

تن مین تنگ تھی الغرض اوس جوان دلستان کو ہزار سماجت اور لعبہ بستہ ہاتھ پانون پڑ کر رخصت کیا اور اوس
پیرزال پرفن کو کچھ اور زر نقد دیکر راضی کیا لیکن وہ حلوائی یہ رسوائی دیکھکر کمال متعجب ہوا اور دلمین کہنے لگا
یہ شعبدہ کبھی نہ دیکھا تھا جو آج دیکھنے مین آیا مگر یہ اسرار ملے یار خالی از علت نہین ہے اور یہ
سادہ لوح اس رسوائی اور بیغیرتی کو جورو کے اچھے ہونے کی خوشی مین مطلق خیال مین نہ لایا لیکن
وہ مسخرا یہ نہ سمجھا کہ جو اوسنے کہا تھا سو کر دکھایا مگر کسی شخص نے سچ کہا ہے کہ قبر کے بول کا سر نیچا ہے نظم
گرچہ رنڈی کی ذات ہے بد ذات ۔ مرد کو چاہیے وے یہ بات ۔ کہ سدا اس سے الامان مانگے ۔ اس لیے
محفوظ ہی خدا رکھے ۔ ہے اگر تجکو کچھ بھی عقل و شعور ۔ قول سعدی ہے کہ عمل مجوزن بد در سرا مرد نیکو ہم درین
عالم است دوزخ او ۔

چتر ایک زن مکارہ نے اپنے آشنا کو اوسکے شاگرد سمیت شوہر کے سامنے گھر سے باہر نکال دیا اور اوس سادہ لوح نے کچھ دریافت نہ کیا

محرران عبارت رنگین و منشیان حقیقت نگار مین کاغذ پر قلمون کی رنگ گلگون سے بخط گلزار یون لکھتے ہین کہ ایک
زنگریز رنگین وضع تماشا بین طبع ایک عورت ماہ طلعت کے رنگ عشق مین نہایت شرابور تھا لیکن اوس غیرت
گلزار رشک بہار کو وہ رنگریز عشق نوانگیز الوان انواع رنگ کے ڈوبتے اور ڈھاکر جمال خوش رنگ
کی بہار مین لوٹتا اور بر املاقات منتظم کبھی پوشیدہ اوس تک آپ جاتا ۔ کبھی فطرت سے اپنے گھر بلا لاتا
غرض وہ ہجر مین بیتاب و لنگ ۔ وصل تھا بہر صورت بہر رنگ ۔ قضا کار اوس کا نابکار کو ایک دن گہ کی
شمع شب افروز کی محفل تک جانیکی دوکانداری سے فرصت ایک ساعت کی نہوئی اور آتش عشق نے
قرمز اشتیاق کو دیگ محبت مین جوش کرنا شروع کیا تو وہ رنگریز غم انگیز آپ کو رنگریز بر پتش خود درماندہ ہوکر
ایک شاگرد امرد سے کہنے لگا اے فرزند دلبند اس دم بقول ہمدم شعر تو قاصد ہے نہ صبا کہ مرغ نامہ بر ہی
کسی زن بیکسی ہی نامی بر خبر ہے ۔ از بر آخدا و حق مصطفی مشکل صبا شہر یا جاکر بخیر محبوب دل فریب کو بلا لانا
تاکہ بقول میر حسن شعر ہوئے نصیب جلد کہین وصل یار کا ۔ احوال کس طرح ہو دل بیقرار کا ۔ الحاصل وہ شاگرد دلربا
اوستاد زمانہ اوس فاسقہ فاجرہ کے بلانے کو روانہ ہوا اور جلد وہ قصہ پر بموجب پیغام استاد نافرجام کا بتمام انجام
استانی کے گوش گذار کیا لیکن وہ استانی اغوائے شیطانی سے شاگرد امرد کو غنیم البدل سمجھ کے اوسکو گوشہ تنہائی مین
اور دونون ہاتھ سے بلائین لیکر یون گویا ہوئی کہ یہ ڈلدر دور تیرے اس شیفتہ رنگ بادامی چشم پر
قربان ہوگئی اور اس سرمئی آنکھ یون پر مجھ تیرہ بخت کی آنکھین ہزار ہزار بار نثار ہوجائین اسے
رشک گل معصفر اسوقت عشرت کے شہاب سے میرے اشتیاق کو سرخرو کر

قد دل کی جانکاہی سے چمن حلاوت مین سرسبز و شاداب ہوجاوین الغرض وہ زرد سیاہ اوس معصفر
نژاد سے رنگ عشرت جما کے لالون لال ہوگئی اور اوس طفل گلابی رخسار کی وہ حالت ہوگئی جسطرح
کوئی کمہار سے ایک بار رنگ کاٹ لیتا ہے اور بقول میر حسن **شعر** یہان تو یہ عالم تھا اور طور یہ ٭ اب ادسپہ
مزاتم سنو اور یہ ٭ کہ وہ رنگریز دلاویز شاگرد امرد کو ادھکر بھیجکر آہ چشم پر براہ تھا اور یہ **شعر** عماد الملک کا زبان
زد تھا **شعر** دل تڑپے ہے اور دیدہ تکے راہ کسی کی ٭ ایسی نہ لگا نا مرے اللہ کسی کی ٭ آخر کار اوس کار
بیقرار کو صبر نہ آیا تو ایکبار تیغہ بازھ دار ہاتھ مین لیکر اوٹھ کھڑا ہوا اور غصے سے نیلا نیلا ہوکر آنکھین شنگرفی سی
نکال کے یہ کہنے لگا کہ معلوم اور مفہوم نہین ہوتا کہ کس سبب سے وہ مردک ابھی تک نہین آیا بقول جرأت
شعر یا گھر ہی کو وہ بھولا یا راہ پھیر کی ہے ٭ یارب تو خیر کیجو قاصد نے دیر کی ہے ٭ المدعا وہ رنگریز
محبت انگیز دروازۂ مطلب پر جو آیا تو اوس فاحشہ فاسقہ نے جلد سے اوس شاگرد یگانہ استاد
زمانہ کو ایک مکان پوشیدہ مین چھپا رکھا اور اوس رنگریز دلاویز سے کہنے لگی اے یار وفادار و اے
غمخوار جان نثار تعظیم خیر تو ہے مزاج ہے کیسا ٭ آج تیرا جو حال ہے ایسا ٭ تیری آئی بلا لگے مجکو ٭ بنت
سلامت خدا رکھے تجکو ٭ یہ واردات واہیات آج کیا درپیش ہے جو تو اسطرح تیغ بکف بحال عجیب مجھ
سے نصیب کے قریب آیا یہ بات وہ بدذات سنکر کہنے لگا ای غفلت شعار لعنت بکار ایک پہر کامل ہوا ہے کہ
وہ شاگرد بوالعجب میری طلب کو آیا نہ تو جواب باصواب لے لیا اور نہ تو میرے پاس بلا وسواس آئی
اسکا کیا سبب ہے موجب ہے یہ گفتگو بیہودہ جو اوس رنگریز وحشت انگیز کی وہ فاجرہ فاسقہ سنکر کہنے لگی ابے
تو بھی نرا کاٹھ کا الو ہے کوئی زن بھی وہ نشین مہ جبین کے قریب مرد اجنبی کو پیغام و سلام کے واسطے
بھیجتا ہے وہ کمبخت زبان سخت دروازے پر آیا تھا در سے ایک ڈھیلا سا مار کر بھاگ گیا مجکو اس بات سے
ندامت کمال ہوئی اور ہمچشمون مین آنکھ چرانی پڑی کیونکہ لوگون کو دریافت ہوا ہوگا کہ یہ عورت نیک
خصلت بھی کسی سے لگاوٹ رکھتی ہوگی اے عزیز بے تمیز عورت کے بلانیکو عورت بھیجتے ہین کسواسطے
کہ وہ بھی توقع اور بیموقع سمجھکر سلام و پیام کرتی ہے مثل مشہور ہے ہر کارے و ہر مردے اور قول بخشنے
کا بھی ہے **شعر** بخشی کار ہر کسے مپسند ٭ طبیعت عود از خسے نآید ٭ مرد باید کہ کار مرد کند ٭ کار ہر کس ز ہر کسے
نآید ٭ یہ گفتگو دو بد و اون دونو مین ہورہی تھی کہ یکایک اوس زن پرفن کا شوہر بے خطر سامنے
سے ایکبار نمودار ہوا اور اوس رنگریز وحشت انگیز کا طائر رنگ گلشن رخسار سے پرواز کر گیا اور
بیحواس ہوکر کہنے لگا اے کان فطرت واے معدن فراست بڑا غضب پر تعب ہوا کہ اب مین جان بلب کیا
کرون اسکے جواب مین وہ زن پرفن بولی کہ اے وحشی خود غلط اوس تلوار بازھ دار کو ننگا کرکے بشکل سودائی

ادهر ادهر دوت دبک کرتا هوا یهانسے کافور هو جا آگے مین سمجھ لونگی غرض اوس زن گریز طبع تیز نے
یهی کیا که جهٹ تلوار کو میان سے ایک بار کھینچکر هند دست کھیلتا دروازے سے باهر نکلا یه ماجرای عجیب اور
واردات غریب صاحب خانه دیکھکر بحالت ششدر اپنی زن پرفن سے کهنے لگا که اے بی بی یه کون ننگی شمشیر دست
بقبضهٔ تیز رفتار تند گفتار تجھسے دو بدو گفتگو کرکے یون ایک بار فرار هو گیا وه زن پرفن اپنے شوهر نے خبر کے
سے بالون تک بلائین لیکر کهنے لگی اے میان کچھ نه پوچھ مصرع رسیده بود بلاے ولے بخیر گذشت + خدا
اور رسول نے تیری آج بڑی مدد کی اگر آج تیرے اوپر سے اپنی جان کو قربان کر ڈالون یا گھر بار سب لٹا دون تو
بھی بجا هے کیونکه اس مست بد سرشت کے ڈر سے ایک لڑکا کسی بھلے آدمی کا بھاگا هوا آ اپنے گھر مین آ کر کهنے
لگا ای بی بی مجھ نادان کی جان اوس وقت ایک بڑی کے هاتھ سے بچا اسکا اجر تجکو خدا اور مصطفی دیگا اگر
میان سو اوس لڑکیکو اپنے کوٹھری مین چھپا رکھا هے هرچند مجھ سے اس سودائی نے کها که وه لڑکا
کهان هے مجکو بتا دے نهین تو تجھے اس تیغ تیز سے جو رنگ کر دونگا یه گفتگو عبده جو وه مجھسے دبدوگر رها تھا
کو اسمین تو جو سامنے سے نمودار اور آشکاره هوا نهین معلوم اوس کو کیا خطره آیا که جو وه یهان سے بکتا
جھکتا دفع هو گیا یه واردات و ماهیات وه الو اس چھالنے کی زبانی سنکر کهنے لگا که ای بی بی وه لڑکا خوف
و خطر کا سهما کهان هے وه زن مکار عیاره کهنے ای میان اوس کوٹھری کے درمیان پنهان هے غرض وه
ساده لوح اوس لڑکے کی جبین اور ابرو کو بوسه دیکر کهنے لگا که ای نازنین مه جبین تجکو خدا نے آج بڑی
آفت سے نجات دی سچ تو یون هے جسکو خدا رکھے اوس کون چکھے حاصل کلام اوس بے انجام نے اوس طفل کو
آب و طعام سے سیر کرکے بصد تشفی و تسلی رخصت کیا اور یون کها که ای بیٹا این خانه شما است جب تمهارا جی چاهے
بے تکلف چلے آنا اور اپنی زن مکار بدکار سے کهنے لگا که اے زن وفادار اس طفل دلدار کو تو بھی ذرا
چھاتی سے لگا کر پیار کرے تا که اسکے دل سے خوف خطر نکلجای مثنوی نهون مرد ایسے هی احمق اگر
تو کیون عورتون کو هو خوف و خطر + غرض ایسی زن سے خدا کی پناه + جو شوهر کے هو سامنے بدنگاه
خدا اوسکو اندها کرے قهر سے + بذلت نکالے دیا شهر سے + تری بات مجبور سچ هے تمام + ولے شیخ سعدی
کا سن یه کلام + زبیگانگان چشم زن کور باد + چو بیرون شد از خانه در گور باد +

چرتر ایک شخص نے کئی دفتر عورتون کے مکر و فریب کے لکھکر اپنے پاس رکھے تھے
ایک دن ایک عورت نے ایسا چرتر کیا او سنے کبھی دیکھا اور نه سنا تھا

دبیران سخن سنج و محرران هیچ میچ یه حکایت پر ندرت صفحهٔ جریده پر یون تحریر و تسطیر کرتے هین که ایک عزیز

باتمیز نے زنان حیلہ ساز اور عورتان دغاباز کی مذمت مین چند فقرے تحریر کیے واسواسطے تحریر و تسطیر کیے تھے
کہ اونکے پڑھنے سے کوئی رنڈی بدکار نامہنجار فریب پیشہ نہ کہلائے اور ہمیشہ زن نیکوکار و بدکار کو مین ہی ایسا
قاعدے سے زیر و زبر کیا کرون بخشی کا نہ سمجھا مظلم نہ بخشی مگر دو زنان پیداست و تا ندانی تو سہل عذر نالہ
گر نویسد کسے زشنفت در دن وصد سفینہ شود زمکر زنان و اتفاقاً وہ عزیز باتمیز ایک نو آباد ملبوس داد
مین جو گذرا تو ایک مکان جنت المثان مین مقیم ہوا لیکن اوسکے قریب ایک محل بے بدل کے دریچے مین ایک
عورت خوبصورت پر فطرت بیٹھی تھی اسمین ناگاہ اوسکی نگاہ جو اوس جوان نادان کی اسباب پر پڑی تو کیا
دیکھتی ہے کہ اور تو اسباب انتخاب بحساب ہے لیکن کتابین کچھ حد سے افزون ہین یہ احوال کثیر الاختلال
وہ ماہ لقا باوفا ملاحظہ کرکے خاموش ہو گئی لیکن اوس جوان نادان کو ایک کنیز جان عزیز سے بلوا کے
کہنے لگی اے عزیز باتمیز تیرے اسباب انتخاب مین جلدین ہے کتاب بحساب جو ہین اسکا کیا موجب اور جہت
ہے یہ کلام وہ خود کام سنکر کہنے لگا یہ کتابین زنان فاجرہ و فاسقہ کے مکر مین مینے تصنیف کی ہین
کیونکہ انکی ذات نہایت عتسم دہیات سے ہے بقول عنایت اللہ شعر عزیزان را کند گیسو زنان خوار بقید زلف
بود دانا گرفتار و یہ گفتگو وہ زن بدخواہ اوس عزیز باتمیز کی سنکر کہنے لگی اے صاحب اب آپ پوشاک بیباک اوتار کر
آرام فرمائیے یہ پلنگ خوش رنگ موجود ہے دو چار گھڑی کے بعد تشریف اپنے مکان دلستان پر لیجائیگا الحاصل
اوس ماہ رو سیاہ کے ہمراہ شراب نوشی ہم آغوشی مین وہ جوان انجان مصروف و مالوف ہوا اس عرصہ مین اوسکا شوہر
بخبر دلیر آواز دہ ہوا تو اوس زن پرفن نے ایک کنیز باتمیز سے کہا اری فلانی دروازہ کھولدے میان صاحب آئے ہین وہ جوان
نادان کہنے لگا بی صاحب اب مین کہان جاؤن اوس زن پرفن نے کہا اس صندوق مضبوط مین تم جا بیٹھو مین
اوپر سے قفل دیدونگی تمھارا پردہ فاش ہوگا وہ جوان نادان صندوق مین جاکر مخفی ہوا اور صاحب خانہ نے
گھر مین آکر دیکھا تو عجیب ماجرا حیرت افزا ہے کہین تو دستار رشک بہار رکھی ہے اور کہین جامہ گھیردار مردانہ
ہے اور کہین سپر اور تلوار اچھی بکار رکھی ہے اور شراب ناب کے شیشے مع گلاس زرنگاری لصد طیاری
موجود ہین نقشہ اپنے گھر کا وہ حیرت زدہ دیکھکر اپنی زن پرفن سے کہنے لگا اری یہ کیا واردات واہیات ہے
وہ زن پرفن جواب دہ ہوئی میان صاحب ایک جوان نہمان آیا تھا اوسکے واسطے یہ سامان بی بایان مہیا کیا تھا
صاحب خانہ یہ سخن دلشکن سنکر کہنے لگا وہ مہمان کہان ہے اوس عورت پر فطرت نے کہا اس
صندوق مین نہان ہے اوسکو کھول کر دیکھ لے جو ہین اوسنے اوس صندوق کی کنجی زن پرفن کے
ہاتھ سے لیکر کھولنا چاہا وہ عورت پر فطرت کہنے لگی اے میان مرا یا د ترا افرا لوش والله تجھ با ہوش
کس فطرت سے آج بھولا یا ہے کہ تو نکل شمسہ بھر یاد رہیگا اور لونڈی سے کہنے لگی اے کمینہ

غرض یہ سپر شمشیر اور پوشاک مردانہ جس بیگانہ کی لائی ہے اوسکو بہونچا دو بخدا یہ بات جانفزا اگر یہ فطرت پر حیرت
کرتی تو بازی نہ لیجاتی اس گفتگوے دوبدو سے اوس الو کو اس چہچہاتی نے ایسا خاموش کیا کہ اوسکا قفل سکوت
کلید تقریر سے نہ وا ہوا اور وہ جوان نادان صندوق فطرت مین نہیانگا پنہان تا آخر کار وہ زن بیکار پھر شوہر بیخبر سے کہنے
لگی کہ آج میری سر مین درد اسقدر ہے کہ جس سے سراسر دکھو الم ہے کسی حکیم فہیم سے اسکی دوا پوچھ آ تو اس درد امیات سے
نجات پاؤن کیونکہ بقول میر تقی **شعر** درد سر کا بہت بہت ہے اب ٭ زندگانی ہی درد سر ہے اب ٭ وہ الو اوسکے دام فریب
مین اکر باہر دوڑ اگیا اور اوسکے بعد وہ زن پرفن صندوق کو کھولکر کہنے لگی کیون جی یہ بھی چہرہ تمھارے دفتر ابتر مین لکھا ہے یا نہین غرض
اوس جوان نادان نے اسکا چہرہ خوشتر دیکھکر وہ دفتر ناکام تمام دریاے حیرت مین ڈبو دیا اور یہ قطعہ بحسبی کا زبان پر لایا **قطعہ**
بحسبی زن بہ جملگی مکرست ٭ نیست خالی زمانہ از تلبیس ٭ کید و مکر کہ از زنان آید ٭ ناید آن ہیچ وقت از ابلیس **نظم** پیچ ہی خنجر فرقہ
نسوان ٭ ہے عجائب طرح کا میری جان ٭ انکے مکر و فن سے ہے خدا کی پناہ ٭ گھر کے گھر ان سے ہو گئے ہین تباہ

چہرہ تیرا ایک شخص تاجر بدکار ناہنجار نے دلالہ کے ہاتھ عورت کو طلب کیا اور دلالہ نادانستہ
اوسیکی جورو کو اوسکے پاس لیگئی اور عورت نے ایسا حیلہ کیا کہ وہ شخص آپ نادم ہوا

تجاران جنس معانی اور خریداران متاع خوش بیانی یہ حکایت بیش قیمت دلپذیر بیاذار تقریر یون بیان مین لاتے
ہین کہ ایک سوداگر پری پیکر برائے سوداگری براہ تری کسی ملک کو روانہ ہو گیا تھا اور اوسکے بعد گھر والی بی بی نے
صندوقچہ عصمت کلید بیحیائی سے کھلواکر متاع ناموس و جنس پارسائی کی فروخت ناجائز شروع کی بعد مدت مدید
عرصہ بعید اوس سوداگر نے سفر سے آکر اپنے شہر کے کاروان سرائے مین داخل ہو کر ایک پیرزن پرفن کو طلب کیا اور
سخن زبان پر لایا کہ اے پیرزال نیک خصال میرا جی چاہتا ہے کہ چند روز دل افروز اس شہر مینو چہر مین رہکر زندگی
کی حلاوت اوٹھائیے کیونکہ بقول فہیم **شعر** دم کا یہ مہمان ہے دم جو دم ہے سو غنیمت ہے ٭ زیست منظر آتی ہے
کم جو دم ہے سو غنیمت ہے ٭ یہ کلام اوس عالی مقام نیک انجام کا وہ پیرزال نیک خصال سنکر کہنے لگی اے سوداگر
پری پیکر رشک قمر مہر انور تیرے واسطے ایسی پری رخسار غیرت گلزار شعلہ نور رشک حور لاؤن بقول مصحفی **شعر** کیا
حسن ہے ہوا اوسکے خبر اہل زمین کو ٭ سورج نے بھی دیکھا نہو جس پردہ نشین کو ٭ یہ گفتگو وہ بدخو سوداگر سے کرکے
نادانستہ اسکی جورو ماہرو دلفریب کے قریب اکر کہنے لگی اے ماہ تمثال خوش خصال تیرے واسطے ایک شکار فربہ
اور طیار لائی ہون اوسکو اپنے دام فریب مین لاکر طائر دولت اور کبوتر حشمت کو شوق سے اڑا لیجئے ایک
سوداگر ملک التجار بالدار کسی شہر کا تیرے ملک مین صادر و وارد ہوا ہے سو اوسکی یہ خواہش دل ہے کہ کوئی
عورت خوبصورت ہو تو اوس سے چند روز اس شہر فرحت اندوز مین اوقات بسر کیجیے سو اسکے ہان لقا

با وفا مین نے تجھکو تجویز کیا ہے اگر مزاج وہاج مین گذرے تو اوس امر مین تامل نکر بقول شیخ سعدی مصرعہ
در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست ٭ یہ کلام وہ بد انجام اس پیرزن پرفن کا مسموع کرکے کہنے لگی از ین
چہ بہتر المطلب وہ غنچہ لب بعد زیب و زینت آراستہ و پیراستہ ایک ڈولی مین سوار ہوکر اوس پیرزن پرفن کے
ہمراہ ہوئی رفتہ رفتہ وہان پہونچی تو کیا دیکھتی ہے کہ اوس مکان دلستان مین تو میرا شوہر جلوہ گر ہے القصہ
جو اون دونون کی نگاہ ایکبارہ دوچار ہوئی یکایک وہ عورت پرفطرت چادر سر سے پھینک کر بصورت عجیب
اور بحالت عجیب اوس غریب کے قریب جاکر ایک دوہتڑ سر پر چڑھ کے یہ سخن زبان پر لائی اے بھڑوے مردوے مینے تو
تیرے فراق پر اشتیاق مین ایک ایک روز باہ جانسوز ایک ایکسال کے برابر کاٹا اور تو آج اس شہر مین وارد
ہوا ہے تو یہان اسواسطے مقام ناکام کیا کہ رنڈی بازی یا دغا بازی بشوق تمام کیجیے چہ خوش چرا نباشد
اے مغبند ڈھونڈتے روز و دن باہر رہا اور تا حال تیرا رنڈی بازی سے جی نہین بھرا جو آج کر دربہان ٹھہر رہا ہے اے
بے حیثیت اور بے حقیقت وہ تو مجھکو وہین خبر وحشت اثر تیرے داخل ہونیکی ہوئی تھی کہ جسوقت تو اس شہر مین داخل و
وارد ہوا تھا لیکن اس بڑھیا کا خدا بھلا کرے کہ جسنے تیرے مکان بے نشان کا پتہ لگا دیا غرض وہ عورت پرفطرت
اس احمق کو مارتی دھاڑتی گھر کو لیگئی مثنوی واہ ری تیری عقل واہ شعور ٭ بجنسی کا ہے قول یہ مشہور
بجنسی زن کہ جنگجو باشد ٭ طاقت جنگ اور ندارد دیو ٭ ہمہ عالم ز دیو بگریزد ٭ از زن جنگجو گریزد دیو ٭

چترتر زن دہقانی بدکار حاضر جواب کا

باغبانان گلزار خوش بیانی اور مزارعان کشت زار معانی مزرعہ قرطاس صاف مین اس حکایت نغز کو یون سبز
کرتے ہین کہ ایک زن دریدہ دہن دہقانی بیحیائی کی بے حساب حاضر جواب تھی چنانچہ ایک روز وہ تیرہ روز
اپنے شوہر گیدی خر کے واسطے ستو مثل لڈو گوندھکر ایک رکابی مین بھرکر کشتکار پر بہار کو لیچلی لیکن اثنای
راہ مین ایک جوان نونہال خوش جمال گندم رنگ کو دیکھکر خرمن ننگ و ناموس کو آتش شوق
سے جلا کر اوسکے قریب گئی اور یون گویا ہوئی اے گل خوبی واے حدیقہ محبوبی بقول سعدی
نظم غنیمت شمر صحبت دوستان ٭ کہ گل بیخبر وز است در بوستان ٭ تمنے بھلا ئیگا اگر ہوسکے
شتابی سے بولے جو کچھ ہوسکے ٭ الحاصل وہ عورت پرفطرت اوس جوان عالی شان کو
دام فریب مین لاکر ایک مکان ویران مین لیگئی اور بعد الفراغ تخم پاشی عیاشی وہ زن راہزن اپنے کو
گئی اور ادھر اس جوان انجان نے رکابی کو شتابی جو وا کیا تو ستو مثل لڈو نظر آئے اوس جوان شیرین
دہن نے چالاکی دست صنعت سے اوس ستو مثل لڈو کا ایک بیل بست بدصورت پرہیبت بنا کر پھر
اوس رکابی کو غلاف کر دیا اور یہ زن پرفن بعد خلاصی عیاشی اوسکے پاس سے جلد سوار اس اودھم کر

اپنے شوہر بے خبر کے قریب جا کر ستو کی رکابی چھپا کر چپ ہو گئی وہ خرباطن جو نہی ہر بار کر نیکو بیٹھا تو کیا دیکھتا ہے
کہ ستو کا ایک ہاتھی رکابی میں رکھا ہے یہ ماجرا عجیب و غریب دیکھ کر کہنے لگا اے المست عقل کی پست
یہ ستو تو کیسے واہی تباہی بنا کے لائی ہے وہ زن پرفن بولی اے میاں کچھ نہ پوچھو آج کی شب پر غضب
میں نے یہ خواب پر عذاب دیکھا تھا کہ تیرے پیچھے ایک فیل مست بد ہیبت دوڑتا ہے اور تو اوس کے
ڈر سے بھاگا گیا پھرتا ہے یہ خواب پر عذاب میں نے جو ایک بزرگ سے وقت سحر بیان کیا تو اونہوں نے یہ تعبیر بتائی
دی کہ ایک ہاتھی ہاتھ ستو کا بنا کے اپنے شوہر بے خبر کو وہ کھلا دے تو اوسکی نحوست برکنده دور ہو جاویگی آئندہ
اس ستو کا یہ موجب اور سبب ہے لیکن وہ احمق مطلق یہ گفتگو جو بد خو کی نہ سمجھا اور بخوشی تمام یوں بولا
سوا شکر ہے خدا کا جو اسکا بہت دے بچے کہ ایسی بلا سے بچایا مجھے، و لیکن نہ سمجھا وہ اس ناگو کہ یہ فیل پر کر بیٹھا
شد نحو جو تجویز کیا ہوتا وہ مست، تو گھر اوسکا تباہ بی شدہ وہ زن بد ہے لیکن ہمیشہ خدا رکھے حفظ میں اپنی ہر دعا

پچیسویں زن دہقانی نے ایک شخص سے بد فعلی کی اور شوہر کو شکست دی اور خاوند کو رانی بکھا

زراعان مزرعہ حکایت اور جامعان خرمن روایت سطح کاغذ پر دانہ ہائے سخن کی یوں تخم پاشی کرتے ہیں کہ ایک
زن پرفن دہقانی بھینی کی نہایت بد فطرت تھی اتفاقاً وہ نافرجام ایک روز بالائے بام نظارہ کناں تھیں قضاء کار سے
ایک جوان طرحدار سے دو چار ہو گئی فوراً وہ جوان پر ارمان اوس گندم گون کو دیکھ کر خرمن صبر و شکیبائی کو بدست
فوج عشق لٹا بیٹھا اور بقول میر حسن کہنے لگا شعر صبر و قرار و ہوش و دل و جان تو کھو چکا ۔ اب چھوڑوں کیونکہ جنکو
جو ہونا تھا ہو چکا ۔ یہ احوال پر ملال اوس جوان پر اشتیاق مہ خصال کا وہ زن بد افعال بد ادائی کمال دریافت
کر کے نیچے کوٹھے کے آئی اور اوس جوان نادان کو گوش ہوش اور گردن رشک چمن کو ملا کر گھر میں چلی گئی یہ جوان
پر ارمان بعد انتظار بے شمار اپنے گھر میں آیا مگر یہ عقدہ دل میں گرہ بند ہوا المطلب ایک پیرزال بد اعمال سے پوچھا کہ اے
پیرزال میرے احوال کثیر الاختلال کا کیا بھید ہے برائے خدا سچ بتا وہ پیرزن پرفن جوابدہ ہوئی کہ اے جوان نادان تیرے گوش
اور گردن ملنے سے اوس خشمگین زن پرفن کا یہ اشارہ اور ایما ہے کہ تو کسی رنڈی ذات کو میرے پاس بلا دے سو اس
پر اپنے پیغام و سلام روانہ کرتا میرے اور تیرے ملاقات بے آفات ہو یہ کلام بد انجام اوس پیرزال کینہ مقال
کا وہ جوان نادان سنکر کہنے لگا شعر تجھسا غمخوار و ہمراز کہاں پاؤں گا ۔ اس فسون سازی کے ترے دیکھ جو بھجوادنگا
غرض اوس جوان نادان نے پیرزن پرفن کو اپنی دلدار ماہ رخسار کے قریب بھیجا القصہ وہ پیرزال
بد اعمال جو ہیں اوس ماہ پارہ کے قریب گئی وہ ہیں اوس نے اوس پیرزن کا منہ خاطر خواہ سیاہ
کر کے ناہدان کی راہ سے نکال دیا یہ پیرزن دل شکن بایں صورت ہو اوس جوان
نہ پر شفقت کے قصہ جب جو آئی تو وہ جوان حیران و پریشان ہو کر کہنے لگا ہائے یہ رسوائی

اور بیحیائی کیا در پیش آئی یہ گفتگو وہ پیر زن بد خو سنکر کہنے لگی اے جوان نادان اسکو رسوائی
اور بیحیائی نہ سمجھ یہ اشارہ وہ سارا تیری ملاقات بے آفات کا ہے یعنی ان رد سیاہی اور نابدان کی
نکاسی کا یہ مطلب بوالعجب ہے کہ تو بوقت شب نابدان کی راہ سے اوسکے پاس بلا وسواس جانا یہ
سخن حیرت افگن وہ جوان نادان سنکر خاموش ہوگیا بیان شب اس عرصے مین جسوقت شام سیہ فام نے
سیاہی شب سے رخ خورشید کو کالا کیا اور نابدان کہکشان کو سطح فلک پر نمود کیا اوسوقت وہ جوان
پر ارمان نابدان کی راہ سے اوس زن مکارہ کے قریب گیا اور یہ شعر شمیم کا زبان پر لایا شعر دل کو
یقین ہوا کہ بس اب جی سے جا چکے۔ جب ہم تمہارے دام محبت مین آ چکے۔ الحاصل وہ زن پرفن ایک گوشہ
مین لیجا کر گنہگاری بدکاری مین مشغول ہوئی قضاے کار یہ دونون نابکار ایکبار خواب غفلت مین بیہوش
ہوکر سو رہے بیان سحر اس عرصے مین جسوقت کھیت ستارونکا آغاز سحر سے مرجھانے اور کمھلانے لگا
اوسوقت اوس رنڈی کا سسر ابیہ دغا ایکبار کشتکار کو راہی ہوا اتفاقاً جس گوشے مین یہ دونون
خواب غفلت سے کھیت آئے تھے اوسیطرف سے ہوکر نکلا یہ احوال کثیر الاختلال وہ دہقانی سعینی دیکھکر
خاموش ہوگیا اوسکے پانون کی گجری نقرئی اسواسطے اوتار لی کہ یہ بوقت سحر سنکر بنھو جای غرض وہ گجری سنہری
لیکر اپنے کشتکار رشک بہار کو روانہ ہوگیا اور ادھر جو اس زن پرفن کی آنکھ کھل گئی تو اپنے حال بد اعمال
سے ماہر ہوئی اوس جوان پر ارمان کو بصد بشاشت رخصت کیا اور اپنے شوہر بیخبر کے پاس بے ہراس آکر
کہنے لگی ای مونس و غمخوار اور اے جان غمگسار آج یہ گنہگار بیمزگی طبعیت سے جہان لیٹی تھی وہین سو رہی
اور اسوقت خواب غفلت سے جو میری آنکھ وا ہوئی تو نے اپنے پہلو مین تجھ زینت آغوش کو نپایا اے
جان جہان اس مکان پریشان مین کیا سوتا ہے شعر چل اوٹھ یان سے ہمراہ میرے وہان
مین غفلت سے سوتی تھی تجھ بن جہان۔ دیکھ تو کیا خوب دل مرغوب ٹھنڈی ٹھنڈی سوہانی
سوہانی ہوا چلتی ہے کوئی دو چار گھڑی بافراغت الگ استراحت کیجیے وہ اتو اس غوغائی کے
کہنے سے وہین آکر سو رہا ایک گھڑی کے بعد اپنے شوہر بیخبر کو جگا کے کہنے لگی دیکھ کیا غضب پر تعجب ہوا
کہین بھی سنا ہے کہ جس جا جورو خاوند خواب مین خرسند سون اور وہان سسر ابتر بوڑھا آکر
اپنی بہو کے پانون کی گجری اپنے ہاتھ سے لے جائے شعر ہائے کیسا یہ بدزمانہ ہے۔ ہے وہ
بیگانہ جو یگانہ ہے۔ یہ کلام وہ نافرجام اپنے شوہر ناکام سے کرکے پھر سو رہی الحاصل دوپہر کے
وقت اوسکا خسر گھر مین آکر اپنے فرزند دلبند سے کہنے لگا اے نادان انجان دیکھ اپنی جورو
بدخو کا تماشہ بے محابا کہ شبکو ایک شخص غیر کے ساتھ خلاے گوشے مین بافراغت

ایسی سوتی تھی کہ یہ اوسکی گجری بینے اوتاری اور اوس بیخبر کو خبر نہوئی یہ گفتگو عربدہ جو ددبدجو بہ کی سنکر مہو لگا
یہ بوڑھاپے مین تجکو لے بوالہوس کیا بڑھیس لگا تھا جو تو نے یہ حرکت ناشایستہ کی اری وہ تو تیرے پاہم سوتی
تھی چنانچہ اوسنے تو مجکو وہین اوسبات واہیات سی آگاہ کر دیا تھا غرض تو بھی احمق مطلق ہی کوئی بھی ایسا بیٹی پر
یہ سوانگ کرتا ہی جو تو نے یہ اختراع کیا مثنوی یہ سنکر کہا اوسنے ہان واقعی + یہ تقصیر مجسے نہایت ہوئی + اگر مجکو معلوم
ہوتی یہ بات + تو ہرگز مین اوسکو لگاتا نہ ہاتھ + عوض اسکا ہی الصید الخسار + یہ کہنے لگا مین ہون تقصیر وار + نہ مجبور ایسی تھی خواہش + انہی بڑی سحر
یون لکھا ہے چہرہ ایک عورت نے اپنے آشنا کو شوہر سے روپوش کیا اور وہ جوان دانائی سے اپنے گھر گیا
فیلسوفان زمان اور باد قوفان جہان کاغذ افشان پر نوک قلم سے یون رقم کرتے کہ ایک زن پُرفن اپنے یار دلخواہ کے
ہمراہ عیش و طرب مین مصروف و مالوف تھی کہ یکایک اوسکے شوہر گیدی خر نے دروازے پر آکر آواز دی
اس عرصے مین اوس زن پُرفن نے اپنے دھگڑے کو مرغی کے ڈربے مین چھپایا اور مینڈھا جو گھر مین بندھا تھا اوسکو
کھولدیا اوسکے بعد دروازے کی کُنڈی کھولکر خاوند دلپسند کو بُلا لیا وہ گیدی خر اوسکو ننگے سر با حال پریشان
اوس آن دیکھکر کہنے لگا اری یہ کیا سبب ہے سو جب ہے جو تو نے اتنی دیر مین دروازے کی کُنڈی کھولی اور اوسکے
سوا تیرے بال و بال جان کیون سراسر پریشان نظر آتے ہین مثنوی یہ سنکر کہا اوسنے اے میری جان + بھلا اس سبب کا کرون
کیا بیان + ترے گھر مین مینڈھا جو ہے یہ بندھا + مجھے اسنے آج ایسا عاجز کیا + کہ جس سے مرا ناک مین دم ہے آج +
بجز قتل اسکا نہین کچھ علاج + یہ احوال کثیر الاختلال وہ مردک اُزبک سنکر ایکبار تلوار بار ہم دار لیکر مینڈھا مارنے کو
طیار ہوا غرض یہ بے پیر مینڈھے بے تقصیر کو مارنیکی داؤ گھات کرتا تھا لیکن وہ مینڈھا تیز پا اوسکی ہاتھ نہ پڑتا تھا
اتفاقاً وہ مینڈھا دوڑتا دوڑتا تھک گیا تو اوس مرغی کے ڈربے پر کھڑا ہوگیا کہ جسمین دھگڑا چھپا تھا اوس مرد
اُزبک نے ایکبار تلوار زور سے جو اوس مینڈھے پر ماری تو وہ تو چوٹ بچا گیا لیکن اوسکی دھمک سے ڈربا ٹوٹ
گیا اسمین اوس جوان اور اس بے ایمان کی آنکھ چار ہوگئی تو یون حرف زن ہوا کہ تو کون مرغا ہے ہنگام جو اس
ڈربے سے نکل آیا وہ بولا اے تو مجکو نہین پہچانتا ہے اجی مین ملک الموت صاحب ہون یعنی تمام جن اور انسان اور
حیوان کی جان میرے قبضے مین ہے سو اس مینڈھے کی جان اے نادان قبض کرنے آیا ہون یہ سخن دلشکن اوس جوان
انجان کا سنکر کہنے لگا اگر مین اسکو قتل نکرون تو تو کیا کرے وہ جواب دہ ہوا کیا مضایقہ ہم اپنے آسمان بے نشان پر چلے جائینگے
مثنوی یہ کہکر وہان سے وہ پُرفن جوان + بچا لیگیا صاف ہی اپنی جان + بچا آپ بھی اور مینڈھے کا جی + بچایا عجائب
طرح سے اجی + جو مجبور ہوتا نہ وہ ذو فنون + تو دونون مین ہوتا عبث کشت و خون ++++

چہرہ ایک عورت نے مکاری سے چراغ بجھا دیا اور شوہر کے روبرو اپنے آشنا کو گھر سے باہر کیا

راویان سخن شیرین اور حاکیان خوش تقریر اس حکایت دلاویز کو مجمل بیان ہی یون روشن کرتے ہین کہ

ایک زن تیرہ روز اپنے یار دلسوز کو ساتھ لیے پلنگ خوش رنگ پر بیٹھی تھی کہ ناگاہ اوسکا شوہر بیخبر دروازہ پر آ پہونچا اوس زن سیاہ پر گناہ نے اوسکے پانون کی آہٹ پاکر چراغ جھٹ باد ہوائی سی بجھا دیا اور اوس آشنائی دلسوز کو اپنی پیچھے چھپا کر بٹھا لیا اس عرصے مین وہ گیدی خر آنکہ کہنے لگا ای تیرہ بخت و سیاہ رخت آج کیا واردات دامہیات در پیش ہے کہ ابھی تک گھر مین چراغ نہین روشن کیا وہ کہنے لگی کہ محرم راز و ای ہمدم دلنواز یہ تیرا محلہ نہایت پر فطرت ہے واللہ باللہ مین محلہ مین لوکا لگا کر چھوڑ دونگی **اشعار** بھلا کیون نہ میری طبیعت جلی و جلین ہون یہانکے جو ایسے برے خدایا محلہ یہ ہووے تباہ دیا اسکا دنیا مین ہووے سیاہ یہ گفتگو جورو فرشتہ رو کی سنکر وہ اُلّو کہنے لگا ای بی خیر تو ہے یہ ماجرا حیرت افزا کس صورت پر ہے وہ کہنے لگی ای میان یہانکی رنڈیان عجب پر غضب ہین یعنی آج اس محلے مین ایک رنڈی نے یہ چرتر اپنے شوہر بیخبر کے ساتھ کیا کہ مستندا اسنڈا پاس لیے بیٹھی تھی اور اوسکا شوہر بیخبر جو باہر سے آیا تو اوسنے جھٹ پٹ چراغ کو بے تامل گل کر دیا اور آشنا کو پیچھے چھپا کر بٹھایا اس گفتگو مین اپنی سر کی چادر شوہر کے منھ پر ڈالکر کہنے لگی ای میان اسیطرح اوسنے اپنی خاوند کے منھ پر چادر ڈالکر اپنے دلگڑے کو نکال دیا یہ سخن پر فن اوسکا یار دلدار سنکر چپکے سے دبے پانون وہان سے راہی ہوا اور وہ گیدی خر کہنے لگا ای بی بی تجھ اس واہی ماجرے سے کیا بقول **مثل** اپنی کرنی اپنی بھرنی **مصرع** مارا چہ ازین قصہ کہ گاو آمد و خر رفت **مثنوی** واہ حرفت تیری زن عیار کس حلہ سے نکالا اپنا یار دیکھ عقل زن کی اور شعور بخشی نے کہا ہے اے جہور بخشی زن تمام حیلہ بود تا نداری تو قول شان باور صد جگر از زنان شود خستہ ناشنا باشد زن بان آور

چرتر تنبولی کی جورو نے ایک مرد مفلس کو بد فعلی کیواسطے نوکر رکھا اور وہ شخص اوس تنبولن کی شوہر کا آشنا تھا ہر روز جو حال گذرتا نادانستہ تنبولی سے بیان کرتا تنبولی نے اوس شخص کو اور اپنی جورو کو نیوتہ مین طلب کیا اور حال گذشتہ پوچھا اوسنے مفصل بیان کیا پھر عورت کی اشارت سے بیان واقعی کو خواب و خیال سے بدل لیا اور تنبولی کو انفعال دیا

محرران اوراق بوستان اور دبیران اشتیاق نخلستان اس حکایت پر فطرت کو بیان کی نیواڑی مین یون سرسبز کرتے ہین کہ ایک زن پان فروش باہوش کی دکان دلستان پر ایک سپاہی بحالت تباہی آنکر یہ سخن زبان پر لایا کہ ای بہار سبز نخبان گلشن دولت و آبشار خیابان چمن حشمت تیری خدمت فیضدرجت یہ عرض ہی کہ افلاس بے قیاس نے میری دولت دنیوی سب ڈھیلی ہے اب کوئی انوپان اس آن سرسبز ہونیکا نظر نہین آتا اور گردش افلاک نے مجھ غمناک کے آہ تباہ کرنیکا بیڑا اوٹھایا ہے غرض زمانے کی نیرنگی نے

کمال بدرنگی دکھائی ہے اگر تو اپنی داستان دکان کا بنگلہ رہنے کو دے اور کچھ اکل و شرب کی خبر لے تو مجھ پر
تیرا احسان بے پایان ہوگا اور اس عرصے مین جو میرا روزگار بامداد ہو جائیگا تو مین بھی تیری خدمت بجا لاؤنگا
یہ کلام اوس خودکام کا وہ تنبولی سُنکر کہنے لگا شعر رواق منظر چشم من آشیانہ تست ۔ کرم نما و فرود آ کہ خانہ
خانہ تست ۔ الحاصل یہ جوان پریشان اوسکی دوکان و بستان مین رہنے سہنے لگا لیکن اوس تنبولی کی جورو
بدخو نہایت نابکار بدکارہ تھی اتفاقاً ایک روز سپاہی عمر اندراوسکے مکان عالیشان کیطرف ہو کر گذرا اور
وہ تنبولن رشک چمن دریچے مین بیٹھی نظارہ کنان تھی ناگاہ اس جوان پریشان پر جو نگاہ پڑی تو ایک
چیریسے جوان کو طلب کرکے کہنے لگی کہ ای جوان پریشان تو ہمارے ہی نوکری کریگا تو ایک دو روپیہ روز کا فرحت اندوز
حاضر ہے یہ جوان بیرا رمان کہنے لگا بی بی مین اس تلاش و تلاش مین سرگردان ہون بقول فردوسی شعر آوارہ
سرگشتہ نہ دیوار نہ در رکھتے ہ سایہ کیطرح ہم نہ ادھر کے نہ ادھر کے ۔ غرض اوس عورت بدبخت نے اوسی ایک گوشے مین لیجا کر
اوس تنبولی کی نیواڑی کو کام دیو کے ہاتھ سے پامال کرایا بعد الفراغ مباشرت اوس عورت نے دو روپیہ اس جوان
پریشان کو تنبول اپنے کو دیئے اور یہ کہا اسیوقت بافراغت یہان آیا کرنا غرض یہ سپاہی واہی دو روپیہ لیکر
خوش خوش تنبولی کے قریب آکے کہنے لگا ای یار وفادار آج ہمنے بڑا شکار خوش لگا رمارا یعنی ایک
عورت خوبصورت نے دو روپیہ روز پر نوکر دلربا کے رکھا ہے وہ تنبولی دل شکستہ نادانستہ پوچھنے لگا ای
یار غمگسار اوسکا مکان و بستان کہان ہے اوسنے جواب دیا ای یار وفادار اس کوچے کے قریب وہ حویلی
واقع ہے بڑی ہم مجردون کا ٹھکانا ہے بقول میر حسن شعر اتو تو ہمدم ہے دنرات کا ۔ مجھ تجھسے پردہ ہی
کس بات کا ۔ یہ بات واہیات تنبولی سنکر کہنے لگا کہ کچھ دال مین کالا نظر آتا ہے کیونکہ اسنے سب پتا
میرے مکان دستان کا دیا ہے پھر کہنے لگا اے یار وفادار کل بھی وہان جائیگا یا نہین وہ جواب دہ ہوا
کہ ای بھائی سعدا ای نمک کھائینگے اوسکی نوکری نہ بجا لائینگے یہ بات آدمیت سے بعید ہے اور اوسکے سوا تحفہ
خاصہ کھانا کھانے کو اور پری رخسار بوسہ و کنار اور عیش و طرب کو پھر اس سے بہتر اور کیا بات ہوگی یہ گفتگو
و بدو جو تنبولی سنکر بیتاب ہو رہا دوسرے روز اوس جوان دل فرزند نے جو ارادہ چلنے کا کیا تو وہ تنبولی بولا
کیون یار غمگسار وہین جائیگا اب قصد ہے کہنے لگا شعر ہان مرے یار وہین اسگھڑی ہم جاتے ہین ۔ دو روپیہ
روز جہان سے ہمین ہاتھ آتے ہین ۔ یہ بات واہیات اوس بد ذات کی سنکر کہنے لگا کہ بھلا جا تو سہی آج تیرا جانا معلوم
ہو جائیگا یہ سپاہی واہی تو اپنے مکان مقصد کو گیا اور اوسکے بعد یہ تنبولی بھی دکان سے اوٹھکر
اوسکے پیچھے ہوا جہین وہ سپاہی اوس تنبولن دلفریب کے قریب بیٹھا تھا کہ اوس تنبولی نے
دروازہ کھٹکھٹایا اوس عورت بدفطرت نے اوس سپاہی کو ایک بوریے مین لپیٹ کر گوشے مین

گھبرا کر دیا اور چیری سے کہا دروازہ کھول دے کہ یکایک وہ تنبولی بصورت مہیب اور بحالت عجیب ادھر ادھر
دیکھ بھال کے اپنی جورو بدخو کے قریب آ بیٹھا اور کہنے لگا آج مجکو اشتہا بانتہا سویرے معلوم ہوئی تھی
اسواسطے آیا ہون کہ کچھ مٹھائی رکھی رکھائی ہو تو بے آو بے نقل کرون غرض وہ زن شیرین دہن کچھ لڈو اندر سے
لے آئی اور ایک جا دونون بیٹھکر کھانے لگے اسمین اوس رنڈی نے کہا اے رشک یوسف مصری اگر کچھ
دلمین نہ شک کرو تو اس بورے کے اندر لڈو پھینک دیکھین تو سہی کسکا لڈو بورے کے اندر جاتا ہے
اور جو میری یہ نبات مانیگا تو خوب بیزار پٹی کرونگی وہ احمق مطلق اوس بوڑھی کے بہیر مین آ کر کہنے لگا تم مین
اے دلبر فی کیا ہے آخرکار وہ دونون نابکار اوس بورے مین لڈو پھینکنے لگے غرض جو لڈو کہ اوس بورے
کے اندر گئے وہ گزک اوس حلبی جوان کی ہو کر گویا اندر بہشت کے گئے القصہ یہ ہوا تعجب جیسا کہ دکان
پریشان ہو گیا تو اوس زن پرفن نے اوس سپاہی داہی کو بورے سے نکالکر کہا اے دلبر سوے میرے پاس
نہین تو مارے پتھرون کے تیرا حلوا نکالونگی اسمین میرے ہاتھ کا گٹا اور کنگن کیون نہ ٹوٹ جاے غرض اوس
بداقوام نے اپنی جا نشینی جتھا کے سپاہی کو بعد بشاشت رخصت کیا اور کہا یہ گپ چپ کی مٹھائی اب تو یہان سے
تو کھا جا لیکن اسکی خرچیان اکٹھیان تجھ سے بھر لونگی غرض وہ سپاہی داہی پھر اوس تنبولی کے پاس
بلا وسواس آ کر کہنے لگا کہ اے یار دلدار آج تو بڑا غضب پر تعجب ہوا یعنی جو مین وہان پہونچا تھا کہ وہین اوسکا
شوہر بیخبر باہر سے آیا غرض وہ عورت نہایت پرفطرت تھی کہ اوسنے ایک بورے مین مجکو چھپایا بلکہ لڈو بھی وہین
کھانیکو پہونچائے یہ سخن دلشکن اوس سپاہی داہی کا سنکر کہنے لگا اری یہ تو صاف صاف اوس شخص کا ماجرا
حیرت افزا ہے الحاصل قہر درویش برجان درویش سمجھکر چپ ہو رہا تیسرے روز وہ جوان فرخ اندوز جو وہان جلنے
کو ایک بار طیار ہوا تو وہ تنبولی کہنے لگا کیون جی وہین کا ارادہ کیا یا کہین اور کا قصد ہے اوسنے جواب دیا
شعر کیون نہ اوسجا پہ ہم بھلا جائین ۔ دو دو دلبر جس جگہ پائین سپاہی داہی تو کہکر اودھر راہی ہوا اور
اوسکے بعد وہ تنبولی بھی اوٹھا غرض جو وہین پہ گھر مین جا کر بیٹھا تھا کہ وہین وہ تنبولی بھی آ پہونچا اوس جوان پریشان
نے کہا اے جان اب کیا کرون اوس عورت نے کہا اس حوض پر آب مین غرقاب ہو جا اور ایک تربوز کا چھلکا اپنے سر پر رکھ لے
اور ادھر ادھر ٹہلا کر نا المدعا وہ سپاہی داہی یون ہی عمل مین لایا لیکن مارے خوف کے زہرہ آب تھا اسمین وہ تنبولی
جنونی آ کر تلوار آبدار سے بورے کو چور رنگ کرنے لگا یہ ماجرا حیرت افزا وہ تنبولن پرفن دیکھکر کہنے لگی اے ملعون دیوانے
تجکو خیر تو ہے جو کل سے تو دشتی خبطی کیطرح سے حرکتین کرتا ہے غرض وہ تنبولی حیران و ششدر ہو کر اوسکے پاس بیٹھ گیا
وہ زن پرفن کچھ امرود انار اور نارنگی اور خاصے اس آسیب زدہ کے روبرو رکھکر کہنے لگی ابھی رسوئی
ہونے مین ابیر ہے کیونکہ میری والدہ شریفہ آج امول مری پائی پکا کے بھیجی گی اور اگر زیادہ بھوک ہو تو اسی

کونے مین انبتاس بقیاس اکھٹے رکھے ہین ہماسن چاہے تو کھالے اور جو بھوک کم رکھتا ہو تو کچھ کیلئے تو بھی ایسے
کھاکر سبزی منڈی کو روانہ ہوجا الغرض وہ خودغرض امرود کھانے لگا اور اوس زن پرفن کو جو اپنے
یار دلفگار کا خیال ہوا تو اپنے شوہر بیخبر سے کہنے لگی اے میان تجھپر قربان ہوگئی مین یہ جو حوض مین تربوز کا
چھلکا پڑا ہے اسکو جو نشانہ مارے وہ تربوز جلتے یہ گیدی خر بیخبر اوسکو امرود اور نارنگیون سے نشانہ زن
ہوا وہ جوان پریشان دام و دبے ہمود اور وہ نارنگیان وہان نوش جان کرنے لگا دو چار گھڑی کے بعد وہ
تنبولی اودھر اپنی دکان دلستان کو گیا اور ادھر اوس عورت بدخصلت نے اپنے فواری کو حوض سے نکالکر
حوض مطلب کو پُر کیا غرض بعد خلاصی از دست زن بدکارہ وہ جوان طرحدار تنبولی کے پاس بلا وسواس آنکر
کہنے لگا اے یار وفادار آج تو مجکو خدا نے بہت بچایا یعنی اوسکے شوہر گیدی خر نے آتے ہی گھر مین جس حوض مین
آکے چھپا تھا اوسکو اوسنے ایکبار تلوار سے پرزے پرزے کیا نہین معلوم کس بوم نے اوس بداعمال کو میرے
احوال سے آگہ کردیا لیکن وہ عورت نہایت پرفطرت تھی کہ اوسنے مجھے ایسا چھپایا تھا کہ وہان فرشتے کو بھی دخل
نہ تھا وہ تنبولی بولا اے عزیز بے تمیز پھر تو کہان پنہان تھا کہنے لگا آج اوس دلدار نے مجکو حوض تر آب مین میرے
سر پر تربوز کا چھلکا رکھکر چھپا رکھا تھا بلکہ امرود وغیرہ بھی وہین اوس مہ جبین نے کھانیکو پہونچائے تھے
یہ تقریر نا گزیر سنکر دلمین کہنے لگا بقول شخصے شعر یار در خانہ وِ من گرد جہان میگردم ۔ آب در کوزہ و من
تشنہ لبان میگردم ۔ بر دو زنہار م وہ سپاہی بے غم جو چلنے کو طیار ہوا تو وہ تنبولی کہنے لگا کہ کیون جی وہین جانیکا
ارادہ ہے وہ جواب دہ ہوا شعر بھلا کیونکر نہ جائین وان جہان سے ۔ بظاہر زر ملے کار نہان سے
یہ کلام وہ نافرجام زبان پر لاکر وہان سے راہی ہوا اور اوس تنبولی نے دلمین کہا کہ وہ
تو مرغی خانہ خراب آج تیرا ڈربا ہی جلائے دیتا ہون پھر تو وہ انڈے کہانسے لائیگا اس وقت مین
تو آپ ہی مرجائیگا یہ دلمین کہکر اوسکے پیچھے چلا اسمین جو ہین وہ سپاہی واہی اوسکے پاس بے وسواس
آکر بیٹھا تھا کہ یہ تنبولی بھی جا پہونچا اوس عورت صاحب فراست نے اوسکا کھٹکا پاکر ایک صندوق
مضبوط مین اوس سپاہی کو بند کرکے قفل لگا دیا اور وہ تنبولی آگ بھبھوکا بنا ہوا جو آیا تو نہ دیکھا آؤ
نہ تاؤ ایکبار گھر کے سائبان کو آگ لگا دی اوس زن پرفن نے یہ خانہ خرابی شتابی دیکھکر کہا کہ اے خانہ خراب جگر کباب
گھر تو اپنا تو نے آتش نادانی سے جلایا خوب کیا مگر میرے جہیز کا صندوق لاکھون روپیہ کا جلے گا
تو میرے والی وارث تجکو بورے مین رکھکر پھونک دینگے یہ گفتگو اپنی جورو بدخو کی سُنکر جھٹ
صندوق کو سر پر اوٹھاکر باہر رکھدیا بارے مردان ہمسایہ نے جھٹ پٹ ہاتھون ہاتھ آگ تند کو
بجھالیا آخرکار اوس نابکار کو سب نے لعنت ملامت کرکے قائل کیا القصہ تنبولی اپنے مکان

دلستان کی سوختگی مین دکان پریشان کو گیا اور ادھر اس زن فاحشہ فاجرہ نے اوسکو صندوق سے نکالکر
بعد حصول مطلب بصد بشاشت رخصت کیا یہ سپاہی واہی پھر اوس تنبولی کے قریب آکر کہنے لگا ای یار دلسوز
آج کے روز اور بھی آفت قیامت ہوئی یعنی آج تو اوس کمبخت بدبخت نے آتے ہی سارے گھر کو جلا دیا
لیکن وہ زن شعلہ رو نہایت باشعور تھی کہ مجھے صندوق مین چھپا کے اپنے شوہر سے کہنے لگی تیری
اسمین خیریت اور حرمت ہے کہ میرے باپ کا صندوق آتش نادانی سے بچا دے نہین تو تو خاک مین
ملجائیگا اے یار گرانبار آج اس صورت سے خدا نے بچایا نہین تو جل بھنکے کباب ہوگئے ہوتے یہ گفتگو
دوبدو سنکر تنبولی کہنے لگا اے عزیز باتمیز یہ ماجرا حیرت افزا تو اور لوگون کے سامنے بھی بیان
کریگا وہ سپاہی واہی کہنے لگا ای احمق مطلق سانچ کو آنچ کیا اگر کوئی بادشاہ شہنشاہ ہمسے پوچھیگا تو
ہم صاف صاف کہدینگے القصہ اوس تنبولی نے اپنی جورو بدخو کو تو اوسکی مان باپ کے گھر پہونچا دیا اور
اوس سپاہی واہی کو ساتھ لیکر سسرال بداعمال مین گیا اور پنچایت جمع کرکے کہنے لگا ای بھائیو میرا کہنا اگر
جھوٹ ہو لیکن جو یہ سپاہی للّٰہی کہے اوسکو تم سب سچ جانو غرض سب لوگون نے قبول بے عدول کرکے کہا اے
میان سپاہی تمھاری سرگذشت کیونکر ہے صاف صاف بیان کرو سپاہی واہی کہنے لگا ای پنچو سچ تو یون ہے
کہ پنچ ال خدا خدا ال پنچ اس تنبولی مرد اجنبی نے ہمارے ساتھ کمال احسان کیا ہی کہ اوس سے عہدہ برآ ہونا
مشکل ہے لیکن اسکی دوستی مجھے ایسی بھاگوان ملی ہے کہ دو چار روز نہ گذرے تھے کہ فلانے محلہ مین بڑی
حویلی والی عورت خوبصورت نے مجھکو عہدہ داروغی کا دیکر دو روپیے روز کا نوکر رکھا چنانچہ پہلے روز جو مین غم اندوز
گیا تو بھلا چنگا نکل آیا دوسرے روز نہین معلوم کس جاسوس نے اوسکے شوہر گیدی خر کو خبر کی کہ اوسنے مجھے آدبایا
لیکن وہ عورت پُرفطرت نہایت تھی کہ بوریمین چھپا رکھا بلکہ لڈو وہین کھانیکو پہونچائی غرض تیسرے دن مجھ غریق
بحر الفت اور شناور دریای محبت کو اوسنے حوض پُرآب مین نایاب کیا چوتھے روز اوس بدآموز نے میرے
جلانے مین اپنا تمام گھر جلا دیا لیکن اوس شعلہ خو نے مجھکو ایک صندوق مضبوط مین چھپا رکھا اور اوس کے
سر پر رکھوا کے آتش غضب پُرتعب سے بچا لیا یہ گفتگو دوبدو سپاہی واہی کی پنچ لوگ مین رہی تھی کہ اوس تنبولن
پُرفن نے دلمین کہا ہاے اس احمق مطلق نے شیشۂ ننگ و حیا کا سنگ رسوائی سے ناحق توڑا لیکن ایک وہ
دلارام بالاے بام کھڑی تھی کہ اوس سپاہی واہی کی گفتگو دوبدو مین جو آنکھ اوپر اوٹھ گئی تو کیا دیکھتا ہی
کہ وہی عورت ماہ طلعت بالاے بام جلوہ گر ہے اور زبان غنچہ مسان دہن مین دابے سر ہلاتی ہے اس ایماے
پُرفریب کو معلوم کرکے وہ چپ ہوگیا اوسمین پنچون نے کہا ای بھائی سپاہی آگے کیا ہوا کہنے لگا اس عرصہ مین
کہین جو غل بے تامل ہوا تو ایکبار میری آنکھ بیدار ہوگئی وہ پنچ ہر پنچ کہنے لگا ای باتمیز یہ ماجرا تو سچ کہتا ہے

یا خواب پر اضطراب بیان کرتا ہے وہ بولا مین بیچارہ غریب آوارہ نصیب مجکو محل بے بدل کمان سے نصیب ہے
لیکن یہ تو البتہ ہے کہ جھوپڑے مین رہتا ہون اور خواب محلونکا دیکھتا ہون اے یار بچشم غور خیال تو کر کہ جب
کوئی دو روپیے روز کسیکو دیگا تو ہم پہر اپنے پاس نرکھیگا یہ گفتگو دو بدو سنکر سب پیچ پر پیچ اشنش و پیچ کرکے
کہنے لگی کہ یہ سپاہی بیچارہ سات پانچ کچھ نہین جانتا جو کہ راست براست تھا سو اوسنے کہدیا مگر یہ تنبولی
نہایت دروغگو ہے کہ اپنی روزینہ کو اس بیچارے آفت کے مارے سے تہم کرتا ہے قطعہ الغرض اوس نے
اوس تنبولی کو الٹا قائل کیا خفا ہو ہو وہ تنبولن ولیکن اے حضور پاک طینت بنی سبھونکے حضور

چتر ایک عورت شکر مول لینی گئی شکر فروش سے بدفعلی کی اور شاگرد شکر
فروش نے عیاری سے شکر کے بدلے خاک باندھ دی شوہر اوسکا
منغض ہوا اوس عورت نے حاضر جوابی سے اوسکو خوش حال کیا

راویان شیرین دہن اور ناقلان رنگین سخن بجالا کی زبان یون بیان کرتے ہین کہ ایک زن پرفن بقال بدافعال
کی دکان پر طوفان مین شکر لینے تو گئی وہ بداعمال اوس زن شیرین سخن کی گفتگو مین محبت کی چاشنی
پاکر گھل گھل کے باتین کرنے لگا اور وہ زن بدکار ناہنجار بقال بداعمال کو گندم روخرمن جوانی کا خوبرو
پاکر ایک بار بے اختیار آسیای حسرت مین آٹے کی طرح پس گئی الحاصل اوس بقال بدخصال نے اوس
زن شیرین دہن کے گوشہ چادر مین ایک آثار شکر خوشگوار تول کر باندھ دی اور کھنڈ سارے کو شی مین الباتھہ
سلا کرنے کو لے گیا لیکن بقال بدخصال کے شاگرد اوستاد زمانہ نے جو دیکھا کہ یہ زن پرفن سیر بھر شکر ناحق لیجاتی ہے
وہین دوڑ کر وہ شکر خوشتر تو گوشہ چادر سے کھولکر ٹھکے مین ڈال لی اور اوسکے عوض تھوڑی خاک ناپاک
دست چالاک سے گوشہ چادر مین باندھ کر چپ ہو رہا اسمین وہ زن پرفن بعد انفراغ جسمانی اور خلاص
نفسانی دکان بقال سے بزودی تمام بجای شکر خاک ناپاک لیکر گھر کیطرف روانہ ہوئی ایکساعت کے بعد وہ گھر مین
پہونچی تو چادر رکھکے استنجے کو گئی اور اوسکے شوہر گیدی خر نے اوس گوشہ چادر کو جو کھولا تو کیا دیکھتا ہے شکر
نہ بورا ہے نہ اور شکر تری ہے سراسر خاک چادر مین بھری ہے یہ ماجرا حیرت افزا دیکھکر وہ اوسوقت بیٹھا تھا کہ وہ چھنال
استنجا کر کے جو آئی تو وہ آتو خفگی سے کہنے لگا۔ اے ناپاک زبان چالاک تو شکر خوشتر لینے کو گئی تھی یا جو راہی کنجا کی ناپاک
اوٹھا نیکو ہمین بھی زن بے حجاب حاضر جواب جوابدہ ہوئی اے شوہر خجستہ پیکر اسکا ماجرا حیرت افزا کچھ نہ پوچھو جسوقت
مین گھر سے نکلکر چارسوے بازار رشک گلزار مین پہونچی تھی کہ دیکا یک کسیکے چھکڑے کا بیل خونی جنونی چھوٹا
ہوا ایک طرف سے نمود ہوا اور اوسکے خوف و خطر سے لوگونکا ہجوم بادل مغموم بھاگتا پھرتا تھا چنانچہ

مین بھی اوسکے ڈر سے جو بھاگنے لگی تو میرے پیسے خرید شکر کے آنچل سے کھلکر گر پڑی مین نا اوس گھڑی مین
بیٹھکر پیسے چننے کی فرصت نپائی جلد پیسے اوسجگہ کی خاک ناپاک گوشۂ چادر مین بھر لائی سو وہ یہ خاک
ناپاک ہے از برای خدا اوس مین سے پیسے ڈھونڈھکر نکالدے تو مین پھر جاکر شکر بخوف دختر لا دون
کیونکہ اب اوس بل کی آفت فرو ہوگئی ہوگی مین کمبخت ناشدنی تو ہنوز شکر والے کی دکان تک بھی
نہ پہونچی تھی کہ بیچ مین یہ شگوفہ پھولا یہ کلام اوس بدانجام کا وہ نافرجام سنکر اوس خاک ناپاک مین سے پیسے
ڈھونڈھنے لگا جب اوس کچھ مطلق پیسے احمق کو پیسے غمگین خاک نہ ملی تو ایکبار بے اختیار جورو
کی بلائین لیکر کہنے لگا مثنوی تری جان پر سے سن لے گلعذار ✦ تصدق کردن ایسے پیسے
ہزار ✦ تری جان و عزت تو آفت سے آج ✦ بچی ہے خدا کی عنایت سے آج ✦ گیا مال جو تی سے پر جان بچی
مری جان اب خیریت تو ہوئی ✦ غرض اوسکو مجبور وہ بھیا تسلی یہ دیتا تھا لیکر بلا ✦ جب ایسے
ہوون بھیا مسخرے ✦ تو کیو اونکی جورو نہ سر پر کرے ✦ غرض خداوند کریم ایسی زنان بے حیا سے محفوظ رکھے

چترچار عورتین ایک عورت کے لاشۂ بے سر پر اوسکے چشم و دندان و لب کا بیان
کرتی تھیں اونمین سے تین عورتون نے پہلے کا بادشاہ کو نشان دیا اور اپنا
رستہ لیا اور چوتھی عورت بادشاہ کی قید مین رہی اور ایک سال کے
بعد جو کہا تھا وہ کر دکھایا اور دانائی سے بھاگ کر بادشاہ کو خجلت دی

دانایان جہان اور عاقلان زمان بالا کاغذ فطرت یہ حکایت پر فراست یون رقم کرتے ہین کہ ایک
عورت بدخصلت کا سر کسی سردار باحیا نے کٹوا کے کہین پوشیدہ دفن کیا اور اوسکے دھڑ کو چار سو بازار
شہر بغداد مین پھکوا دیا یہ خبر وحشت اثر جو بادشاہ عالم پناہ کو پہونچی تو کوتوال بدخصال کو ابلاغ حکم کیا
کہ اس لاشہ بے سر کے پاس جو اشخاص آکر بہ تیغ زبان سے گل کترین اوسکی خبر مہر بہ دوش ہمارے قریب
نعبرداران صبار فتار کے ہاتھ جلد پہونچے الحاصل ایک تجار عالی وقار کی چار بیٹیان عبرت گلزار ایک
رتھ پر سوار چار سو بازار مین ہوکر نکلین ایک اژدحام خاص و عام کا وہان دیکھکر وہ سبھی نظارہ کنان
ہوئین یہ ماجرا حیرت افزا وحشت انتما دیکھکر ایک جوان چشم اونمین سے بول اوٹھی کہ یہ عورت بدخصلت
معلوم ہوتی ہے کہ سرمہ خوب لگاتی ہوگی یہ کلام حیرت التیام دوسری رشک پری سنکر کہنے لگی واقعی
لیکن یہ لالہ روپ بھی افزون کھاتی ہوگی یہ بات عجائب نہایت سنکر تیسری خجلت دہ کبک
دری بولی اب وہ ہونا کہ یہ تیرہ بخت مسی بھی نہایت اچھی لگاتی ہوگی یہ سخن پر فن اوس کا

گوش زد کرکے چوتھی یون حرف زن ہوئی کہ اس کمبخت بدبخت نے کیا اور کرنا نجانا اشعار جو ہوتی اسے
عقل تو ہر بلا مین ہوتی گرفتار رنج و بلا ؛ دیا ہے خدا نے جنھین کچھ شعور ؛ نہین اونسے ہوتا ہے ایسا قصور ؛ یہ تین
وہ نیک ذاتین کہکر تو اپنے گھر کو روانہ ہوئین اور یہ خبر وحشت اثر مخبران صادق اور مخبران واثق کی زبانی
بادشاہ کو جو پہونچی کہ فلانے سوداگر بڑی بیکر کی چار بیٹیان غیرت مہر درخشان رشک ماہ تابان اسطرح کا
کلام حیرت الیتام کرگئین ہین المطلب بادشاہ عالیجاہ نے اون چارونکو طلب فرماکر کہا کہ تم اپنے اپنے سخن کا
جواب باصواب دو یعنی بے سر عورت کو تم نے کیونکر جانا کہ یہ مسی اور سرمہ خوب لگاتی ہوگی اور پان
بہت کھاتی ہوگی یہ کلام بادشاہ عالیمقام کا گوش زد کرکے ایک جادو نگاہ سحر بیان جوابدہ ہوئی کہ
اس کنیز ناچیز کے شعور بے قصور نے اوس تیرہ بخت کے گوشہ چادر مین سرمے کی سیاہی دیکھکر دریافت کیا تھا
اور دوسری رشک پری سے جو پوچھا کہ تجھ سُرخ فام گل اندام نے کیونکر جانا تھا کہ وہ لالہ وہ بہت پان کھاتی ہوگی
وہ شعلہ خو جواب دہ ہوئی کہ پیر و مرشد اکثر جا براوسکے ڈوپٹے مین پیک کی افشان نمایان تھی اور تیسری خلوت
وہ کبک دری سے بادشاہ جمجاہ نے پوچھا کہ تو نے کسطرح دریافت کیا کہ وہ سیاہ بخت مسّی خوب لگاتی ہوگی وہ
جواب دہ ہوئی کہ حضرت سلامت اوسکے ڈوپٹے کے آنچل مین جو دھڑی پونچھنے کا نشان بیگمان تھا اور سنے
میرے گوش ہوش مین خبر دی تھی اور چوتھی تتنی سے جو پوچھا کہ تو جو کہتی تھی کہ کیا اور کرنا نجانا اوسکے کیا معنی ہین
سچ کہہ نہین تو تیرا کہا تیرے آگے آئیگا وہ زبان چالاک سفاک جوابدہ ہوئی کہ خداوند نعمت اگر اوسکو شعور
وقوف ہوتا تو اس بلا مین کیون گرفتار ہوتی اور عقلمندی اور دانائی کر تو یہ معنی ہین کہ کرے اور کرد کھائے
یہ سخن پُرفن بادشاہ نے اوسکا سنکر اون تینون کو بصد بشاشت رخصت کیا اور اوسے ایک تنگ کوٹھری مین
قید مقید کرکے یون کہا کہ اے فتنی دیکھین تو تو کیونکر کردکھاتی ہے نظم اگر تجھ مین ہے کچھ فراست زور ؛ تو
پیدا یہان کر کوئی اپنا زور ؛ نہین تو اسی قید مین تیری جان ؛ کرونگا مین برباد اے بدزبان ؛ القصہ اوس
زن پُرفن کو مقید کرکے ایک کوزہ آب و پارچہ نان اپنے ہاتھ سے دینا مقرر کیا اور گاہے یہ سخن بھی پوچھا کہ کیون ری
فتنی جہان مین کون چیز لذیذ ہے تو وہ جگر کباب بچشم پُرآب جواب دہ ہوتی کہ خداوند نعمت جہان بے نشا نہین
رنڈیونکو مرد نہایت عزیز اور لذیذ ہین تو بادشاہ جواب دہ ہوتے کہ اے فتنی سب رنڈیونکو میسر ہوگا
لیکن تجھ ناکام تلخکام کو نہ بہم پہونچیگا وہ کشتہ یاس بلا وسواس کہتی کہ آپ سچ فرماتے ہین لیکن اللہ مین
سب قدرت ہے چنانچہ کہتے ہین میر حسن ؛ شعر ؛ نہ لاؤ کبھی یاس کی گفتگو ؛ کہ آیا ہے قرآن مین
لا تقنطوا ؛ الغرض اوس زن پُرفن نے بہر صورت اپنے دوست نیک سیرت کو یہ پیغام بھیجا کہ اے
یار جانی و اے مایہ زندگانی یہ خانہ خراب جگر کباب اس عذاب منجلاب مین ہے

کہ خدا دشمن کو بھی نصیب نکرے لیکن میری رہائی اس دانائی سے ہوتی ہی کہ ایک سرنگ بہر رنگ حسب دلخواہ
لئے رشک ادس پری کے قیدخانے سے اوراپنے مکان دلستان تک طیار کرا گئے مین سمجھونگی المطلب
اوس سوداگر خوش منظر نے ایک سرنگ بیدرنگ خاطر خواہ بنوائی غرض اکثر وہ عنسم اندوز اوس
سرنگ کی راہ اوس رشک ماہ کے قریب جاکر یہ گفتگو درمیان لائی کہ ای یار دمساز وای غمخوار ہمراز
بالفعل تو کچھ جواہر زواہر تحفہ دنادر بادشاہ عالیجاہ کو نذر گذران اور بصد صفائی آشنائی پیدا کرکے اپنے
گھر مین بطریق ضیافت طلب کر پھر جو کچھ ہوتا ہوگا ظہور مین آجائیگا الغرض وہ سوداگر بیچاری یونہین
عمل مین لایا مگر بادشاہ جمجاہ کو اوس سوداگر خوش منظر سے اسقدر محبت بہم پہونچی کہ اگر اوسکے
متاع حسن کو دیدۂ میزان مین ایک روز نہ وزن کرتا تو جنس بیقراری کا نرخ بڑھ جاتا بلکہ سودائی ہوجاتا
اور آٹھ پہر ہنگامہ بازار شوق مافوق کا گرم رہتا **نظم** غرض ایسی بڑھی دونومین الفت ٭ رہتے تھے
ہمیشہ بے کدورت ٭ کبھی اوس پاس وہ شہ آپ جاتا ٭ کبھی اپنے بھی گھر اوسکو بلاتا ٭ الحاصل اسی
عرصے مین اوس زن پُرفن کو سوداگر خوش منظر کا برمحل حمل رہگیا بعد اکتفاء چند ایام نیک انجام اوس
زہرہ جبین لعبت چین کے ایک طفل رشک مہر درخشان غیرت ماہ تابان متولد ہوا لیکن وہ زن اوس طفل کو
دائیونکے آغوش مین دیکر آپ اپنے قیدخانے مین آبیٹھی اور جسوقت بادشاہ دیوان خاص مین رونق افروز ہوئے
تو وہ سرنگ کی راہ گمراہ سے پھر اپنے خانہ مطلب مین جاکر زینت بخش ہوتی اس عرصے مین جب چھٹی کا وقت
عشرت افزا جلوہ گر ہوا تو وہ ماہ پیکر اوس سوداگر سے کہنے لگی کہ آج تو بادشاہ عالیجاہ کو مہمانخانے مین برائے
ضیافت طلب کر اور میرے ہاتھ سے لڑکے پیدا ہونیکی نذر دلوا دیکھ تو بطن فطرت سے کیسا طفل حرفت پیدا ہوتا ہی
الغرض اوس سوداگر خوش منظر نے بادشاہ عالیجاہ کو اپنے گھر مین بلواکے اوس زن پُرفن کے ہاتھ سے نذر
عزت دلوائی اوس طفل کو بھی آغوش بادشاہ مین دیا اور یہ سخن زبان پر لایا کہ خداوند نعمت اس کنیز ناچیز کی
نذر قبول معہ دل ہو لیکن بادشاہ اوس عورت پر فطرت کو دیکھکر نہایت متعجب ہوکر گرداب حیرت وسکوت مین
مستغرق ہوگیا بعد شناوری بحر حیرانی ساحل گفتگو سے ہمکنار ہوکے یہ دلمین کہنے لگا کہ یہ تو وہی عورت پر فطرت معلوم
ہوتی ہے کہ جسکو مینے جدید مقید کیا ہی شعر یہ نہین معلوم کیا اسرار ہے ٭ یا مری ہی عقل گرفتار ہے ٭ پھر سوچ کر
کہنے لگا کہ مین نے تو اوسکو ایسی جا مقید کیا ہی کہ وہان فرشتے کو بھی دخل نہین اور اسکے سوا مین وہین قیدخانے مین
اوسکو مقید چھوڑ آیا ہون لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اس عورت ماہ طلعت کی صورت اوسکی صورت سے نہایت ہم شباہت ہے
لیکن یہ بات عجائبات بادشاہ کے دل مین گرہ ہوئی اس خیال کثیر الاختلال مین بادشاہ وہان سے اوٹھکر اپنے
مکان دلستان مین رونق افزا ہوا اور وہ زن پُرفن بھی سرنگ کی راہ سے جھٹ پٹ

جیسے قیدخانہ مین آبیٹھتی اور بادشاہ نے اوسکو جو ابھی قیدخانے دیکھا تو وہین بیٹھا پایا الغرض وہ
زن پرفن بھی فن کرتی رہی کہ جب بادشاہ سوداگر کے پاس جاتا تو آپ بھی سرنگ کی راہ گمراہ ہو جا کر مقابلہ
کرتی اور جب گھر مین وہ تشریف فرما ہوتا تو اپنے قیدخانے مین آبیٹھتی لیکن بادشاہ اس احوال پر ملال سے
نہایت حیران و ششدر رہتا پر سوداگر آئینہ رو کی آشنائی بصفائی نہین جاتی تھی کبھی دل پر غبار نہ آتا تھا
الغرض ایک روز اوس زن پرفن نے اپنے سوداگر سے کہا ای عزیز باتمیز آج تو بادشاہ جمجاہ کے پاس بلا واسطہ
جاکر یہ بات کہنا کہ اس شخص کی ہمشیرزادی کی شادی کتخدائی کل کی تاریخ مقرر ہے لیکن وہ مکان رشک گلستان
اس شہر مینو چہر سے دس منزل کا حال ہے اور میری طلب کو وہان سے قاصد پہنچنے کے قریب ہوا ہے کہ دانہ ہوا
مگر ناسازی وقت سے اوس کمبخت کو ناگاہ راہ مین اسقدر بیماری ہوئی کہ وہ یہان تک آنیکو دق رہا
بارے اللہ تعالی کی عنایت سے جو شفا پائی تو وہ بے ہراس آج میرے پاس آیا ہے سو مین اب اسبات سے
نہایت حیران و پریشان ہون کہ کل کار و زوال فرزند شادی کا معین ہے اور مجکو خبر فرحت اثر آج پہونچی
شعر کیا کرون آہ سخت حیران ہو گرنہ وان جاؤن تو پشیمان ہون سوا خداوند نعمت نیر حشمت
میری عرض تجویز کو خامہ اجابت سے یون رنگین کیجیے کہ حضور پرنور مین وہ جو سانڈنی سو کوس کے
دھاوے کی ہے اوسکو عنایت و کرامت فرمایئے تو مین وہان ایک روز مین پہونچکر مہمانونکی ہم پہلو ہونگا اگر
خدانخواستہ میرا وہان جانا نہوگا تو ہماری تکیا گئی ہاتھ سے چھٹ جائیگی ای عزیز باتمیز اگر تجکو وہ سانڈنی دیگا تو ہم بھی
اپنے توسن طبع کی چالاکی تجکو دکھاوینگی المطلب وہ سوداگر عیار حسب ایمائے زن پرفن بادشاہ کے پاس جا کر وہ قصہ پر غصہ اور
افسانہ عجیب بیان کرنے لگا بادشاہ نے اوسکی گفتگو پر یاس و حسرت استماع کر کے داروغہ شترخانہ کو طلب فرما کے ارشاد کیا
کہ ہماری وہ سانڈنی لیلی شتر وا کہ جو سو کوس تک جانے مین پہلو تہی نہین کرتی اوسکی مہار سوداگر مجنون شعار کے ہاتھ
مین حوالہ کر دے بموجب ارشاد عالی وہ داروغہ ذہن سے خالی وہی سانڈنی جو اوس سوداگر فتنہ گر کو دینے لگا تو اوسکا مہار پان
پیر ناتوان بصد آہ و فغان کہنے لگا کہ ای داروغہ اگر یہ سانڈنی صبا رفتار رشک بہار کہین جاوین گرفتار ہو جائیگی تو یہ
تجکو خار حسرت کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئیگا کیونکہ ایسی سانڈنی رشک پری باغ جہان مین دوسری کوئی نہین ہے غرض وہ داروغہ رو
یہ مصلحت نیک دل مین سمجھکر کہنے لگا سچ ہے سخن بزرگان راست است الغرض داروغہ شترخانہ نے اسی کوس کی منزل
کی سانڈنی اوس سوداگر بنجر کو دی اوس سانڈنی خجلت وہ کبک دری پر وہ سوداگر مع زن فتنہ گر او پر رشک قمر سوار ہو کر
فرار ہو گیا اس عرصے مین بادشاہ عالیجاہ کو جو دریافت ہوا کہ وہ سوداگر فتنہ گر زن فتنہ افروز رشک شطرنج دغا کھیل کر کرامات
عیار جیسے میری بازی مات کر گیا اور مہرہ ہوش کو چار خانہ شش در مین نرد کر گیا مثنوی کوئی ایسی نہین اب جو چلی چال جو کہ اوسکا تو رد
فرزین بندھی فی الحال نہ کوئی گھوڑا ایسا ہے نہ فیل جو اوسکو مارا دن جا کر بتعجیل یہ پیادہ ہے نہ ایسا کوئی چالاک کہ اوس تک رخ ہرا دیا دہ سفاک

الغرض وہ فتنہ شاطر زمان اوس آن دار وغۂ شتر خانہ کو طلب فرما کے کہنے لگا کہ کوئی اور بھی سانڈنی رشک
ایسی ہمارے شتر خانہ مین سو کوس کی دھاوے کی ہو تو جلد لا ہم تجکو انعام بے بہا دینگے یہ کلام بادشاہ عالیمقام
کا سنکر وہ کہنے لگا کہ سچ ہے بڑے بوڑھونکا کہنا ماننا مصلحت نیک ہے وقت پر کام آرہتا ہے آخر اوسکی بات
کام آئی اگر آج یہ سانڈنی اوسکے حوالے کردی ہوتی تو نہایت پشیمانی کھینچنی پڑتی المدعا وہ سانڈنی چالاک
بادشاہ غمناک کے قریب لاکر حاضر کی وہ بادشاہ جمجاہ اوسپر سوار ہوکر مثل صبا فرض روانہ ہوا اس عرصے مین
جب بادشاہ عالیجاہ کی سانڈنی سوداگر اور زن پر فریب کے قریب پہونچی تو ایکبار بادشاہ عالیمقدار
نے للکار کر کہا کہ اے زن پرفن اب تو میرے ہاتھ سے جانبر کہان ہوسکتی ہے یہ سخن دلشکن وہ زن
پرفن سنکر کہنے لگی خدا خیر کرے ہماری سانڈنی پر دغا ہے مگر کیا مضائقہ ہم اپنے طعام فطرت کا
بادشاہ کو مزا چکھا دینگے الغرض جب اوس سوداگر اور زن فتنہ گر کی سانڈنی اسّی کوس کی منزل پر پہونچی تو
یکایک اوسکی طاقت نے پہلو تہی کرکے اوس صحرای ہولناک مین مقام کیا وہ زن مکار اور سوداگر عیار مع نیسر
رشک قمر اوس سانڈنی کی لغبت پر سے اوترکے سامنے ایک باغ پر فراغ تھا مثل نسیم سبکرو اوسکی طرف
روانہ ہوکر دونون اوس باغ کے دروازے کے ایک ایک پٹ کی اوٹ مین بزور بازوی دانائی جھٹ پٹ
روپوش ہوگئے اسمین بادشاہ جمجاہ نے جو آکر ملاحظہ فرمایا کہ وہ دونون ناپاک بیباک اوس باغ مین پوشیدہ
ہین اپنی سانڈنی پر سے اوترکر باغ کے اندر بے تحاشا یہ کہتا چلا شعر اب کہان ہاتھ سے جاتی ہی مرے
وہ ناپاک + ایک ہی ہاتھ مین تلوار کے کرتا ہون ہلاک ، یہ کہتے کہتے وہ بادشاہ تو باغ کے اندر مکانات
عجائبات مین ڈھونڈھنے لگا اور یہ دونون پرفن پٹون کی اوٹ سے جھٹ پٹ نکلکر بادشاہ کی سانڈنی
پر سوار ہوکر وہ زن مکار پکار پکار کر یون کہنے لگی کہ اے بادشاہ غفلت پناہ کیا اور کر دکھایا اسی کہتی ہین
مثنوی یہ کہکر وہان سے وہ زن نابکار + بہ تشکل ہوا ہوگئی جب فرار + تو دست الم ملکے وہ بادشاہ
لگا کہنے مین بے اجل مرگیا ، مری پانون مین اب یہ طاقت کہان + جو گھر تک پہونچ جاؤن بخوف جان + غرض
بادشہ تو یہ روتا رہا ، مگر ہوگئی وہ وہان سے ہوا + جو مجھو بھوتی نہ وہ باشعور + تو اوسوقت مین قتل ہوتی ضرور

چہترا ایک عورت نے اپنے آشنا کو چور کے بہانے سے شوہر کے سامنے گھر سے باہر نکال دیا اور اوسنے دریافت نہ کیا

دانشوران حکایات عجیب اور سخنوران روایات غریب یہ حکایت پر فراست بزبان فصاحت یون بیان
کرتے ہین کہ ایک زن پرفن اپنے یار غمگسار کو آغوش دلبری مین لیے بیٹھی تھی کہ یکایک اوسکے
شوہر گیدی فطرت نے باہر سے دروازہ پر آکر جو آواز دی تو وہ شخص بحواس بصد یاس کہنے لگا اے کان فراست

وای معدن فطرت پہ تیرا از وحشت کیا کرے شوہر گھر مین آئیگا جب ترا شوہر ۔ تو بچیگی یہ میری جان کیونکر ۔ وہ زن پرفن کہنے لگی ارے جانی واے سرمایہ زندگانی تو اس دالان کی گوشہ مین چھپکر کھڑا ہو رہ جس وقت مین اوس گیدی خر کو جاضر ور کیطرف بھیجون گی تو اوسوقت یہان سے ایکبار فرار ہو جانا پھر آگے مین سمجھ لونگی غرض وہ عورت پرفطرت اوس آشنای پوشیدہ کو ظاہر مین چھپاکر دروازے کی زنجیر بہ تدبیر کھولنے کو آئی تو اوسکا شوہر گیدی خر بولا ارے گدھی اتنی دیر کنڈی کھولنے مین کیون کی اوسنے جواب دیا اے میان کچھ نہ پوچھو اشعار کیا کہون تمسے عجائب بات ہے ۔ گھر مین آیا چور اک بدذات ہے ۔ خوف سے اوس بچیا کے اے میان ۔ دیر مینے واقعی کی اس زمان ۔ اے شوہر نجستہ پیکر تیرے خوف و خطر سے وہ بدذات بدادخات کنڈی کی کھڑکھڑاہٹ کی آواز سنتے ہی کہین گھر کے گوشہ مین جاضر ور کی طرف چھپ رہا ہے ۔ یہ بات واہیات وہ گیدی خر سنکر تو جاضر ور کیطرف گو کھانیکو گیا اور ادھر اس زن نگارہ بدکار نے اپنے چور لکور کو چور خانے سے نکالکر کہا اے شوہر بیخبر ادھر کیا تلاش بیفایس کر رہا ہے دیکھ وہ چور ستم فن ادھر سے نکلکر فرار ہو جاتا ہے یہ سخن دلشکن وہ گیدی خر جو سنکر اوسکے پیچھے دوڑنے لگا تو وہ زن پرفن اوس خناس نحس کی کمر مین دونون ہاتھ ڈالکر چڑیل سے لپٹکر کہنے لگی اے میان اس زمان بخدا تجکو بجانی دونگی کیونکہ اوسکے ہاتھ مین تلوار بار دم دار ہے وہ جلاد تجھ تیغ ابر در سنک ہلال سے بغیر بڑی زبہیگا اور تیری قبضے مین اوسکا آنا بہت اسکا اور محال ہے جانے دے ایسی موندی کاٹے واہی تباہی کو خدا جانے کون کم اصل اور ذلیل ہے یا تو کوئی گجراتی دیہاتی یا کوئی کلکتے کا انگریزی یا دری ہے یا کوئی السان مغربی یا خراسانی ولایتی لاثانی یا سوا کوئی جہازی گواہی جو ایسا دل کا کڑا ہے اوسان میرے گھر کے دربان اگر خوش غلاف ہو گیا بر آمد اوس تیغ بیرنگی شمشیر والے کا پیچھا نکر خدا جانے کیا میرے آگے آئے تیری اس سرو سہی سیدھی قد کو صدقے ہو کر یہ قمری نیز او مر گئی تھی اے جانی گل جاودانی ظاہرا تو وہ زہر کی گرہ آج کچھ مال گھر کا نہین لیگیا اگر کچھ گیتی ہی لیگیا ہو تو اسکو کوئی کیا جانے اور اچھا تا وہ کچھ بھی لیگیا ہو گا تو بلا سے لاکھ روپیے تیری بشیاب کی دھار پر تصدق کیو تمھے ناحق خون ناب جگر کھانا کیا فائدہ غرض اوس زن پرفن سیف زبان نے اوس کجہ احمق بیگئے شوہو کو اون باتونکی باڑھ دیکر تیزی رفتار کو میٹھی گفتار سے کند ذہن کر کے درز بان پر خموشی کا تیغا کرہ یا نظم جو مجبور ہوتی نہ وہ ذو فنون ۔ تو دو دلون مین ہوتا عبث کشت و خون ۔ خدا ایسی رنڈی سے ڈالے نہ کام ۔ بحق محمد علیہ السلام ۔

چرتر ایک نے اپنے دوست کو شوہر کے سامنے بلیات کے حیلے سے گھر سے باہر نکال دیا اور اوس دیوث نے معلوم نہ کیا بلکہ نہایت خوش ہوا ۔

راویان سحر بیان اور ساحران شیرین زبان قرطاس جادو بر یہ حکایت پر مضمون یون رقم کرتے ہین کہ ایک عورت پرفطرت اپنے دوست دلنواز اور یار دمساز کے ساتھ بوس و کنار مین مشغول اور معروف تھی کہ یکایک اوسکا شوہر بیخبر در پر آکر دستک زن ہوا تو اوسکے یار نے گھبرا کے کہا اے بی بی مین اب اجنبی کیا کرون شعر

سخت حیران ہون اب بحال تباہ + تیرے سر کی قسم مجھے واللہ + یہ کلام اوس ناکام نافرجام کے وہ زن پرفن
سنکر کہنے لگی ملے جوان ہے اوسان اسقدر پریشان نہو اپنی روباہ نامردی کو بنجۂ دلاوری مین دبوچکر بشیۂ جوانمردی
کی سیر کو دیکھ تو نیستان فراست کی نیرنگی کیا تماشے دکھاتی ہے جو تیر غزال طبیعت کا چلتا ہے انشا اللہ تعالیٰ بید دست
اور بے کفیل بر آئیگا الغرض اوس زن پرفن نے اوس بے ننگ کو ایک کھیس سفید سر سے پانون تک سیدھا
اوڑھا کر کہا تو اسی شکل سے دست بستہ اسمکان کے صحن مین ادھر ادھر ٹہلتا پھر وقت فرصت پاکر دبے پانون
نکلجانا آخرالامر وہ زن پرفن بلاے روزگار یکتا عیار اوس مبھوت کو شکل جن بناکر اور انگنائی مین استادہ کرکے دروازے
کی کنڈی جھڑ سے کھولکر خاوند کا بازو پکڑے پٹ سے کہنے لگی کہ میان آج گھر کے درمیان عجیب آفت آسمانی اور بلاے
ناگہانی نازل ہوئی ہے کہ کبھی دیکھنے کا اتفاق اس آفاق مین نہین ہوا یعنی کوئی ملعون جن کی صورت
اور دیو کی شباہت صحن مکان مین کھڑا پھرتا ہے الحاصل وہ زن پرفن شوہر کی کمر سے لپٹکر کانپتی ہوئی سائبان کے
قریب آکر کہنے لگی اے شوہر خجستہ پیکر دیکھ وہ ہوا سامنے ٹہل رہا ہے یہ تماشا یہ ماجرا وہ بیحیا دیکھکر رنڈی سے بھی
زیادہ کانپنے لگا اور درود نا سعدود زبان پر لایا الغرض وہ زن پرفن فریب دانائی سے ڈرتی ڈرتی الگ الگ
اپنے خاوند کو لیجاکر پلنگ پر آبیٹھی اور یہ سخن زبان پر لائی کہ اے صاحب تم اگر کوئی شہید مرد اہل درد ہو تو مجکو اپنی تیغ خوف
سے نہ شہید کرو مین تمھارا دونا مرغا اور پان نذر کرونگی اور اگر شیخ سدو یا شاہ دریا نیکو ہو تو مجھے دریا ہے اوس مین
نٹو دباؤ مین تمھارا بکرا اور ٹھیک مینک دونگی اور اگر کوئی ابلیس پر تلبیس ہو تو مین تمھارا بھوگ من بھوگ دونگی
مجھ تلخکام کی جان شیرین ہلاک کرو براے خدا اور بحق مصطفےٰ میرے مکان پر نشان ہے تم نکل جاؤ یہ کلام فطرت التیام وہ
بڑھا جن سنکر دبے پانون اپنے گھر کو راہی ہوا اور یہ زن پرفن خوش ہوکر شوہر گیدی خر سے کہنے لگی واہ سبحان اللہ کیا
پیر روشن ضمیر ہیجے تھے کہ مجکو اور بچکو کچھ نہ ستایا اور اپنے مکان دلستان کو چلے گئے واللہ بالمدین وقت سحر انکی نیاز بقصد امتیاز
دیگر مستحقون کو کھلواونگی المدعا اوس عورت صاحب فطرت نے دوسرے دن ہر طرح کا کھانا پکوا کر اپنے یار غمخوار کو مع انتین
ہمراہ وجلیس ہمساز شوہر کے ہاتھ بلواکے خوب دل مرغوب ملیدہ اور وہ کھانا کھلوایا مثنوی حال اوس عورت کا آگے
کیا کہین + لیکن اے محجوبان خلق مین + ہیر دعا اپنے یہی لیل و نہار + اپنے بندون کو جناب کردگار + زن نہ دے
بدکار پرفن بد چلن + راست ہے واللہ رنگین کا سخن + حق رکھے سبکو بری رنڈ سے دور + کہہ گیے ہین بات یہ اہل شعور
تیسرا باب - دادخواہونکی عدل کرنے مین + حکایت دو عورتین ایک طفل پر مدعی
ہوئین کہ یہ میرا بیٹا ہے اور قصہ بجناب امیر علیہ السلام کے پاس لیگئین حضرت نے انصاف سے

لڑکا اوسکی مادر حقیقی کو عنایت کیا اور دوسری عورت کو سخت تعزیر دی +

محرران نیک صفات اور منشیان پاکذات یہ حکایت پُر فراست کاغذ انصاف پر کلک اوصاف سے یون رقم
کرتے ہین کہ دو رنڈیان باشور و فغان ایک پسر رشک قمر پر جنگ و جدل پر دغل کرتین اور ہر ایک اپنی اپنی
طرف اوس پسر بے پدر کو کھینچتین اور یہ کہتین کہ یہ نور بصر لخت جگر میر اضیای چشم ہے تو کون ہوتی ہے جو میرے
فرزند دلبند کو زبردستی لیتی ہے۔ شعر۔ لے زبردست زیر دست آزار۔ گرم تا کے بماند این بازار۔ لیکن
استبداد اہیات کا کوئی گواہ حسب دلخواہ نہ تھا جو ان دونون کو قائل کرتا یہ مقصد حیرت انگیز اور ماجرا
جگر سوز حامی دین حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے حضور مین رجوع ہوا اور انصاف اس قصہ پر آشوب کا
اون دونون نے چاہا اور اونکا یہ احوال پر اختلال جناب امیر علیہ السلام نائب خیر الانام مسموع فرما کر ایک
جلاد بے بیداد سے فرمایا کہ اس طفل بے نسل کو تیغ بیدریغ سے برابر دو حصے کر کے آدھا ایک عورت نیک خصلت
کو دے اور آدھا ایک زن پُر فن کی آغوش فطرت مین چھوڑ دے کسواسطیکہ شعر۔ کید زن دل مردان و نیم است
زنان را کید ہاے بس عظیم است۔ یہ سخن دلشکن جناب امیر علیہ السلام کے زبان مبارک سے سنکر وہ زن
پُر فن کہ جسکا طفل بے نسل نہ تھا ناخوش ہو گئی لیکن جس عورت نیک طینت کے شکم سے وہ دلبر رشک قمر
متولد ہوا تھا بے اختیار زار زار مثل ابر نوبہار رو کر کہنے لگی کہ یا جناب پاک یہ غمناک دل دو نیم جان سقیم
اس بات پر بدل راضی و شاکر ہے یہ طفل بیگناہ آہ اسی زن رہزن کو حوالہ کر دیجیے لیکن اسکو قتل کا حکم
نہ فرمایئے میرے جس شعر نہ ملنے کے دکھ اسکے مینے سہے۔ بھلا اپنے جی سے تو جیتا رہے۔ اس لیے بردا کو آہ
کیا ہے والقول مصنفے شعر موآئی کی نہین جس شخص کو پیر۔ چہ داند دیگرے را درد پیر۔ یہ گفتگو اوس عورت
نیک خو کی جناب امیر علیہ السلام استماع کر کے فرمانے لگے اے عورت نیک طینت فی الحقیقت یہ پسر رشک
ماہ انور تیرے سپہر بطن سے جلوہ گر ہوا ہے یہ اندھیر نہین جو کوئی تیرہ بخت رو سیاہ تجھ بیگناہ سے لے
غرض حضرت پر کرامت نے اوسکا طفل دلوا دیا اور دوسری زن پُر فن کو زجر و توبیخ کر کے تشہیر کیا نظم
تا کہ دنیا مین کوئی بد خصلت۔ پھر کسی پر نہ یون کرے تہمت۔ سچ ہے جھوٹ رنڈیو سنیے خدا۔ حفظ مین رکھے اپنے صبح و مسا

حکایت ایک شخص کا غلام بھاگ کر دوسرے شہر مین گیا مالک نے وہان جا کر
اوسے پکڑا غلام نے آقا کو غلام ظاہر کیا جناب امیر علیہ السلام نے

اپنی دانائی سے غلام کو دریافت فرما کر اوسکے آقا کو حوالہ کیا

سخنوران باوقار اور حاکیان دل صفا کاغذ بیوفائی پر کلک دانائی سے یہ حکایت نادر روایت یون تحریر و تسطیر کرتے ہین
کہ ایک غلام نافرجام اپنے آقا نیک انجام کے پاس سے ایکبار فرار ہو گیا بعد انقضائے چند ایام وہ صاحب نیک انجام وسیلہ فقہ گار ہے ایک

شہر غدار مین جو وارد و صادر ہوا تو کیا دیکھتا ہے کہ وہ غلام ناکام بخوشی و خرمی تمام اوس شہر مین سیر کنان ہے
اوس عزیز باتمیز نے جو غلام نافرجام کو پہچان کر دستگیر کیا تو وہ ناپاک زبان چالاک اپنے آقا کی کمر مین ہاتھ
ڈالکر کہنے لگا اے غلام ناکام مدت مدید اور عرصہ بعید کے بعد تو آج میرے ہاتھ آیا ہے لیکن سچ کہہ وہ جو
میرا اسباب انتخاب تو چرا کر لے آیا تھا وہ کیا کیا غرض باہم وہ دونو مین یہی گفتگو دو بدو تھی کہ وہ صاحب تو
کہتا تھا کہ تو میرا غلام زرخرید ہے اور غلام نافرجام اپنے آقا کو کہتا تھا کہ تو میرے باپ کا غلام ناکام ہے اور اسی ڈر
تیری وہ مثل ہے مثل کہ اولٹے چور کو توال کو ڈانڈے غرض اوس بیچارے آقا پر وہ مثل بعل ہو گئی کہ
سچّا جھوٹے سے آگے رہ مرے غرض یہ محکمہ عظیم اور مخمصہ ذمیم جناب امیر علیہ السلام کے پاس وہ آقا یادو فا
لے گیا اور یون حرف زن ہوا کہ یا جناب پاک یہ عجیب اتفاق اس آفاق مین درپیش ہے یعنی فرد گل بتاراج
رفت و خار بماند ٭ گنج بر باد رفت و مار بماند ٭ یہ واردات عجائبات جناب امیر علیہ السلام استماع کرکے فرمانے
لگے کہ اگر تمھارا کوئی گواہ حسب دلخواہ نہین ہے تو تم دونون غرفون مین الگ الگ سر کو نکالکر
بیٹھو تمھارا قفل انصاف کلید دانائی سے کھل جائے گا غرض وہ دونون حکم حاکم مرگ نفاجات
سمجھکر الگ الگ دریچون مین سر نکالکر بیٹھے اوسوقت جناب امیر علیہ السلام نے یہ کلام جلّاد پر بیداد
سے کہا اے جلاد دیکھتا کیا ہے ایسی تیغ بیدریغ غلام ناکام کی گردن پر مار کہ سر اوڑ جاے یہ بات پر
کرامات اوس غلام ناکام نے سنکر جلد اپنے سر دریچے مین کھینچ لیا اور وہ آقا سچا جسطرح بیٹھا تھا
بیٹھا رہ گیا بقول شخصے سانچ کو آنچ کیا یہ حرکات واہیات غلام بدذات کی جناب امیر علیہ السلام
ملاحظہ فرماکے اوسکے آقا سے ارشاد کرنے لگے کہ اے عزیز باتمیز یہ غلام لا کلام تیرا ہے اور تو
اوسکا مالک و مختار جو چاہے سو کر لیکن اس بیوفا سے وفا کی توقع نہ رکھ کہ حدیث شریف مین ہے
لاخیر فی العبید اور سچ بھی ہے ابیات ٭ پر دغا باوفا نہین ہوتا ٭ باوفا پر دغا نہین ہوتا ٭
بے صفائی غلام کی مجبور ٭ واقعی سب جہان مین ہے مشہور

حکایت کئی شخصون نے روئی کے گٹھے چرا لیے اور کسیکو دریافت نہوا ایک امیر صاحب تدبیر نے فراست اور گیاست سے چورونکو تحقیق کرکے تعزیر دی

عاقلان بینہ دہان اور فیلسوفان چیدہ زبان خوبرو ئی اور زشت روئی اشراف و اجلاف کی روی
الفاظ سے یون بیان کرتے ہین کہ زمانہ قدیم اور عہد شاہان عظیم مین بازار شہر غدار سے کچھ روئی کے گٹھے اکھٹے
کیے گئے تھے ہرچند عقلمند و دانشمند کوتوال نے تلاش بقیاس کی لیکن ایک پشم اوسکے ہاتھ نہ آئی

باین عدل وانصاف بقول مرزا رفیع السودا اوس شہر مینو چہر مین اشعار پارا جاتا تھا چور نگرہ ایکا +
باندھا جاتا تھا دزد لکڑ پکا + تھانہ رشوت سے کوتوال کو کام + تھانہ عالم مین چوٹے کا نام ۔ آخر کار سب دنی
فروشون باہوش بصد جوش وخروش بادشاہ گیتی پناہ کے در دولت اور آستانہ حشمت پر بگرمی دادخواہی
مستغاثی ہوئے یہ احوال کثیر الاختلال سنکر بادشاہ فرخندہ فال بصد ملال دلمین کہنے لگا اگر ان دادخواہونکی خبر نہ لیگی
تو ناحق لوگونسے آنکھہ چرانی پڑیگی الغرض بہ نرمی سخن ہر ایک امیر صاحب توقیر سے کہا کہ اسکی جستجو تم سو سب پر واجب ہے
القصہ ایک امیر صاحب عجب تدبیر کی کہ سب مردمان شہر کو دعوت بر علت آ کے بہانے اپنے گھر مین بلوایا القصہ جبکہ تمام ساکنان شہر
مجتمع ہوئے اوس امیر خوش تقریر نے باواز بلند یون کہا کہ عجب اس شہر کے لوگ احمق اور بیوقوف ہین یعنی ہرچہ
جانتے ہین کہ روئی کے گٹھے بیوپارون سے چوری گئے ہین اور بادشاہ عالم پناہ اوسکے تفحص اور تجسس مین سرگرم
ہے اور ہر گھر مین لوگ روئی کے روئیں اپنی ریش و بروت پر افشان کرکے آتے ہین بقول خواجہ حافظ مصرع ع یہ دلاور است
دزدے کہ بکف چراغ دارد ۔ یہ گفتگو دیدہ ور امیر صاحب تدبیر کی سنکر اپنی ڈاڑھی اور مونچھ کو جھاڑنے لگے یہ ماجرا
عجیب پر فریب وہ امیر دیکھکر لوگونسے کہنے لگا کہ ان زشت رو بھرے بھرے گالونکی ڈاڑھی ایکبیل سی ہے بہت
غضب پر تعجب قوم ڈالو الغرض اون لوگونکو سرہنگون نے مذاقونکی طرح چوب سیاست سے جو دھنکنا شروع
کیا تو یہ صورت ہوئی کہ تانت باجی اور راگ بوجھا لیکن وہ دزد اشد یہی کہتے تھے کہ ہم تو نہ کپاس اوٹانکو نہ لٹھم لٹھا
یہ ہمپر اتہام ناکام ناحق ہے گر زدہ کو بہ وہ شے ہے بقول شخصے مثل کہ اگر ٹیکے بل گمڑی ناچے قصہ مختصر چورون نے
چوری قبول کے عدول کی اور وہ چوری کی زشت روئی انٹی کر گئے تھے لاکر حاضر کی اور اپنے رشتہ
دارون مین اس بیچک سے نہایت مخجل ہوئے اور اونکا بل تکلے کیطرح نکلگیا اور اون چورون مین
جو کئی بداعمال یاوہ گو یعنی چرخ کی شکل تھے اس مار دھاڑ سے اونکے ہاتھہ پانون اینٹھ گئے قطعہ
ایک مجبور زیر چرخ کہن ۔ شیخ سعدی کا یاد رکھیہ یہ سخن ۔ عالم آن بہ کہ با عمل باشد ۔ ورنہ زنبور بے عسل باشد
حکایت ایک امیر صاحب توقیر کا اسباب دیوانخانہ سے گم ہوا قاضی کی دانائی سے پیدا کیا
حاکیان دزد معانی اور روایان عسس زبانی سحر بیان سے یون بیان کرتے ہین کہ ایک امیر صاحب توقیر کا کچھ
اسباب انتخاب دیوانخانہ سے چوری ہوگیا تھا صاحب خانہ نے ہرچند تلاش ہفیاس کیا مگر کہین سراغ مثل
چراغ زیر کن نہوا کہ اون لوگون مین کسی نے یہ اندھیر کیا قصہ کوتاہ یہ قصہ قاضی شہر علامہ دہر کے آگے رجوع ہوا
قاضی مرد ریاضی تامل بسیار ایک بار اندرون خانہ جاکر کئی چھڑیان برابر تراش کر باہر آیا اور یون حرف زن
ہوا کہ ان چھڑیونکو ہر ایک خادم اور ملازم اور صاحب خانہ اپنے گھر لیجائے مگر وقت سحر بخیط ان چھڑیون کو ہمری پاس
بلا وسواس لے آئے کیونکہ چھڑی کا خواص خاص ہے کہ دزد نامرد کے پاس ایک انگشت بڑھ جاتی ہے

اور شاہ عالیجاہ کے پاس برابر رہتی ہے اس دلیل استوار اور عقل پایدار سے مجکو جو بہ صفحہ زر در اور شاہ جہانیان
خوب یقین ہو جاتا ہے سننے اس عمل بے خلل سے بارہا چوروں کو زیر چوب کھینچا ہے یہ گفتگو قاضی نیکخو کی
سنکر ہر ایک نے ایک ایک چھڑی اوٹھالی اور اپنے اپنے گھر کو راہی ہوا مگر جس شخص نے جوانمردی سے
دزدی کی تھی وہ گھر میں جاکر دل میں کہنے لگا اگر یہ چھڑی میرے پاس بلا و سواس زیادہ نکلی تو بڑا غضب
بر تعب ہوگا اس سے تو اس چھڑی دزد فاش کو ایک اونگل تراش ڈالیے تو خوب ہو تاکہ ہمچشموں میں انگشت
نما نہو جیسے اس پیش بندی اور عقل مندی سے اوس دزد نامرد نے اوس چھڑی کو چھری لیکے ایک اونگل
کاٹ ڈالا وقت سحر بخطر دزد داشد اوس چھڑی کو قاضی مرد ریاضی کے آگے خوشی خوشی لے گیا الغرض قاضی
نیک طینت صاحب فراست نے جو اون سب چھڑیوں کو گز دانائی سے پیمایش کیا تو ایک پورا اوس چور
سمہ زر کی چھڑی کم نکلی قاضی نے اوس چور دست دراز کو اشارہ انگشت سے سب میں انگشت نما کیا اور ہاتھ
پانوں باندھ کے ایسی کھنہ پائیاں لگوائیں کہ اپنی کوتاہی کا قائل ہو کے دست بستہ آنکھ چرا کر کہنے لگا کہ بس
اب مجھے زیادہ ہمچشموں میں رسوا نہ کریں میں تمہارا مال و اسباب بحساب حاضر کرتا ہوں **قطعہ** آخر کار اوسنے
لا کے شتاب صاحب خانہ کا دیا اسباب منصفی چاہتی ہے یوں مجبور جیسے قاضی نے کی بعقل و شعور

حکایت دو شخص جو سر بازی سیر بھر بدن کا گوشت بازی بد کر کھیلے اون میں سے ایک
نے بازی جیت کر شرط طلب کی دوسرا اپنے گوشت کے عوض زر دینے لگا اوسنے
قبول نہ کیا قاضی نے دانائی سے اوسے مفت خلاصی دلوادی کچھ دینا نہ پڑا

میر بساطان حکایات کہن اور قماربازان روایات انجمن بساط قرطاس رنگین پر یوں تحریر کرتے ہیں
کہ دو شخص باہم بازی چوسر بد کر کھیلے کہ جو مقامر شاطر بازی بجانبازی جیتے وہ سیر بھر گوشت مع
پوست بدن کا اور ہارنے شعرا دونوں نے غرض کرکے عہد استوار عجب طرح کی یہ بدی جیت ہار
الحاصل اون میں سے ایک عزیز باتمیز بازی بدرازی ہار اور دوسرا شخص بخوشی و خرمی اوس اپنی
بازی کا طلبگار ہوا تو وہ غریب بے نصیب اس بازی جانبازی سے پہلو تہی کر کے گوشت اعضا کی
عوض مبلغ خطیر اور تحفہ بے نظیر دینے کو حاضر ہوا لیکن اوس عزیز ناچیز نے ایک آثار گوشت مع پوست کے
سوا کسی شے پر خیال نکیا **شعر** عجب طرح کا تھا یہ قصہ وہاں کہ حیران تھے جس سے خرد و کلاں القصہ یہ قصہ رفتہ
رفتہ قاضی شرع شریف کے سامنے رجوع ہوا اوس قاضی شرع متین صاحب تمکین نے کہا اے قصاب
قصاب وضع خام خیال اس ضعیف لاغر تن کے بدن کے گوشت کا خواہاں نہو اسکے عوض زر اور دینار
جو تجھے درکار ہو اس عزیز ناچیز سے لے اور رنج و محن سے فرصت دے غرض ہر چند قاضی دانشمند نے اوسکو سمجھایا

مگر وہ نہ سمجھا شیخ سعدی شیرازی کے بقول اشعار آہنے را کہ سوریانہ خورد نتوان ہر دار زدیہ صیقل زنگ ٭ باسیہ دل چہ سود گفتن وعظ ٭ نرود میخ آہنی در سنگ ٭ آخرکار ناچار قاضی نے کہا اے عزیز بے تمیز اگر اسکا گوشت اعضا تیری لینے کی مرضی ہو تو خیر تسلیم اللہ لیکن آنتا ر گوشت کی سوا اگر ایک ماشہ زیادہ تو لیگا تو تیری بوٹیاں کاٹ کاٹ کر چیلون کے حوالے کر دونگا یہ کلام بدانجام قاضی مرد ریاضی کا وہ نافرجام سنکر گویا ہوا کہ اے قاضی اس امر پہ مین راضی میرا خدا راضی کہ اسکا گوشت مع پوست مین نے بحل کیا ابیات اور جواب اس سے مین کرون تکرار ٭ تو مجھے کیجیے ذلیل اور خوار ٭ مین نے بازی تمام پھیر پا لی پھر کرونگا نہ ایسی رسوائی ٭ الغرض قاضی نے اوسے مجبور ٭ خوب راضی کیا بزور شعور

حکایت ایک شخص نے جواہر کا صرہ مہرہ کر کے قاضی کو سپرد کیا اور قاضی نے اوسمین خیانت کی بادشاہ نے فراست کاملہ سے دریافت فرماکر جواہر صاحب مالک کو دیا اور قاضی کو نادم کیا

جوہریان درمعانی اور بقولین تیز زبانی یہ حکایت آبدار اور روایت رشک در شہوار رشتہ بیان مین یون پروتے ہین کہ ایک شخص دانا دل اور یگانہ عاقل چند عدد جواہر زواہر ایک کیسے مین سربمہر کر کے قاضی لامعنی کے روبرو لیگیا اور گوہر ہاے سخن کو رشتہ بیان مین یون پرونے لگا کہ اے لعل بے بہاے کان دیانت واے صدف بیرباے دکان امانت ابیات تجھے سب بے ریا نیک طینت سمجھ ٭ تجھے باخدا نیک خصلت سمجھ ٭ ضرورت سے ہے مجکو عزم سفر ٭ مین لایا ہون کچھ جو ہر کچھ تیرے گھر ٭ سفر سے مین جیتا جو پھر آؤنگا ٭ تو اپنی امانت مین لیجاؤنگا ٭ ہوئی گر وہان ہستی میری تمام ٭ تو یہ مال تیرا ہے اے نیکنام ٭ یہ کلام نیک انجام قاضی استماع کر کے یون گویا ہوا کہ اے عزیز باتمیز کیا مضایقہ مصرع درکار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست ٭ غرض بعد قیل و قال اوس نیک خصال نے وہ جواہر زواہر سپرد کر کے عزم سفر کا کیا اور اودھر قاضی پاجی نے وہ جواہر بیش قیمت اوس کیسۂ سربمہر کو پارہ کر کے نکال لیا۔ اور اوسکے عوض اوس دروغ گو نے جواہر قلب سے اوس کیسہ سربمہر کو پر کر دیا اور ہر ایک رفوگر یکتاے زمانہ یگانہ کار کو بلوا کر رشتہ بیان مین دربارہ سخن کو یون رفو کرنے لگا کہ ای دانشمند خطۂ کشمیر واے خردمند روشن ضمیر اس کیسہ سربمہر کو ایسا رفو کر دے کہ اصلا کسی پر افشا نہو اسکا انعام اے نیک انجام جسقدر طلب کریگا حاضر کرونگا غرض کئی ہزار دینار اوسکی اجرت ٹھہرا کر اوس رفوگر بخیر نے اس شکل کا رفو اوس کیسے پر کیا کہ اگر ہزار بینا چشم غور سے ملاحظہ کرے لیکن ممکن عقل نہین جو اوس رفو کے رشتے کو پائے المدعا وہ کیسہ سربمہر اس شکل سے درست اور جیسا کہ رفوگر

قاضی کے حوالے کیا اور اوسکا جوڑا پورا پورا دست بدست لیکر دہانسے تیز پا ہوا القصہ بعد انقضاے
چندایام وہ نیک انجام سفر سے آکر جو اپنی امانت کا طالب ہوا تو اوس قاضی پر دغل بدعمل نے وہ کیسہ
سربمہر حوالے کیا اور اوس عزیز نے اپنے گھر مین جو وہ کیسہ کھولا تو وہ جواہر زواہر پتھر نظر آیا یہ ماجراے عجیب
و غریب وہ عزیز باتمیز ملاحظہ کرکے قاضی کے قریب گیا اور یون کہنے لگا کہ اے قاضی پاجی یہ تو نے کیا تغلب
پر غضب کیا تو وہ قاضی پاجی کہنے لگا کہ اے عزیز باتمیز تو مجکو یہ دزدی و دغابازی کیون
متہم کرتا ہے **مثنوی** مین نہین واقف امانت سے تری • لوگ واقف ہین دیانت سے مری • جسطرح کا
مجکو کیسہ دے گیا • ویسا ہی تو مجھ سے آکر لے گیا • مجکو زر لینا جو ہوتا قہر کا • تو مین تھا قاضی تمامی شہر کا
جس طرح جی چاہتا کرتا وہ بات • مال و دولت جس مین آتی میرے ہاتھ • غرض قاضی نے اوس
لعل بیش قیمت کو گفتگوی دروغ سے قلب کردیا وہ عزیز باتمیز ناچار ایکبار اکبر بادشاہ عالیجاہ کے پاس جاکر
مستغاثی ہوا بعد دریافت حال پر اختلال شاہ گیتی پناہ نے کہا کہ اے عزیز باتمیز وہ کیسہ جواہر غلط کا میرے
پاس و سواس چھوڑ جا اور چند روز دل افروز کے بعد پھر تو یہان آنا تیری داد ناشاد ملجائیگی اپنی خاطر
فاتر جمع رکھ اس کلام صدق نظام سے بادشاہ عالم پناہ نے اوسکو بصد بشاشت رخصت کیا
مگر جس مسند زرنگار رشک بہار اعجوبہ کار پر مسند نشین تھا اوسکو قریب حاشیہ بادشاہ جمجاہ نے
چاک کردیا اور براے شکار فرحت آثار طرف کہسار و مرغزار سوار ہو گیا اور ادھر فراش خوش
معاش نے چاہا کہ مسند زرنگار رشک بہار کو آراستہ کرے تو کیا دیکھتا ہے کہ وہ مسند زرین رشک
چین حاشیہ کے قریب قدرے چاک ہے دیکھتے ہی اس واردات عجائبات کو فراش ناشناس
کی آنکھون مین ہیجانی کے پردے پڑ گئے اور یون دل مین کہنے لگا کہ اگر اس مسند کی چاک سہنا کا
بادشاہ عالم پناہ پر پردہ فاش ہوگا تو مجکو مارے پیچون کے فرش کردیگا اس احوال پر اختلال سے
اوس فراش پر تلاش نے جو اپنے دوستدار جوڑی دار کو مطلع کیا تو وہ بیباک صاحب ادراک کہنے لگا اے
برادر بجان برابر یہ راز پوشیدہ اگر اور کسی پر افشان نہین ہے تو خاطر فاطر جمع رکھ اس شہر مینو چہر مین
ایک رفوگر کامل و عاقل ایسا ہے کہ تیر اشگاف خوب اوسکے دست شفقت سے رفو ہو جائیگا یہ کلام وہ
نیک انجام اوسکی زبان سے سنکر وہ مسند زرین رفوگر کے قرین لے گیا اور یون گویا ہوا کہ اے نادرہ کار
سلیقہ شعار یہ التجا تیری خدمت فیضہ رحمت مین رکھتا ہون اوسکو باجابت قبول کر اور اوسکا جوڑا جوڑا
پورا ہوگا اوس سے المضاعف تیری خدمت فیضمد رحمت مین حاضر کردونگا الغرض اوس صاحب
ادراک بے باک نے اوس چاک مسند کو جیسا چاہیے ویسا ہی رفو کردیا کہ اوس فراش خوش معاش

کی عقل رفو در چکر ہو گئی قصہ مختصر وہ فراش خوش تماش مسند زرنگار رشک بہار کو ویسی ہی دلکش سے آراستہ
کر کے خاموش ہو رہا لیکن اکبر بادشاہ عالم پناہ نے جو مسند پارہ کو دوبارہ درست اور حیثیت پایا اوس فراش عیار
کو بلوا کے ارشاد کیا کہ راست راست کہ مسند زرین رشک چمن کو کس رفوگر نادرہ کار سلیقہ شعار نے
درست کیا یہ سخن لرزہ فگن بادشاہ عالیجاہ کا فراش ہیچداں سنکر ترسان و لرزان ہوا بادشاہ عالم پناہ نے
تشفی تمام یہ کلام کیا کہ اے پرہراس ہیچداں نہو یہ جائے خوف و خطر نہیں ہے برائے مصلحت نیک
اس مسند زرنگار اعجوبہ کار کو مینے پارہ کیا تھا یہ کلام نیک انجام فراش ہیچداں کے جو گوش زد ہوا تو حواس
خمسہ بجا کر کے اوس رفوگر بے نشان کا نشان دیا غرض بادشاہ ظل اللہ نے اوس رفوگر نادرہ کار کو طلب
فرما کے وہ کیسہ دکھلایا اور یوں حرف زن ہوا کہ یہ کیسہ سربمہر لے رو سیاہ تیرے ہاتھ کا درست کیا ہوا ہے کہ دیگر
تیرا گوشت مع پوست پارہ پارہ کر ڈالونگا آخر کار بخوف شاہ نامدار اوس رفوگر پرخطر نے کہا واقعی اس کیسہ میں نقد
بصد آزار غلام ناکام نے قاضی شہر کو کر دیا تھا اس بات میں سو برابر تجاوز و تفاوت نہیں ہے حاصل کلام
بادشاہ عالیمقام نے قاضی شہر کو طلب فرما کے یوں ارشاد کیا کہ اے قاضی پاجی تجکو صاحب دیانت اور مرد
خیانت سمجھکر مینے قضیہ ہائے شہر کی قضا دی تھی اور تجھ سے یہ فعل سرزد ہوا القول مصرع چو کفر
از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی مگر اسمیں خیریت ہے کہ اس عزیز باتمیز کو جواہر زواہر حوالے کر دے یہ کلام شاہ
عالیمقام کا قاضی گوش زد کر کے کہنے لگا کہ اے بادشاہ عالم پناہ مینے اس عزیز باتمیز سے جیسا کیسہ سربمہر لیکے
رکھا تھا ویسا ہی سربمہر اسکے سپرد کیا اس سخن پر از فن پر بادشاہ متبسم ہو کر یوں حرف زن ہوا کہ اے قاضی پاجی
طینت بے حیثیت جس رفوگر نے اس کیسہ پر رفو کیا ہے وہ خود موجود ہے اس گفتگو کے دبدبہ سے قاضی کمال نادم و شرمندہ
ہوا المدعا بادشاہ عالیجاہ نے اوس عزیز باتمیز کا جواہر گرانبار قاضی نابکار سے دلوا دیا اور بندیخانہ کا قضایا سپرد کیا
اور رفوگر نادرہ کار سلیقہ دار کے دونو ہاتھ کٹوا کر کچھ ایسا تعین کر دیا کہ تا زیست مع خویش و اقربا خوش معاش
رہے اور عبادت جناب الٰہی سے غافل نہوا ابیات جو ایسی عدالت کرے شہریار + تو راضی رہے اوس سے
پروردگار + جو حاکم کرے عدل سے احتراز + نہیں اوسکا مقبول روزہ نماز + یہ حاکم جو جو ہیں آجکل + خدا اونکو غارت کرے بے اجل

ایک شخص نے کئی اشرفیاں درخت کے نیچے چھپا کر گاڑ دیں وہاں سے کوئی کھود لیگیا مالک اشرفی اکبر بادشاہ سے داد خواہ ہوا بادشاہ نے حکمت عملی سے پیدا فرما کر مالک کو دلوا دیں

زرگران فصیح زبان اور تیمیران ملیح بیان یہ حکایت پر فصاحت قرطاس طائی پر نوک قلم ضرب المثل اس
روپ سے رقم کرتے ہیں کہ ایک عزیز خسیس کھوٹی قسمت نے کچھ اشرفیان اکبر شاہی صحرای بے پایان میں

زیر درخت پنہان اور پوشیدہ رکھین تھین مگر اوس جاکو وہ بدطینت بے حیثیت گاہے گاہے دیکھ آیا
کرتا تھا قضاے کار بدست چرخ کجرفتار ایک روز کوئی دست چالاک اون اشرفیون کو اس طرح سے دبا لینے
اوڑا لیگیا کہ اصلا کسی پر افشا نہوا اور بنا معقول اپنے معمول سے جو گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ وہ اشرفیان پنہان
سب کی سب غائب ہین غرض یہ خسیس کثیف نہایت جلا بھنا مگر بقول شخصے دو پہر آگئے کے دن پاچھے
سگئے ہر سے کیونہ ہیت ٭ اب پچھتاے کا ہوت ہے جب چڑیان چگ گیئن کھیت ٭ الحاصل یہ بیدل روتا
اور پیٹتا اکبر بادشاہ عالم پناہ کی ڈیوڑھی پر دادخواہ ہوا اکبر بادشاہ ظل اللہ نے اوسکو طلب فرماکر پوچھا کہ
اے عزیز باتمیز تیری اس بات کا کوئی گواہ خاطر خواہ بھی ہے یا نہین اس نامعقول الطول نے کہا کہ اے
شہنشاہ عادل زبان داد رس مظلومان حقیقت تو یون ہے کہ ذات جناب باری کے سوا کوئی
اس امر سے واقف نہین ہے مگر مینے فلانے صحراے لق و دق مین ایک درخت کے نیچے وہ اشرفیان
دفن کین تھین اور گاہے گاہے اونکو بچشم خود دیکھ آتا تھا لیکن نہین معلوم اور مفہوم ہوتا ہے کہ ایسے مکان
بے نشان سے کون دست چالاک وہ اشرفیان پنہان غائب کر گیا یہ کلام اوس نیک انجام کا بادشاہ سنکر
کہنے لگا کہ اے عزیز بے تمیز کوئی بھی ایسی حرکت ناشائستہ کرتا ہے جو تجھ سے وقوع مین آئی خیر کیا مضائقہ
انشاء اللہ تعالے بعد چند روز کے تیری اشرفیان پنہان ظاہر ہوجائین گی اس گفتگو نیکو سے بادشاہ عالیجاہ نے
اوسکو بصد بشاشت رخصت کیا اور حکماے حاذق اور اطباے صادق کو طلب فرماکے یون ارشاد کیا کہ وہ
جو فلانے صحراے بے نشان کے درمیان ایک درخت اعجوبہ برشک طوبی سرسبز ہے اوسکا خواص
خاص دریافت کرو کہ اوسکا برگ و بر و بیخ و شاخ کس کس مرض کو سود مند ہے آخر کار اطباے شاہی آرزوی
قانون حکمت اوس درخت کا خواص دریافت کرکے حضور پرنور مین حاضر ہوئے اور وہ نسخہ معجون تدبیر
بے نظیر کا نظر مبارک مین گذرانکر یون گویا ہوے کہ اے فلاطون طبیعت و اے ارسطو خصلت اوس درخت سے
یہ نکلا یہ خواص ہے کہ اگر اوسکا سفوف صاحب یرقان ہمراہ آب تازہ بہار نوشجان کرے تو فوراً اچھا ہو جاے
اور اوسکے ثمر بر اثر کے کھانے سے مدقوق و مسلول صحت پاتے ہین اور اوسکی شاخ کے ضماد سے مریض
فی الحال نونہال ہوتے ہین اور اوسکی بیخ کے بخور سے مستسقی کیا لحمی کیا زقی کیا طبلی ایک روز مین
غسل صحت کرتے ہین الحاصل بعد دریافت خواص درخت اعجوبہ برشک طوبی بادشاہ عالم پناہ نے سب
اطباے شہر کو بلواکر فرمایا کہ اس مہینے مین قرینے سے دریافت کرو کہ تمھارے مطلب مین کتنے مریض
مستسقی کے رجوع ہوئے تھے آخر کار بتامل بسیار ہر ایک نے اپنے اپنے مریض کو بادشاہ عالم پناہ کے حضور
مین حاضر کیا اوس برشک بقراط اور غیرت سقراط نے سب مریضون کو طبیبون کے روبرو دو بدو

حاضر کرکے پوچھا کہ تم سب آزارمندون نے کس کس دوا سے شفا پائی ہے سچ کہنا نہین تو مورد عتاب شاہی ہوگے غرض ہر ایک نے اپنی اپنی صحت کا احوال فی الحال بیان کیا مگر جس مریض نے اوس درخت کے جڑ سے شفا پائی تھی اوس سے بادشاہ جمجاہ نے حکمت عملی سے پوچھا کہ وہ درخت کی جڑ تو نے کس دواساز ناساز سے منگوائی تھی قدرے مجھے بھی مطلوب ہے یہ کلام نیک انجام بادشاہ عالی مقام کا سنکر اوس مریض نے اوسکو حاضر کیا شاہ عادل زمان اور باذل جہان نے اوس دواساز سے پوچھا کہ فلانے درخت کی بیخ اے شیخ تو ہی لایا ہے اوس نافہم ناقص عقل نے کہا قربانت شوم بلے شہر اوس جڑی کی جڑ سے واقف ہون مگر + اوس نہال زر سے ہون مین بیخبر + یہ گفتگوے زرگری ٹکسال باہر بادشاہ گوش زد کرکے یون گرم سخن ہوا کہ ای جہان کے بنیا ہے اگر اوس درخت کی بیخ و بنیاد سے تو واقف ہے تو اوس بیگناہ کی اشرفیان حوالے کر دے نہین تو ضرب پاپوش سے سر کی چاندی گداز ہوجائیگی اور سکہ دزدی سے ٹھونکا جائیگا القصہ عاخوف زدہ کوب ہو اوس مفت برنے وہ اشرفیان پنہان لاکر حاضر کین لیکن ابیات سبھی شاہو نکو اے مہجور اس دارالخلافت مین یہی جائیز ہے ایوان طریقت اور شریعت مین + کہ منصف ہو تو ایسا ہو جو عادل ہو تو ایسا ہو + جو عاقل ہو تو ایسا ہو جو عامل ہو تو ایسا ہو

حکایت ایک شخص اپنا مال خوشبو ساز کے پاس رکھکر سفر کو گیا چندروز کے بعد سفر سے آکر اپنا مال اوس سے طلب کیا وہ منکر ہوا ندیا حسب استغاثہ مدعی حاکم شہر نے فراست سے دلوا دیا

راویان معطر مشام اور حاکیان معنبر کلام یہ حکایت پر نگہت صفحۂ صندلی پر کلک عود خام اور سیاہی مشک خام سے یون رقم کرتے ہین کہ ایک شخص نیک خصلت فرشتہ طینت نے ایک خوشبو ساز دغاباز کو صاحب دیانت بے خیانت جانکر اپنا مال بزر دال سپرد کیا اور برائے سیر کسی شہر کو راہی ہوا بعد انقضائے چند ایام اوس نیک انجام نے سفر سے آکر جو اپنا مال بزر دال طلب کیا تو وہ دغاباز ناساز مال مردم خور منہ زور کہنے لگا کہ اے عزیز بے تمیز کچھ وحشی ہوگیا ہے جا فصد لے ان باتون مین خون کی بو آتی ہے مجھ سے کلام پر اتہام نکر کوئی تیری سند کا گواہ اور شاہد بھی ہے جو ناحق بہتان بے نشان تو کرتا ہے یہ ماجرا حیرت افزا اوسکے قریب وجوار اور یار غمخوار سنکر کہنے لگی کہ اے عزیز بے تمیز تیرا اتہام اس نیک انجام پر کفایت نہ کرے گا کیونکہ یہ شخص مثنوی ہی دیانت متانت مین مشہور ہے + یہ خود مال دنیا سے معمور ہے + جو چاہے کرے روشنی اسکی ماند + چھپا ہے کہین خاک ڈالے سے چاند + جو تو اوس سے ناحق کو اڑ جائے گا

تو اپنے کیے کی سزا پائیگا ۔ گفتگو بیہودہ جو اسکے ہمسائے کی سنکر وہ عزیز باتمیز خاموش ہوگیا دو روز
کے بعد حاکم شہر کی ڈیوڑھی پر جاکر مستغاثی ہوا اوس حاکم عادل زمان نے پوچھا کہ اے عزیز باتمیز کچھ اسکی
سند اسناد درنوشت وخواند بھی رکھتا ہے یا نہیں وہ خود گم کردہ جواب دہ ہوا کہ اے حاکم جہان داے
عادل زمان سوائے خدا کوئی اس امر کا گواہ حسب دلخواہ نہیں ہے مگر اس قول پر شاکر ہون بقول
نظامی رحمۃ اللہ علیہ شعر ۔ ببینم کہ تا کردگار جہان ۔ درین آشکارا چہ دارد نہان ۔ اسکا یہ کلام صدق نظام
استماع کرکے حاکم وقت نے کہا اے عزیز صاحب تمیز تو بیدل تین روز کامل اوسکی دکان پر جا بیٹھ مگر منھ سے
کچھ نہ بولنا بعد روز سوم اے تیرہ غم میری سواری بصد طیاری اودھر کو وارد ہوگی مین تجکو سلام مسنون الاسلام
کرونگا تو علیکم السلام کہکر چپ ہو رہنا پھر مین جو کچھ کہونگا تو جواب دہ نہوتا مگر ذرا اپنے سر کو ہلا دینا کچھ اسمین
سر سراسر با اثر ہے اور میرے رخصت ہونے کے بعد تو اوس سے سوال کرنا پھر وہ جو جواب دے تو
مجھ سے اظہار کیجیو یہ تدبیر پر تاثیر وہ عادل زمان اور حاکم جہان اسکو سمجھا کے کاروبار ملکی اور مالی مین
سرگرم ہوا اور یہ عزیز صاحب تمیز بصورت وحشیانہ گم کردہ آشیانہ اسکی دکان پر پہتان مین آبیٹھا لیکن کچھ
سوال مال درمیان نہ لایا تین شبانہ روز کامل کے بعد ایکباری حاکم شہر پر قہر کی سواری نمود ہوئی
المدعا جسوقت وہ حاکم جہان عادل زمان وہان اس بے نصیب کے قریب آیا ایکبار اسپ باد رفتار کو
استادہ فرماکر رسم سلام مسنون الاسلام بجالایا اس عزیز صاحب تمیز نے علیکم السلام کہکر حسب فرمودہ حاکم
زمان مہر خاموشی سے اپنے لب کو آشنا نہ کیا اور وہ حاکم جہان اور عادل زمان یون حرف زن ہوا کہ ای بیریائے
زمان و اے نا آشنای جہان تو میرے پاس بلا وسواس گاہے گاہے بھی نہیں آتا اور نہ کچھ اپنا حال پر ملال
مجھپر افشا کرتا ہے اسکا کیا موجب اور کیا سبب ہے یہ سخن پر فن حاکم سے سنکر وہ عزیز جواب دہ نہوا مگر
سردار کو ذرا جنبش دیکر چپ ہو رہا خیر وہ عالم زمان تو برائے سیر شہر غدار و باغ رشک بہار کسی طرف کو تشریف فرما
ہوگیا اور اوس عزیز باتمیز نے ایک دو گھڑی کے بعد پھر اوس خوشبو ساز دغا باز سے یہ کہا کہ کیون بھائی
ہمارا مال نہ دوگے تمھاری یہی مرضی ہے تو خیر اچھا مگر اسکا نتیجہ برا ہے مثل مشہور ہے مصرع جو ستائیگا کسیکو
وہ ستایا جائیگا ۔ یہ گفتگو وہ بدخو سنکر دل مین کہنے لگا کہ یہ حاکم عالی مقدار کا یار غار ہے اگر اوس سے
اپنا ذکر کرے گا تو ناحق حرمت مین بٹا آجائیگا اور زر کا زر دینا پڑے گا تو وہ مثل اصل ہوگی مثل کہ
ملاحی کی ملاحی دی اور بالنس کے بالنس کھائے اس سے تو بہتر یون ہے کہ بقول شیخ سعدی شیرازی
مصرع چہ کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی ۔ یہ تدبیر وہ پر تدبیر سوچ کر کہنے لگا کہ اے
عزیز باتمیز تو نے جس وقت مجکو اپنا مال سپرد کیا تھا کوئی شخص اور بھی اوس وقت

سرے قریب تھا یا میرے ہی تیرسے یہ معاملہ درپیش ہوا تھا مجکو ٹھیک ٹھیک بتا دی شاید فراموش ہو گیا ہو
کیونکہ مثل الانسان مرکب الخطا و النسیان غرض اوس عزیز نے جب تمام و کمال بتا دیا تو وہ دغا باز
ناساز یون گویا ہوا کہ ہان راست راست کہتا ہی مجھکو بھی یاد آیا تیرا مال بنیر والی حاضر ہے لیجا ابیات
غرض اوس نے جلد پیسے لاکر تمام ؛ دیا مال اوس شخص کو دام دام ؛ ہو ایسی عادل جو ای مہربان ؛ تو معلوم ہو
بود و باش جہان ؛ جو حاکم عدالت سے بغفلت کرے ؛ تو سارا جہان اوسپہ لعنت کرے ؛ جو عادل ہین اونکو تو مجبور سب ؛ دعائین ملی تیرہین روز و شب

حکایت ایک ساہوکار کی امانت لیکر قاضی منکر ہو گیا اور علی مردان خان وزیر ہندوستان سے داد خواہ ہوا نواب موصوف نے حکمت عملی سے امانت قاضی سے دلوا کر راضی کیا

قاضیان شرع متین اور مفتیان پیشوائے دین صفحۂ انصاف پر کلک جگر شگاف سے یون تحریر و تسطیر کرتے ہین
کہ ہندوستان جنت نشان مین ایک ساہوکار مالدار اس قدر زر وافر رکھتا تھا کہ شاید سپہر بھی صندوق
کہکشان مین انجم اختر رکھتا ہو گا ایک روز بادہ و جگر سوز اوسکی عورت نیک خصلت نے مشورہ عاقبت اندیشی
سے کہا کہ اے کان دولت و اے معدن حشمت اس دولت ناپائدار مستعار کا کچھ بھروسا نکرو بقول میر حسن
شعر یہ دولت کسی پاس رہتی نہین ؛ سدا ناؤ کاغذ کی بہتی نہین ؛ اس سے یہ بہتر ہے کہ کچھ اشرفیان خفیہ
کسی صاحب دیانت اور مرد بے خیانت کو سپرد کر دے کسواسطے کہ زمانہ کی پستی و بلندی ہر بشر کو درپیش ہے اگر خدا نخواستہ
اس روزگار ناپائدار کا دیوالہ نکل جائیگا تو پھر اوقات بسری میری اور تیری کہانسے ہوگی اسواسطے کہتے ہون کہ
اگر کچھ کہین رکھا ہو گا تو وہان سے زر نقد تھوڑا تھوڑا لینا اور اخراجات لابدی مین صرف کرنا بھلا قوت لایموت سے
تو سیر رہینگے کیونکہ بقول میر حسن شعر سدا عیش دوران دکھاتا نہین ؛ گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہین ؛ یہ مشورہ
نیک وہ ساہوکار عالی وقار پسند خاطر کرکے ایک لاکھ روپے کی اشرفیان اکبر شاہی رات کو قاضی شہر کے
قریب لے گیا اور یون گویا ہوا کہ ای قاضی شرع متین و ای رہبر دین مجکو صاحب دیانت اور مرد بے خیانت
جانکر یہ مبلغ خطیر تیری خدمت فیضدرجت مین لایا ہون اس امانت کو اپنے صندوق دیانت مین رکھ چھوڑ
جس وقت مجکو برائے کار درکار ہو گا لیجاؤنگا یہ کلام وہ قاضی نافرجام سنکر کہنے لگا شعر
رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ؛ کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست ؛ غرض وہ ساہوکار عالی مقدار
وہ اشرفیان پنہان قاضی کو سپرد کرکے گھر مین آبیٹھا بعد انقضائے چند سال اس نیک اعمال کا
وہ سب مال دست گردش گردون دون اور بخشش ہائے افلاس بے قیاس سے پامال ہو گیا حتی کہ
نان شبینہ تک وہ دل افسردہ محتاج رہنے لگا آخرکار زوجۂ ساہوکار با دل زار یون کہنے لگی کہ ای گرفتار

الم واسے پامال جور وستم وہ اشرفیان پنہان جو قاضی کو سپرد کین تھین وہ کس دن کیواسطے رکھی ہین جا کر
تھوڑے سی سے آیا اور کاروبار ضروری مین صرف کر یہ گفتگو اپنی جورو نیکخو کی سُنکر ساہوکار قاضی شہر کے
پاس گیا اور نقد سخن کو درج دہن سے نکالکر محک امتحان قاضی پر کسکر کہنے لگا کہ اے قاضی مرد حقانی
اوس امانت معلومہ سے ایک سو اشرفی میرے دست تہی مین دے تا کہ کچھ اجرا ے کار دنیوی سے
فراغت پاؤن یہ کلام وہ قاضی بد انجام استماع کر کے کہنے لگا کہ ای ساہوکار تجکو خیر تو ہے کیسی اشرفیان اور کیا
بکتا ہی یہ باتین کھوٹی مار کھانے کی نشانی ہین یہ سخن دلشکن قاضی پاجی سے سُنکر وہ ساہوکار دلفگار با دیدہ
گریان اور سینۂ بریان گھر مین آبیٹھا ایک روز کے بعد اس احوال پر اختلال کی عرضی نواب علی مردان خان کو گذرانی
نواب موصوف نے اُسکا احوال کماحقہ دریافت کر کے یون اوس ساہوکار کے گوش مین گوش زد کیا کہ اسبات کو
ہرگز کسی کے گوش گذار نکرنا کیونکہ دیوار ہم گوش دارد انشاء اللہ تعالیٰ چند روز کے بعد تیری اشرفیان یکمشت تیرے
ہاتھ آئینگی اس کلام فرحت انجام سے ساہوکار کو بصد بشاشت رخصت کیا اور نواب موصوف نے دو چار روز کے بعد قاضی کو
بصد اشتیاق براے ملاقات اپنے گھر مین بلایا چند کلام فرحت انجام کے بعد نواب موصوف نے خلوت کر کے قاضی سے
کہا کہ ای زینت مسند دین و ای حاکم شرع متین تیری خدمت فیضدرجت مین یہ عرض ہی کہ ہم لوگ ہمیشہ عتاب
شاہی مین گرفتار رہتے ہین خدا نخواستہ ہمسے کوئی تقصیر صغیر و کبیر سرزد ہو جاے اور بادشاہ جمجاہ اوسکے مواخذے
مین ہمارا گھر بار ضبط کرلے تو پھر ہماری زیست خدا جانے کیونکر بسر ہو اور ہمارے بعد نہین معلوم بال بچون کا کیا حال ہو جائے
اسواسطے یہ مصلحت دلپذیر خیال مین گذری ہے کہ میری نو لاکھ روپے کی اشرفیان اپنے پاس بلا وسواس
رکھ چھوڑ اور اپنی مہر خاص سے یہ نوشتہ کردے کہ یہ مال بیزوال علی مردان خان کے عیال و اطفال کا ہے جسوقت وہ چاہین
لیجائین کسواسطے شعر کہ اس گلشن جہانگذرانی بہار + نہین اک تیری یہ لیل و نہار + یہ کلام وہ قاضی نافرجام سُنکر کہنے لگا
کیا مضائقہ میرا مکان و لستان حاضر ہی جسطرح آپ فرمائیے بجالاؤن نواب موصوف نے فرمایا کہ بالفعل توتہ خانے
بنوانے کی تدبیر کیجیے اوسکے بعد وہ زر خطیر تدبیر حاضر ہوگا غرض قاضی بیوقوف نواب موصوف کے فقرے مین آکر درمیان
مکان تہ خانۂ بے نشان کی تیاری کرنے لگا الحاصل بعد طیاری مکان مذکور قاضی بے شعور نے نواب موصوف کو
یہ رقعہ لکھا کہ بموجب ارشاد عالی مکان امانت اور ایمان و دولت طیار ہے اب بیخوف و خطر اوس مصلحت معلومہ کو
عمل مین لائیے نواب موصوف نے اوسکے جواب مین یہ کلام نیک انجام رقم فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ ایک دو روز
مین ساعت سعید زمانی سواریون کے حیلے سے وہ اشرفیان خدمت شریف مین پنہان حاضر ہوتی ہین لیکن
ای بندہ نواز یہ راز کسی پر افشان نہو ادھر تو نواب موصوف نے یہ رقعہ فریب آمادہ اوس تجفیف کو لکھکر بھیجا
اور ساہوکار داد خواہ کو طلب فرما کے یون ارشاد کیا کہ تو اپنا مال اوس بد اعمال سے طلب کرنا اور یہ کہنا

کہ اگر تو مال سیر الحال نہ دیگا تو مین تیری نالش کی عرضی علی مردان خان کی وساطت سی بادشاہ عالیجاہ کو گذرانونگا اوس کلام نیک انجام سے وہ بدگمان دلدالزنا تیری اشرفیان مقرر دیگا اسمین مطلق فرق نہین ہے غرض وہ ساہوکار دلفگار حسب ارشاد نواب علی مردان خان اشرفیان لینے کو اوس قاضی حاجی کے قریب جاکر وہی کلام عبرت التیام درمیان لایا قاضی اپنے دلمین سوچکر کہنے لگا اگر اسکی لاکھ روپے کی اشرفیان مین آجکل کے درمیان نہ دونگا تو نو لاکھ روپے کی اشرفیان علی مردانخان کی یکمشت میرے ہاتھ سے مفت جائینگی آخرکار کو غیر از افسوس کچھ ہاتھ نہ آئیگا یہ دل مین سوچکر قاضی نے ساہوکار دلفگار کو سب اشرفیان حوالے کین اور کہا برای خدا یہ راز مخفی کسی پر افشا نہ ہو کیونکہ میرے پاس قضایت کی خدمت بہت نازک ہے اوسکے بعد وہ قاضی پاجی نواب موصوف کی اشرفیون کا منتظر رہا آخرکار وہ مثل ہوئی مثل دو بدھا مین دونو گئے مایا ملی نہ رام ؎ بقول شخصے کہ ہاتھ کی بھی گئی چڑخو نکوئی ابیات غرض یہ ہے مہجور حق دار کا ؎ خدا حق دلاتا ہی یون بارہا ؎ کسی کا کوئی گر کرے حق تلف ؎ مقرر وہ دنیا مین ہے ناخلف ؎

حکایت دو شخصون نی اپنا مال ایک پیرزن کو سپرد کیا اور چلے گئے بعد چند روز کے اونمین سی ایک نی آکر اپنے شریک کو مردہ ظاہر کیا اور وہ مال پیرزن سے طلب کیا چند روز کے بعد دوسرے شریک نی آکر اوس پیرزن سی مال طلب کیا قاضی نی اوس شخص کو معقول کیا

راویان فطرت اساس اور حاکیان تہمت شناس یہ حکایت پر ندرت بنوک قلم یون رقم کرتے ہین کہ دو شخص کچھ زر نقد ایک پیرزال نیک خصال کو سپرد کر گئے یہ کہنے لگے کہ جس وقت اے نیکبخت ہم دونون ہم تیرے پاس بلا وسواس آئین تو اپنا مال بیزوال لے جائین ؎ شعر باین عہد و پیمان وہ دونون جوان ؎ ہوے پاس سے پیرزن کے روان ؎ بعد القضاے چند روز ایک عزیز ناچیز اون مین سے پیرزن کم سخن کے پاس آکر یون گویا ہوا کہ اے پیرزن لاغر تن قسم ہے وحدہ لا شریک کی کہ میرا شریک مال سنے الحال نقد جان لیکر براے خرید جنس عذاب ملک عدم کو روانہ ہوگیا وہ مال بے زوال دست بدست مجکو عنایت کر چار و ناچار اوس پیرزال نیکخصال نے وہ مال تمام و کمال اوس کے حوالے کیا کئی روز کے بعد وہ دوسرا شخص پیرزن کم سخن کے قریب آکر کہنے لگا کہ اے پیرزن خجستہ پیکر وہ ہماری امانت ہم کو دے تاکہ اپنے کار و بار دنیوی مین مصروف و مالوف ہون یہ سخن حیرت فگن اوس عزیز بے تمیز کا سنکر پیرزال پرملال کہنے لگی کہ اے بیٹا دوسرا بھائی تیری وفات پر آفات ظاہر کرکے

ظاہر کرکے وہ اسباب لے گیا **شعر** یہ بھی قسمت کی کھوٹ تھی میری ؛ دیون جو مقرر ضف اب ہوئی تیری ؛ غرض
وہ عزیز بے تمیز اوس پیر زن کم سخن کا ہرگز شنوا نہوا بہ سیاست کمال قاضی فرخندہ خال کے قریب
لے گیا اور انصاف طلب ہوا قاضی نے وہ احوال پر اختلال گوش زد کرکے دل مین کہا کہ ظاہر ا معلوم
ہوتا ہے کہ یہ پیر زن کم سخن بے تقصیر و بے قصور ہے یہ خیال خیر سگال دل مین کرکے اوس ملعون ذوفنون
سے قاضی گویا ہوا کہ اے عزیز بے تمیز تو اول شرط کیا کر گیا تھا کہ جس وقت ہم دونون
شریک تیرے پاس بلا وسواس آئینگے تو اپنا مال بے زوال لیجائینگے اب اپنے شریک بدخصال کو ہمراہ
لے آ اور اپنا مال تمام و کمال لیجا لیکن تجکو تنہا ایک خرمہرہ اس بڑھیا سے نہ ملے گا یہ سخن دلشکن قاضی
کی زبان سحر البیان سے سنکر وہ عزیز بے تمیز لاجواب ہوا **مثنوی** سچ ہے جسکا سخن دروغ ہوا ؛ اوسکو
محفل مین کب فروغ ہوا ؛ فی المثل بات ہے یہ لاثانی ؛ دودھ کا دودھ پانی کا پانی ؛ لیک مجبور
ایسے قاضی پر ؛ آفرین کیجیے روز شام و سحر ؛ جس نے دانائی اور فراست سے ؛ پیر زن کو بچایا تہمت سے ؛

حکایت ایک شخص ہزار روپے صراف کو سپرد کر گیا جب سفر سے پھرا اپنے روپے طلب کیے صراف منکر ہوا قاضی ذی فراست و دانائی سے اوسکے روپے دلوا کر رخصت کیا

صرافان بازار دلکش معانی و نقادان عیار خوش زبانی اس حکایت زرریز کو امتحان کی کسوٹی پر یون
کستے ہین کہ ایک شخص نے ہزار روپے سکہ حالی رائج الوقت ایک صراف حراف کو بادیانت اور بے خیانت
سمجھکر سپرد کیے اور آپ براے کار ضروری بہ مجبوری کسی اور شہر مینو چہر کو سفر کر گیا بعد مدت مدید اور
عرصہ بعید وہ عزیز باتمیز سفر سے آکر اوس صراف حراف سے اپنے زر کا طالب ہوا تو وہ دغاباز بدچلن یہ حرف
سخن زبان پر لایا کہ اے رکابی مذہب ایسی کھوٹی باتون سے تو میری دیانت مین بٹا لگایا چاہتا ہے
چل دور ہو میرے آگے سے نہین تو ایسا ٹھوکون گا کہ تیری جان تن سے نکل جائیگی اور ضرب پاپوش سے تیرے
سر کی چاندی گداز کرونگا تجھ سے نیارے اور بہروپیے کرارے مینے ایک سکہ صرافی مین بہت
پرکھ ڈالے ہین بس تیری چھوٹی آنٹ سانٹ کچھ سود نکریگی یہ گفتگو اوس عربدہ جو کی سنکر وہ عزیز
باتمیز نہایت جل بھنکر دست افسوس ملتا قاضی شہر کے آگے گیا اور یون دادخواہ ہوا کہ اے قاضی
شرع متین و اے حاکم اوامر دین تیری عدالت کی ٹکسال مین میری محنت اور ریاضت کی درشنی ہنڈی
نہین سکرتی **شعر** جو انصاف اسکا نہ ہم پائینگے ؛ تو جھوٹون سے ہیچ نہ بر آئینگے ؛ الحاصل بعد
دریافت احوال کثیر الاختلال قاضی نے اوس دادخواہ سے کہا کہ اے عزیز باتمیز اس احوال

صدق مقال کو اب کسی سے ہرگز نہ کہنا دو چار روز کے بعد تیرے روپے اوسکی سبے دیانتی کی تھیلی سے نکل آئینگے
غرض قاضی نے اوسکو تشفی و تسلی سے رخصت کیا اور اوس صراف حراف کو قاضی سنے خلوت مین
بلوا کر کہا کہ اے افسر دیانت داران و اے تاج سر ساہوکاران تیری شرافت اور نجابت مردمان راست کو اور
رئیسان نیکو سے کماحقہ ہمپر ثابت ہوئی اس واسطے تکلیف دہ ہوا ہون کہ مین بالفعل خدمت پر حضور پر نور سے
سرفراز و ممتاز ہوا چاہتا ہون کوئی ایسا رفیق شفیق شریک حال نہین ہے جو اوسے اپنی نیابت کا خلعت دون سو مینے
تجکو نہایت صاحب دیانت اور ذی لیاقت سمجھکر نائب صاحب تجویز کیا ہے یہ کلام فرحت انجام وہ ناکام نافرجام
خربے دم سنکر مارے خوشی کے اپنے پیرہن مین گدھی کی طرح پھولا نہ سمایا مگر وہ احمق مطلق یہ نہ سمجھا بقول شخصے
مصرع آدمیان گم شدند ملک خدا خر گرفت ؀ ایکبار بے اختیار ہنسکر کہنے لگا بہت خوب دیکھیے مین بھی کیا انجام کار
سرکار باہتمام تمام کرتا ہون قاضی نے تبسم ہوکر کہا درین چہ شک ست الغرض قاضی نے اوس سادہ لوح کو باغ
سبز دکھلا کر رخصت کیا اور اوس دادخواہ کو بلوا کر کہا اوس صراف حراف کے پاس بلا وسواس جا کر کہہ ای بدکردار
ناہنجار اگر میرے روپے نہین دیتا ہے تو چل میرا اور تیرا انصاف صاف صاف قاضی کے روبرو دو بدو وا انفصال
ہو جائیگا اس گفتگو عربدہ جو سے وہ دغاباز ناساز تیرے روپیے بلا تکرار حاضر کرویگا آخر وہ دلفگار جو اوس صراف
حراف مکار کے پاس جا کے گفتگوی فریب آمادہ درمیان لایا تو وہ بے ایمان نطفہ شیطان دل مین کہنے لگا کہ اگر اس سے
اب گفتگو دو بدو کرونگا یا قاضی کے قریب جاؤنگا تو عدالت کی نیابت مفت ہاتھ سے جائیگی اس بات سے
تو یون بہتر ہے کہ اسکے روپیے اس روپ سے دیجیے کہ کوئی کانون کان نجانے یہ بندش دلمین باندھکر
وہ سادہ لوح کہنے لگا کہ ای عزیز باتمیز اپنی خاطر فاتر جمع رکھو تیرے روپے کل مجکو بھی کھاتہ دیکھنے سے
یاد آئے وہ روپے بلا قصور حاضر ہین لے جا مگر مجھ سے تو یہ قول و قسم کر کہ یہ راز مخفی کسی پر افشا
نکرونگا تو ایک ہزار کیا ہین دو ہزار روپے دونگا یہ عزیز باتمیز انہی ہزار روپے کو رو بیٹھا تھا نہ کہ دو ہزار
ملتے ہین بقول شخصے مثل چپڑی اور دو دو غرض جسطرح اوس بدطینت نے اوسکو کہا وہی بجا لایا
بقول شخصے مصرع زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز ؀ سچ تو یون ہے مثل اپنی غرض کو گدھے کو سالا
بناتے ہین الحاصل وہ عزیز باتمیز اوس سے روپے لے کر قاضی کی جان و مال کو دعا دیتا
اپنے گھر کو سدھارا اور یہ لعین بے دین دوسرے روز بلیاقت تمام قاضی نیک انجام کے پاس
بطمع نیابت تضیابت گیا قاضی نے بعد تشفی و تسلی کہا کہ بالفعل تو ابھی میرے کام مین کچھ تامل اور
تساہل ہے وقت روبکاری سواری بھیجکر تمہین بلوالونگا یہ کلام قاضی نیک انجام کا سنکر نہایت
ملول وہ نامعقول اپنے گھر مین آیا اور دل مین سخت نادم ہوکر یون کہنے لگا کہ ہاے

نیابت کی طمع مین دو ہزار روپے مفت ہاتھ سے گئے بقول شیخ سعدی شیرازی ابیات
بخت و دولت بکاردانی نیست ٭ جز بتائید آسمانی نیست ٭ لیکن اے مہجور گر ہے عقلمند ٭ گوش کر
تو یہ فریدالدین کی پند ٭ برتو بادای عزیز نامور ٭ کر چنین مکارہ باشی پر حذر ٭

حکایت دو برادر سفر کو روانہ ہوئے اور اثناے راہ مین کیسۂ پُر زر مع دو لعل احمر
پایا اوسکے باہم دو حصے کیے بڑے بھائی نے اپنا حصہ چھوٹے بھائی کو دیکر رخصت
کیا اور کہا کہ میرا حصہ گھر جاکر میری زوجہ کو دینا اور آپ سفر کو گیا چھوٹے
بھائی نے زر نقد بڑے بھائی کی زوجہ کو دیا اور پارۂ لعل اوڑا لیا اور بھائی سے
کہا مین نے تیری زوجہ کو حوالے کیا یہ قصہ بادشاہ نے خود فیصل فرمایا

جوہر شناسان کامل فن اور گوہر فروشان تازہ سخن یہ حکایت لعل بے بہا صفحۂ طلا پر یون رقم کرتے ہین
کہ دو برادر بجان برابر بحال مضطر سفر کو راہی ہوئے الحاصل پہلی منزل مین وہ اپنی منزل مقصود کو پہونچے
یعنی اثناے راہ مین ایک کیسۂ پُر زر مع دو لعل خوش آب ان کے صدف دست مین آیا اس دولت غیر
مترقب کو پاکر چھوٹے بھائی نے کہا کہ اے برادر عالی قدر حاصل سفر تو بر آیا اب آگے جانے
سے کیا فائدہ اپنے غریب خانے مین چلکر بفراغت تمام بعد آرام اوقات بسر کیجیے **شعر**
کیونکہ ایسی رقم لگی ہے ہات ٭ جس سے اپنی کٹیگی خوش اوقات ٭ برادر کلان نے کہا اے بھائی
فی الحقیقت ہے مگر مجکو سیر جہان دکوہ بیابان کی نہایت رغبت ہر کس و اسطے بقول شخصے
مثل ان نینون کا یہی لبھ ٭ یہ بھی دیکھا وہ بھی دیکھ ٭ اے برادر عزیز القدر تو گھر مین چل
مین بھی چند روز کے بعد آرہون گا الغرض اوس مال بے زوال کے بڑے بھائی نے برابر دو حصے
کرکے کہا اے بھائی دل شیدائی یہ میرا حصہ مع لعل بے بہا میری جورو نیک خو سپرد کر دینا
باقی تو اپنے حصے کا مالک و مختار ہے یہ گفتگو وہ نیک خو چھوٹے بھائی سے کرکے آپ برائے سیر
شہر و یار و گلزار روانہ ہوا لیکن اس عزیز ناچیز نے بڑے بھائی کا حصہ اپنی بھاوج کو دیا مگر لعل
بے بہا کو اپنی جیب دغا مین چھپا رکھا بعد انقضاے چند ایام وہ نیک انجام سفر سے
جو گھر مین آیا تو وہ پارۂ لعل بے بہا نہ پایا تو اپنی جورو نیکخو سے یون ہم کلام ہوا کہ ای یاقوت لب
وای عالی نسب سچ کہہ وہ پارۂ لعل بیش قیمت میں نے جو تجھے بھیجا تھا سو کیا کیا

یہ سخن حیرت انگیز وہ زن سُنکر یون کہنے لگی **ابیات** مین نہین آگاہ تیری لال سے ٭ ہان مگر واقف ہون نقدی مال سے ٭ سو وہ سب موجود میرے پاس ہی ٭ لعل کیا ہے چیز کیا اجناس ہے ٭ القصہ بڑے بھائی نے چھوٹے بھائی سے پوچھا کہ اے صدف گوہر دغا وہ لعل بے بہا تو نے کیا کیا اوسکے جواب مین اوس نے کہا تیرا لعل بے بہا تیری جورو ہیکو مینے حوالے کر دیا **شعر** ہی عجب طرح کی یہ تیری بوجھ ٭ مجھ سے کیا پوچھتا ہی اوس سے پوچھ ٭ یہ کلام وحشت التیام وہ مضطر سُنکر کہنے لگا کہ وہ کہتی ہی کہ مین سبنہ شق مطلق نہین واقف ہون چھوٹے نے کہا دروغ کہتی ہے الحاصل کلام باین قبل وقال آپسمین جنگ وجدال ہونے لگی بڑے بھائی کی جورو نے اس قصے کی قاضی سے داد فریاد کی قاضی نے اون دونون کو طلب کرکے پوچھا کہ اے عزیز باتمیز تو نے جس وقت اس زن کو پارۂ لعل بے بہا دیا تھا اوسوقت کا کوئی گواہ حسب دلخواہ رکھتا ہی یا نہین اوس عزیز ناچیز نے کہا اس امر کے شاہد عادل اور واقف کامل دو اشخاص خاص موجود ہین قاضی نے حکم دیا کہ اون گواہون کو حاضر کر غرض یہ طوق ذوفنون دو شخصون کو کچھ زر نقد دیکر گواہ قلب اور شاہد تغلب سچ لعل کو جھوٹا کرنے کو قاضی کی آگے لے گیا وہ دونون لعین بے دین بھی قاضی سے قسمیہ کہنے لگے کہ واقعی اسنے پارۂ لعل جیب سے نکالکر ہمارے سامنے اسکی جورو کی ہاتھ مین دیا قاضی کم عقل نے اوس مدعی سے کہا اے عزیز باتمیز اپنا لعل بے بہا تو اپنی جورو سے لے اور اس سے دست بردار ہو یہ سخن دلشکن قاضی کی زبان سے سُنکر وہ زن با دیدۂ گریان اور بمژگان خون چکان بادشاہ عالم پناہ سے داد خواہ ہوئی بادشاہ عالیجاہ نے کہا اے زن دلشکن اسکا انصاف قاضی شہر سے کیون نہین چاہتی ہے اوس زن کم سخن نے کہا اے بادشاہ جمجاہ قاضی شہر نے میرا انصاف صاف نکیا بادشاہ عادل زمان اور حاکم جہان نے دونون بھائی اور دونون گواہون کو طلب فرماکے قدرے قدرے موم کافوری ہر ایک کو جدا جدا دیا اور بہ نرمی یون فرمایا کہ اس موم سے تم ہر ایک لعل کی صورت جُدا جُدا بنا لاؤ غرض اون دونون بھائیون نے جیسا کہ وہ لعل تھا ویسا ہی صورت بے کدورت بنائی مگر دونون گواہ روسیاہون نے کبھی لعل کی شکل نہین دیکھی تھی صورت مختلف بناکر بادشاہ کے پاس لے گئے شہنشاہ عادل زمان نے اُس زن کم سخن کو بھی فرمایا کہ تو بھی ایک لعل کی شکل طیار کر لا اوس زن کم سخن نے تو کبھی لعل کی صورت نہ دیکھی تھی مگر عقلیہ اوس نے کہا کہ لعل بے بہا نہایت قیمت رکھتا ہے تو اوسکی بڑی شکل ہوگی باین دانائی ایک چیز واہی تباہی بناکر بادشاہ عالیجاہ کے قریب لے گئی بادشاہ عالم پناہ اوس لعل بے بہا کو ملاحظہ فرماکر دل مین کہنے لگے کہ فی الحقیقت یہ زن بے تقصیر ہے اُس نے

لعل کبھی نہیں دیکھا تھا لیکن جب گواہوں کے لعل تقلبی بنانے پر بادشاہ جمجاہ نے مارے طمانچوں کے منھ لال کر ڈالے تو وہ روسیاہ پُرگناہ کہنے لگے کہ اے بادشاہ عالیجاہ ہمنے طمع زر نقد سے جھوٹی گواہی دی تھی **شعر** واجب القتل ہیں خنجر کے سزاوار ہیں ہم ٭ ہان میان سچ ہے کہ ایسے ہی گنہگار ہیں ہم ٭ غرض بادشاہ عالم پناہ نے فراست اور دانائی اور عقل آرائی سے اس کے چھوٹے بھائی سے وہ پارہ لعل بے بہا دلوا دیا **مثنوی** بہ انصاف مہجور جیسا ہوا ٭ جہان مین کسی سے کم ایسا ہوا ٭ حکومت مین حاکم ہوا اس طرح غرق ٭ تو لعل و خذف مین نہ کیونکر ہو فرق ٭ جو حاکم کو اپنا ہی سوجھے پلاؤ ٭ تو جو اور گندم کبھی ایک بھاؤ ٭ غرض حاکمون کو بقول حسن ٭ سنانا نہین کوئی اتنا سخن ٭

گر د سلطنت لیک اعمال نیک ٭ کہ تا دو جہان مین رہے حال نیک

حکایت ایک زن فاحشہ نے اپنے بیٹے کو مار ڈال کر ایک زن ہمسایہ کے گھر مین گرا دیا اور قاضی سے جا کر استغاثہ کیا کہ فلانی عورت نے میرے پسر رشک قمر کو مار ڈالا ہے مین قصاص چاہتی ہون قاضی نے دانائی سے دریافت کر کے انفصال کر دیا

عاقلان دوست پرور اور ناقلان دشمن منظر ایک زن پُرفن کی یون حکایت پُرشکایت بیان کرتے ہین کہ وہ نابکار ناہنجار ہمسایا ماں جایا مین ایک عورت نیک خصلت سے دشمنی دلی رکھتی تھی مگر وہ نیک خو اس عربدہ جو کے قابو پر کبھی نہ چڑھتی تھی قضای کار ایک روز رات کو اوس زن پُرفن نے شراب ناب پیکر آپ کو اس قدر سرشار کیا کہ اوس نشے کے عالم مین اپنے پسر جان پرور کو خنجر آبدار سے ذبح کر کے زن ہمسایہ کے گھر مین پھینک دیا اور وقت علی الصباح وہ روسیاہ قاضی کے پاس جا کر اوس عورت خجستہ پیکر پر یون دادخواہ ہوئی کہ اے قاضی تیرا فرزند دلبند اس کمبخت نے آہ بیگناہ قتل کیا ہے اگر یہ بھی سیاست سے قتل ہو تو میری تسکین خاطر فاتر ہو نہیں تو اے قاضی مین اپنا بھی جوہر تیرے سامنے ظاہر کرون گی اور بروز محشر قاضی الحاجات کے سامنے مین گریبان چاک تیری دامنگیر ہون گی یہ کلام اوس بدانجام کا سنکر اصل زن ہمسایہ کو خلوت مین لے جا کے قاضی نے یون زبان کو سخن سے آشنا کیا کہ اے عورت نیک بخت راست راست کہہ نہین تو واللہ باللہ تیرے تن بدن کی بوٹیان کاٹ کاٹ کر چیل اور کوؤن کو کھلوا دون گا یہ گفتگو قاضی نیک خو کی وہ زن کم سخن گوش زد کر کے کہنے لگی کہ اے قاضی شرع متین

واے مسند نشین ختم المرسلین قسم ہے اوس خالق جن والنس کی مینے اسکے طفل بیگناہ کو نہیں مارا یہ تجھپر
اتہام پر الزام ناحق ہے بقول حسن مصرع کہ اسکا خدا عالم الغیب ہے؛ قاضی نے کہا اے عورت بدبخت اگر تو نے
اوس طفل صغیر کو نخچیر نہین کیا تو میرے سامنے سرتاپا برہنہ ہوجا کہ مجکو صاف صاف دریافت ہو کہ تو اس حرکت
کی سزا ہے یہ سخن دلشکن قاضی سے وہ عورت صاحب عصمت سنکر سر بگریبان خجلت کھینچکر کہنے لگی ای قاضی
عیب پوش گنہگاران وای بردای بے ستران مجکو قتل ہونا منظور مگر مین تیرے حضور تا مقدور بے ستر سراسر نہونگی
غرض قاضی نے ہرچند اوس دردمند کو سیاست سے دھمکایا اور ڈرایا لیکن وہ برہنہ نہوئی غرض قاضی نے
اوسکو رخصت کیا اور اوس زن فاسقہ فاحشہ کو خلوت مین طلب کر کے کہا کہ اے زن پُرفن تیرا سخن مجکو باور
نہین آتا ہے لیکن میرے روبرو تو سر سے تاپا برہنہ ہو تو البتہ تیرا کلام بدانجام مجکو صحت ہو اوس زن فاجرہ نے
چاہا کہ آپ کو برہنہ کرے وہین قاضی مرد ربانی نے اس حرکات و سکنات ناشایستہ سے منع کیا اور یون
کہا کہ ای زن پُرفن تونے اپنے بیٹے کو آپ ذبح کیا ہے اوس نیکبخت صاحب عصمت کو کیون متہم کرتی ہے
غرض کئی کوڑے جو اوسکے سراپا پر پڑے تو وہ اقرار کنان ہوئی کہ واقعی یہ تقصیر کبیر مجھی سے سرزد ہوئی
القصہ قاضی نے اوس قحبہ نابکار بدکردار کو دار پر کھینچا تم تو ہی تا نہ پھر کوئی ایسا کام کرے؛ نیک نامون پر
اتہام کرے؛ یہی قاضی کو چاہیے چھوڑے نہ منصفی مین کرے ذرا نہ قصور؛ اور قاضی جو بددیانت ہو تو اوسپہ ساری جہان کی لعنت ہو؛

حکایت ایک شخص نے سو دینار ایک پیر مرد کو سونپ کر سفر کو گیا اور سفر سے آکر اپنی امانت کا جو طلبگار ہوا تو منکر وہ ناہنجار ہوا مدعی نے پیش قاضی اظہار کیا اوس نے فراست سے انفصال کر دیا

پیران روشنضمیر اور جوانان خوش تقریر یہ حکایت بے نظیر بالای قرطاس حریر یون تحریر کرتے ہین
کہ ایک جوان مرد مسلمان نے ایک پیر تن حقیر کو صاحب ایمان مرد مسلمان سمجھکر سو دینار سپرد کیے اور
آپ برای روزگار کسی اور شہر غدار کو راہی ہو گیا مدت مدید اور عرصہ بعید کے بعد سفر سے آکر اوس ساہوکار
طمیع نے اوس جمع مار سے اپنی امانت طلب کی تو اوس مکار ناہنجار نے اقرار کا ٹاٹ الٹ کر یون کہا کہ بلے
جوان پُربہتان تو مجھ تن حقیر دلگیر بیکس کے سے تہمت کا دھڑا باندھتا ہے او دیوالیے بداعمال یہ تیری آنت
بیانٹ بھی سو دینگی چل دور ہو میرے آگے سے نہین تو ایسا مارونگا کہ تیری مشیخت بھی بھی بھر کی گی
شعر مین نہین واقف ترے دینار سے ؛ سر پھرانا ہے عبث تکرار سے ؛ یہ گفتگو عبہ جو اوس بیہودے پیر کی
سنکر وہ جوان حاکم شہر کے آگے داد خواہ ہوا تھا قاضی مرد ربانی اوس پیرتن حقیر کو بلا کر جو پوچھا تو وہ

ال عردم خور منھ رور منکر ہوگیا قاضی شرع شریف نے اوس جوان حیران سے کہا کہ اے عزیز با تمیز تو اس بات کا
کوئی گواہ اور شاہد بھی رکھتا ہی یا نہین اوس جوان باایمان نے کہا کہ اس امر کا گواہ حسب دلخواہ سوائے اللہ
باللہ کوئی نہین چار و ناچار قاضی نے از روے شرع شریف اوس پیر بے پیر سے کہا اے ضعیف دل نحیف تجھپر
قسم واجب ہے یہ کلام قاضی عالی مقام کا سنکر جوان دل پریشان کہنے لگا اے قاضی منصف زمان
واے عادل جہان اس دروغ گو کو قسم کھانے سے مطلق باک نہین ہے ایک قسم کیا یہ ہزار قسم کو تحت القہوہ
سمجھا ہی شعر قسم کا مجھے اسکے کیا اعتبار ؛ کہ یکتا ہی جھوٹون مین یہ بد شعار ؛ قاضی نے کہا اے جوان عالیشان
تونے جسوقت زر نقد اس کے صرۂ دست مین دیا تھا اوس وقت یہ کس مکان پر بھنان پر بیٹھا تھا اوس
جوان باایمان نے کہا اوسوقت یہ قاطع الشجر نخل بے ثمر اکیلا ایک کیلے کے درخت کے نیچے بیٹھا تھا قاضی نے
کہا ای جوان نادان پھر تونے کیون اظہار کیا تھا کہ میرا کوئی گواہ حسب دلخواہ نہین تیرا تو گواہ کامل اور شاہد
عادل موجود ہے جا اوس درخت سبز رخت کو لے آوہ تیری گواہی دیجائے گا یہ سخن حیرت افگن سنکر
وہ پیر مرد اوس دم متبسم ہوا اور جوان دل پریشان نے کہا ای قاضی حر ریاضی درخت نیکبخت یہان کیونکر آئیگا
قاضی شرع متین اور حاکم دین نے کہا کہ میری مہر خاص اوسکے پاس لیجا اور اپنی مہر خموشی کو لب تقریر سے دو ر
کر کے کہنا کہ اے درخت سبز رخت تجکو شہر کا قاضی طلب کرتا ہی یہ اوسکی مہر خاص میرے پاس
موجود ہے اس مہر سے سرخرو کر اور روسیاہی نہ دی یہ کلام نیک انجام قاضی سے سنکر وہ جوان باایمان
مع مہر قاضی اوس درخت کی طرف روانہ ہوا اوس دل پریشان کے روانہ ہونے کے بعد ایک گھڑیکا
تغافل دے کے قاضی نے اوس پیر مکار ناہنجار سے پوچھا کہ ای پیر روشن ضمیر وہ جوان ذی شان
درخت کے قریب پہونچا ہوگا یا نہین کیونکہ مجھے اور بھی بہت سے قضایاے ضروری حضوری انفصال
کرنے ہین یہ سخن قاضی کی زبان سے وہ پیر بے پیر سنکر کہنے لگا کہ اے قاضی حر ریاضی مثل ہنوز دہلی
دورست ابھی وہ گمراہ اثناے راہ مین ہوگا یہ کلام اوس بد انجام کا قاضی سنکر چپ ہو رہا ایک دو گھڑی کے
بعد وہ جوان دل پریشان قاضی کے قریب آکر یون گویا ہوا کہ ای زینت مسند دین وای نایب شرع متین
تیرے حکم پر مہر کا وہ درخت سبز رخت مطلق شنوا نہوا قاضی نے کہا ای جوان نادان وہ درخت تیری جانے کے
بعد خود بخود آکر گواہی دے گیا یہ سخن حیرت افگن وہ بے پیر سنکر کہنے لگا ای قاضی حر ریاضی کوئی درخت
بر ثمر تو میرے روبرو نہین آیا اتنا جھوٹ بولنے سے کیا حاصل اور فائدہ ہی کیا یہ شعر تیرے
گوش زد نہین ہوا شعر کسے را کہ گردد زبان دروغ ؛ چراغ دلش را نباشد فروغ ؛ اسکے جواب مین
قاضی نے کہا ای پیر تن حقیر تو سچ کہتا ہی کہ درخت نیکبخت تیرے قریب نہین آیا مگر اوسوقت تجکو اوس درخت نے گواہی سے تو نہاں

گیا کہ جس وقت مین تجھسے پوچھا تھا کہ وہ جوان درخت کے قریب پہونچا ہوگا یا نہین تو نے اوسکے جواب مین کہا تھا کہ ابھی گیا ذکر ہی
پس اگر تو اوسی درخت کی بیخ و بنیاد سے واقف نتھا تو یہ کلام نیک انجام تیری زبان سے کیون سرزد ہوا کہ ہنوز دہلی دور است
تو یون ہی کہتا کہ مین کیا جانون وہ درخت سبز رخت کہان سرسبز ہے لیکن اس جوان با ایمانی نے تجکو اوس درخت
کے نیچے روپے دبے تھے تب تو تیری زبان نادان سے بے ساختہ یہ سخن نکلا کہ وہ جوان تا حال
اوس نہال تک نہ پہونچا ہوگا اب کرنے سے کیا فائدہ مثل ہے مصرع ؏ سخن راست بر زبان جاری
اور سفی الحقیقت ہی کہ دریا کا ہنگا منھ ہی پر آرہتا ہے ای پیر بے پیر اسمین خیریت اور عزت اور حرمت ہی
کہ اوس جوان مرد مسلمان کے سو دینار بے تکرار حاضر کر نہین تو مارے درون کے تیرے بدن کا پوست
اودھیڑ ڈالون گا غرض اوس پیر شریر نے اوس جوان با ایمان کی وہ امانت بصد ندامت دی مثنوی
جب ایسے ہون صاحب انصاف لوگ ؛ تو ہر ایک کو کیون نہ حراف لوگ ؛ کرین اپنی حرمت سے
رسوائے خلق ؛ عجب طرح کا ہے یہ ایذائے خلق ؛ جسے بادہو کچھ فریبون کی بات ؛ اوسے لوگ
کہتے ہین ہے نیکذات ؛ جسے ظاہرا کچھ بھی ایمان ہے ؛ اوسے کہتے ہین صاف شیطان ہے ؛ اسی فکر مین
ای مہجور اب ڈبسرائی کرتے ہین اوقات سب ؛ نہی بی تمیزی و بی حاصلی ؛ کہ در فکر دنیا نہ دین غافلی ؛

حکایت ایک ساہوکار نے پیری مین دوسری شادی کی اور اوس سے ایک بیٹا پیدا ہوا اور ساہوکار کے مرنے کے بعد دو بیٹے بھی پہلی بی بی سے تھے اونھون نے اوس لڑکے کو حصہ نہ دیا اور کہا کہ یہ ہمارا بھائی نہین ہے اکبر بادشاہ نے انصاف سے اوسکو حصہ دلوا دیا

نشیان کامل اور تواریخ دانان قصہ مشکل راست و باطل کو بیان عدالت مین یون فیصل کرتے ہین کہ
اکبر شاہ بادشاہ کے عصر مین ایک ساہوکار مالدار نے حالت پیری اور ضعیفی مین اور شادی براے خانہ آبادی کی
لیکن اوسکی جورو متوفی سے دو پسر رشک قمر موجود تھے غرض اوس پیر کبیر کو جورو سہ جوان پر ارمان کو ایسی
ملی گویا اوسکے گھر مین قسمت کی بدولت دوسری لچھمی آئی لیکن وہ پیر حقیر اور یہ جوان پر ارمان عقدہ
ہوا و حرص کیونکر وا ہو غرض وہ پری رخسار غیرت بہار ایک روز براے تفریح طبع بالاے بام حرمت انجام
فریب شام ہوگئی تو اونچہ مکان عالیشان کے نیچے کیا دیکھتی ہے کہ ایک جوان ماہ لقا مہر سیما بیٹھا قرآن مجید کی تلاوت
کر رہا ہے اوس نعم آمادہ دل دادہ کو شوہر کا خوف مطلق نہ آیا ہر صورت کوٹھے کے نیچے اوتر کر دست بستہ

کھڑی ہو کر اوس جوان با ایمان کے مصحف روکی تلاوت کرنے لگی غرض وہ جوان با ایمان بعد تلاوت قرآن مجید اوسکو دیکھکر کہنے لگا اے ہمشیرہ صاحبہ آپکا اس جا پے موجب اور بے سبب کیونکر آنا ہوا یہ کلام اوس عالیمقام کا سُنکر وہ مہ رو دو بدو دلمین کہنے لگی مصرع افسوس ہزار افسوس ؛ بقول شخصے مصرع جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی ؛ یعنی یہ عزیز صاحب تمیز تو مجکو منہ سے بہن کہہ بیٹھا اب کیا کرون شعر کوئی صورت نہین ہو زندگی کی ؛ رہی جاتی ہو جی مین بات جی کی ؛ اس خیال پُر ملال مین وہ آئینہ رو مانند آئینہ حیران وششدر کھڑی تھی کہ اوس عزیز باتمیز نے بصفاے دل اوس سے پوچھا کہ ای آئینہ رو تیرے اسوقت تیرے دل مین کدورت اور آرسی کیون آگئی یہ سخن اوس رشک چمن کا سُنکر وہ غنچہ دہن کہنے لگی ای غنچہ بصد لقیہ خوبی رای گل باغ محبوبی اس وقت یہ بے سرو سامان پُر ارمان تیرے عشق مین سیماب وار بیتاب و بیقرار ہو کر آئی تھی لیکن تو وہ سخت ودلشکن زبان پر لایا کہ جسکو سُنکر مرغ دل قفس تن مین مثل بلبل تصویر خاموش ہو یہ گفتگو اوس گلرو کی سُنکر وہ جوان با ایمان یون حرف زن ہوا کہ اے بہن رشک چمن خدا کی عنایت اور کرامت سے تیرا شوہر والا گہر موجود ہے تو مضطر اسقدر ناحق حرص رکھتی ہے براے خدا اس حرکات ناشائستہ سے باز آ یہ کلام اوس عالیمقام کا سُنکر وہ زن ساہوکار دل انگار کہنے لگی اے جوان نادان اگر اوس باغبان کی نسیم مواصلت سے میرا گل مقصد شگفتہ ہوتا تو مین اس روش بیکلی سے تیرے گلے کا کیون ہار ہوتی یہ احوال پُر ملال زن ساہوکار کا سُنکر وہ جوان با ایمان یون گویا ہوا کہ اے بہن رشک چمن اگر حرکات شہوات نفسانی مین تو گرفتار ہے تو ایک کام نیک انجام کر کہ اپنے شوہر شکستہ کمر کو ہر روزہ مچھلی کے سر کو روغن گاؤ مین پکا کے روٹی کے ہمراہ خاطر خواہ کھلوا انشاء اللہ تعالے انجکو گرداب الم سے نجات ہو جائے گی اور تیرا حوض مطلب ابر کرم سے لبریز ہوجائے گا شعر غرض تیرا مطلب بفضل خدا ؛ بر آئے گا دنیا مین اے مہ لقا ؛ الحاصل اوس بیدل کو جوان با ایمان نے اس تشفی وتسلی سے بصد بشاشت رخصت کیا اور وہ زن ساہوکار دلفگار گھر مین آکر وہ عمل در پیش لائی بعد چند ایام عنایت الٰہی سے اوسکا تیر مقصد ہدف مدعا پر لب معشوق ہوا اور یاس ناامیدی گوشۂ دل سے ویران ہو گئی القصہ عاچند روز غم اندوز کے بعد وہ زن غنچہ دہن حاملہ ہوئی اس عرصے مین اوس ساہوکار عالی مقدار کی مایۂ زیست لوٹ کر دست قضا نے دیوالہ نکال دیا اور بعد چند ماہ اوس رشک ماہ کے درج بطن سے ایک لعل بے بہا پیدا ہوا رفتہ رفتہ وہ مہر لقا جب پانچ چھ برس کا ہوا تو اوسکے سوتیلے بھائیون نے اوسکی مادر خستہ جگر کو ورثۂ پدری سے خارج کیا ہر چند اوس نے قاضی و مفتی سے اپنا حال پُر ملال اظہار و آشکار کیا لیکن کوئی شنوا نہوا کس واسطے کہ اوسکی داعیہ داروں نے

حاکمون سی کہا کہ اسکا خاوند نہایت پیر فقیر نہایت اوسکو رجولیت اسقدر نہ تھی کہ جس سے یہ لڑکا پیدا ہوتا خدا جانے یہ طفل بے نسل کسکے صلب سے ہے ہم اسکو حصہ پدری ندینگے غرض زن ساہوکار گرفتار بلاے روزگار نہایت حیران و پریشان ہوئی آخر کار جارناچار وہ دل افگار اکبر بادشاہ جمجاہ کے روبرو دوبدو یون حرف زن ہوئی کہ ای شہنشاہ گیتی پناہ تیری عدالت کی ٹکسال مین میری مایہ ریاست کی ردکرڑ ناحق ماری جاتی ہی یعنی اس شخص کے خاوند کا مال بیزوال میرا فرزند دلبند نہین پاتا اوسکے بھائی سوتیلے سبکا سب اپنے قبضے میں کر بیٹھے ہین القصہ بادشاہ عالم پناہ نے اوسکے داعیۂ دارونکو طلب فرماکے جو احوال دریافت کیا تو وہ بال حرم خود منہ زور یون گویا ہوئے کہ خداوند نعمت سپہر کرامت یہ ہمارا بھائی الخدائی ہے اسکو ہم ورثہ پدری کس طرح دین کیونکر ہمارے باپنے اسکی مان سی حالت پیری مین شادی کی تھی چنانچہ مشہور و معروف ہی کہ اوسکو رجولیت کی طاقت نہ تھی خدا جانے یہ لڑکا کسکا زائیدہ ہی یہ سخن پرفن اونکے سنکر اکبر بادشاہ نے اوس عورت نیک خصلت کو الگ طلب فرماکے پوچھا سچ کہہ کہ تیرا لڑکا کسکے نطفے سی ہے نہین تو تیرا پیٹ چاک کرکے گردے نکلوا ڈالونگا غرض اوس زن کم سخن نی اوس جوان باایمان کا تعشق اور مچھلی کے سرونکا قصۂ اکبر بادشاہ جمجاہ سی شروعگا اظہار کیا بعد دریافت احوال پرملال بادشاہ نی قاضی اور مفتی اور کوتوال کو طلب کرکے ارشاد کیا کہ اس زن بیوہ پرحیا کا انصاف تمنے صاف صاف کیون نکیا جو ہم تک اسکی نالش پہونچی اون سبنے آپسمین ایک زبان ہوکر جواب دیا خداوند نعمت سپہر کرامت تحقیقات اور انصاف کی روسی اسکے فرزند دلبند کو ورثہ پدری نہین پہونچتا ہے یہ گفتگو دوبدو سنکر بادشاہ نی خادمونسے فرمایا کہ اس لڑکے کو حمام بآرام کروا کے لاؤ الممدعا جب وہ لڑکا بعد الفراغ حمام نجوشی تمام حضور پرنور مین حاضر ہوا اوس وقت بادشاہ عالیجاہ نے ارشاد کیا کہ اس لڑکے کو فرش پر اس روش سی دوڑاؤ کہ اس کے پھول سی بدن پر شبنم سا پسینا نکل آئے غرض وہ لڑکا جب خوب ادھر اودھر دوڑا اور تمام بدن گلفام عرق عرق ہوگیا تب بادشاہ نی اوسکے پسینے کو رومال محمودے سی پچھوالیا اوسکے بعد پھر اوسکو دوڑا کر عرق پچھوا کر رومال نچڑوا کر سونگھا تو اوسکے پسینے سے مچھلی کی بو پیدا ہوئی بادشاہ نے آپ اوس پسینے کو سونگکر اور خادمونکو سونگھوا کر فرمایا کہ دیکھو اسمین کسی شے کی بوآتی ہی ہر ایک نے اوس پسینے کو سونگھکر عرض کی کہ اے ماہ کرامت و اے مہر شمت اسکے عرق مین ماہی مراتب کی بو معلوم ہوتی ہی تب بادشاہ عالیجاہ نے ہرایک صاحب عدالت اور ارباب صداقت سی ارشاد کیا کہ اس عورت نیک خصلت سی دریافت کرو کہ اسکے سوہر شکستہ کمر کو دنیاداری کی طاقت ایک بارگی کس شکل سے ہوئی تھی غرض سب اہل عدالت نی جو اوس سے پوچھا تو احوال نسخہ ماہی مقنطور کا ظہور ہوا تب بادشاہ گیتی پناہ نی پرغضب ہوکر فرمایا کہ تم لوگ یہی عدالت و انصاف کرتے ہو کہ جیسا کہ اس زن کم سخن کا انصاف کیا

غرض بادشاہ عالم پناہ نے اوس نیک بخت کو ورثہ پدری دلواکر بصد بشاشت رخصت کیا **ابیات**
غرض سچ تو یون ہی میان جہان ؛ یہی منصفی چاہیے مہربان ؛ جو ایسے ہی عادل نہون بادشاہ ؛ تو ہو جاے
یک لخت عالم تباہ ؛ جو مہجور منصفت نہو شہر یار ؛ سدا او سپہ ہو لعنت کردگار ؛ ؛

حکایت ایک شخص حلوائی کی دکان پر مٹھائی لینے گیا اور اوسکا غلہ چرا کر منکر ہوا حلوائی اوسے اکبر بادشاہ کی حضور مین لے گیا بادشاہ نے دانائی سے انفصال کر دیا

عاقلان ذوالاکرام اور ناقلان شیرین کلام یہ حکایت پُر بلاغت کہ جسکا ہر ایک سخن مصری کی ڈلی ہے
دکان بیان پر یون چنتے ہین کہ ایک حلوائی مقبول خدائی کی دکان عالیشان پر ایک عزیز
بے تمیز مثل مگس حریص کچھ مٹھائی لینے کو گیا اور ایک روپیہ جیب سے فی الحال نکالکر اوس حلوائی
ہوا لائی سے کہنے لگا کہ اس روپیے کی مٹھائی اے حلوائی تازی تازی اندر سے ایسی لا دے کہ
اوسکو جو کوئی رشک یوسف مصری نقل کرے وہ منھ پر کچھ نبات لائے اور اگر خدانخواستہ مٹھائی
اچھی نہوئی تو مارے تھپڑون کے تجھ بدقوام کا منھ لال کر کے اجل کی چاشنی چکھاؤنگا اور ایسی
بیزار بیٹی کر دونگا کہ تیری عقل ریوڑی کے پھیر مین آجاے گی اور جو مٹھائی پوری نہ تولیگا تو مارے
کفچون کے تیرا حلوا نکالونگا یا تیرے ہاتھ کا گنا توڑ ڈالونگا یہ گفتگو اوس بدخو کی سنکر حلوائی ایسا چپ ہو رہا
کہ جیسے کوئی گپ چپ کی مٹھائی کھاتا ہے بعد تامل بسیار یون جواب دہ ہوا بھائی تجکو اس آب و تاب کی
مٹھائی دونگا کہ وہ صفائی ماہ و خور مین نہوگی میری بات مین ہرگز نہ شک کرنا مین قندسا نہین ہون جو
میری بات مین اے دل برتی ہو اور اگر تجکو باور نہین ہے تو لے ایک لڈو اس مین سے کھا دیکہ تو کیسا در بہشت
کا کھتا ہے الحاصل اوس حلوائی نے عین صفائی سے اوسکے ہاتھ سے روپیا لیکر غلے مین رکھ لیا اور آپ
اوٹھکر کوٹھری کے اندر گیا اس خریدار ناہنجار نے اوسکا تمام غلہ فی الحال اپنے رومال مین اولٹ لیا غرض
حلوائی نے روپے کی مٹھائی بہت تحفہ اور آبدار ایک ٹوکرے مین لگاکر اوسکے حوالے کی اور یہ ملعون دو فنون
وہانسے مٹھائی لیکر ایکبار فرار ہوا اوسکے بعد اوس حلوائی کو جو کچھ پیسونکی خواہش ہوئی تو غلے مین کیا دیکھتا ہے
کہ روپے اور پیسونکا تو کیا ذکر اور مذکور ہے ایک کوڑی بھی گھس لگانیکو نہین نظر آتی یہ احوال کثیر الاختلال دیکھکر
دل مین کہنے لگا شعر کوئی مجھپہ یہ کیا غضب کر گیا ؛ کہ جس سر مین جینے ہی جی مر گیا ؛ پھر ایک ایک سوچکر کہنے لگا کہ جو
مٹھائی دانائی سے ابھی لینے آیا تھا غالب ہے کہ اوسی عزیز بے تمیز کی یہ دست چالاکی ہے غرض وہ حلوائی مثل سودائی دکانسے
اوٹھکر اوسکے پیچھے دوڑا آخرکار وہ نابکار ایک گلی مین کہین ہاتھ آیا اوسکو کھینچکر وہ حلوائی رسوائی سے دکان پر

مایا اور اپنا مال جبر دال طلب کرنے لگا وہ عزیز ناچیز منکر ہوکر یہ کلام بادشاہ زبان پر لایا کہ اے بھڑوے
تو بھلے آدمیون پر ناحق تہمت کا دھڑا باندھتا ہی تیری چکنی چکنی باتین کچھ سود نکرینگی مجھکو تیرا غسلہ
لینے کسنے دیکھا ہی جو ناحق طوفان پر بہتان برپا کرتا ہی القصہ یہ قصہ رفتہ رفتہ اکبر بادشاہ گیتی پناہ
کے گوش ہوش تک پہونچا بادشاہ نے دونون کو طلب فرماکے ہر چند چشم نمائی کی مگر وہ عزیز بے تمیز
یہی کہا گیا خداوند نعمت سپہر کرامت یہ حلوائی سودائی ہے یہ رومال مالال مجھ پر ملال کا مال ہی آخر کار
چار ناچار بادشاہ نے اوس رومال کو اپنے توشک خانی مین رکھوا دیا اور مدعی اور مدعا علیہ کو فرمایا کہ اپنے
اپنے گھرونکو جاؤ جس شخص کے ہونگے اوسکو پہونچ رہینگے الغرض وہ دونون اپنے اپنے گھرون کو راہی
ہوئے لیکن اکبر بادشاہ نے دل مین کہا کہ عجب قصہ لاحل ہے کہ جسکا حل ہونا نہایت اشکال ہی کیونکہ اسکا
کوئی شاہد گواہ حسب دلخواہ نہین ہی بقول شخصے مصرع غیب کی بات کوئی کیا جانے ؛ القصہ ایک شب کو
بادشاہ نے نہایت دل مین غور کرکے وقت سحر اون دونون دادخواہون کو طلب فرمایا اور ایک خواص
خاص کو ارشاد کیا کہ ایک طشت گرم پانی کا جلد حاضر کرتا کہ دادخواہون کی گرمی آب انصاف سے سرد ہو
غرض بموجب حکم بادشاہ عالم پناہ آب گرم کا طشت وہین حاضر ہوا بادشاہ جمجاہ نی فرمایا کہ اس رومال پر
مال کو اس طشت مین غرق کردو غرض اوس رومال پر مال کو آب گرم مین مستغرق کیا تو ایک لحظے کے بعد
بادشاہ نی اوسکو ملاحظہ فرمایا تو کیا اظہر ہوا کہ اوس طشت کے پانی پر چکناہٹ کی نیر سے یون نمایان ہوئے
جسطرح شب دیجور مین اختر فلک چمکتے ہین یہ واردات عجائبات بادشاہ جمجاہ نی ملاحظہ فرماکے اشہب تیز گام
زبان کو میدان عدالت مین یون جولان کیا کہ یہ روپے اس حلوائی تنائی کے واقعی ہین کس واسطے
کہ اسکے ہاتھو کی چکناہٹ جو روپے پیسون کو لگی تھی سو اس طشت کی آب گرم نے آب حباب آسا ظاہر
کردی اور اس دروغ گو بے آبرو کو سب کے سامنے دریاے ندامت مین ڈبو دیا اگر اسکے روپے ہوتے تو
چکناہٹ سے کیا علاقہ رکھتے تھے حق تو یون ہے کہ حق حق ہی اور ناحق ناحق ہی شعر غرض بادشہ نی باین قیل و
قال ؛ کیا عقلمندی سے یہ انفصال ؛ جو مجبور ایسی کرے منصفی ؛ تو کیونکر نہ ہو خلق اوس سے خوشی

حکایت ایک آخوند جولاہے کی لونڈی کو ورغلا کر اپنے گھر مین لے گیا اور جولاہے نے طلب کیا آخوند نے کہا یہ میری لونڈی ہے قاضی نے دانائی سے لونڈی کو جولاہے کے حوالے کیا

مالی کان تحریر اور نشیان دلپذیر یہ حکایت بے نظیر صفحۂ حریر پر نوک قلم سے یون رقم کرتی ہین کہ ایک آخوند خود پسند

بے معنی لایعنی ایک جولاہے کی کنیز بے تمیز کو گرنحیت کا قاعدہ پڑھا کر کتب پوشیدہ مین اور ہی بات کا سبق
دینے لگا لیکن اوس جاہل کو اپنی قابلیت اور مقطع صورت کا مطلق خیال نہ آیا کہ یہ باتین زیبندہ ہین یا
نہین الحاصل بعد چندے روز جولاہے جگر سوز کو دریافت ہوا کہ میری کنیز بے تمیز محبت کا تانا توڑ کر نسل سے آخوند
کے گھر مین عیش و عشرت کی پتھاری پھیلائے بیٹھی ہے یہ احوال کثیر الاختلال معلوم و مفہوم کر کے
بصد بیقراری و سوگواری اوس آخوند ناقابل کے قریب گیا اور رشتۂ بیان کو زبان کی سلائی پر چڑھا کے
یون پیچ و تاب کرنے لگا کہ اے معلم بے ایمان وائے تخم شیطان تو بھی اپنے کام کا بہت خاصہ اور بڑا گاڑھا ہے
میری گلبدن تن زیب لونڈی کو میٹھے میٹھے کلام نافرجام سے اڑا لایا تجھپر غضب الٰہی نازل ہو یا ظلم شانشینہ
خانی مین ایسا گرفتار ہو کہ تیرے ہاتھ پانوُن کو جھولا مار جائے کیون کہ مین اوس کے گلشن فراق مین شب کو
شبنم کیطرح یون ہاتھ مل مل کے روتا ہون کہ اشکون سے سب میرا تر اندام ہو جاتا ہے اور بے چینی سے
کمخواب آتا ہے فی الحقیقت بقول شخصے شعر کروٹین لیتے ہی لیتے صاف اوڑ جاتی ہے نیند * جسکا
دل در بر مین ہووے اوسکو کب آتی ہے نیند * ای آخوند خود پسند آج بہزار جاسوسی ایک خاکروب
ڈوریے سے دریافت ہوا کہ میرے عشرت کے تھان کا ریزہ تیرے مکان کے صحن مین بیٹھا اپنے سر کی
سری صاف کر رہا ہے اسواسطے چار و ناچار خانے مین تیرے آیا ہون کہ میری عرض کو اپنی خدمت فیضدرجت
مین پذیرا کر کے اوس کنیز باتمیز کو میرے ساتھ کر دے نہین تو یہ مسلم سمجھ لینا کہ اسکا ثمر محمودی نہوگا یہ تقریر
ناگزیر اوس جولاہے کی سنکر آخوند عقلمند کہنے لگا کہ اے بے معنی لایعنی نمونۂ شیطانی کیا واہی تباہی بکتا ہے
وہ کنیز عزنما اس شخص کی زر خرید ہے تو کون ہے جو اسکا خریدار ناہنجار پیدا ہوا * شعر * چل دور ہو سامنے
سے میرے * شیطان چڑھا ہے سر پہ تیرے * اوترےگا نہین بغیر پیزار * معلوم ہوا سبھے یہ تکرار *
الحاصل یہ قصہ رفتہ رفتہ قاضی مرد ریاضی کے آگے رجوع ہوا آخوند خود پسند نے تو ایکبار اظہار
کیا کہ یہ لونڈی میری زر خرید ہے اور جولاہے نے بھی کہا کہ اے قاضی شرع شریف خدا تجکو اس مسند
پیغمبری پر قائم و دائم رکھے انصاف سے اوسکو صاف تحقیق کر کہ یہ لونڈی میرے پاس ایک مدت مدید سے
ہے اس آخوند نے مہینے کے قریب ہوا ہے کہ رشتہ گا مکتب دکھاکے اسکو عشق کا داس دیا ہے المدعا
قاضی نے جو اوس کنیز بے تمیز سے پوچھا کہ سچ کہہ تو کسکی کنیز ناچیز ہے وہ لونڈی آخوند کی گنوڑی جواب دہ
ہوئی کہ یہ گنہگار روزنگار اس آخوند دولتمند کی لونڈی ہے یہ جولاہا جھک مارتا ہے جو میرا دعوے کرتا ہے یہ اوسکی
بات واہیات سنکر قاضی مرد ریاضی خاموش ہو گیا اسکے بعد حکم کیا کہ اس کنیز ناچیز کو قید خانے مین مقید رکھو
دو چار روز کے بعد احوال دریافت کر کے جسکی لونڈی ہوگی اوسے مل جائیگی غرض قاضی نے

دو تین روز کی مہلت بغفلت دیکر آخوند اور جولاہے کو طلب کر کے اوس لونڈی کو اپنے سامنے بلوا لیا اور قلمدان
دلستان آگے رکھکر اوس کنیز نیک تمیز سے پوچھا کہ سچ کہہ تو کسکی لونڈی ہو اپنا اظہار آشکار کرنا مین اوسکو
لکھکر تجکو رہائی کا حکم دون الغرض جسوقت وہ کنیز نیک تمیز اپنا احوال فی الحال نوک زبان ہر بیان کرنے لگی
قاضی نے باہستگی کہا ابھی رہ جا ایک ذرہ اس دوات مین پانی ڈال لا تو تیرا احوال پر ملال صفحہ حریر پر تحریر
کرون وہ کنیز ذی تمیز بصد خوشی دوات لیے آب مین جو پانی ڈال لائی تو تمام دوات پر آب ہو گئی یہ ماجرائے عجیب
قاضی خوش نصیب دیکھکر جولاہے سے کہنے لگا اے عزیز یہ کنیز تیری ہے اسکو اپنے گھر لے جا اور یہ آخوند دروغگو
ہے اگر اسکی لونڈی ہوتی تو کیا اسکے قاعدے سے نہ واقف ہوتی اس قدر دوات مین پانی ڈال لاتی اور آخوند سے
بصد غضب کہا کہ اے فیلسوف زمان وای بیوقوف جہان تونے پرائی لونڈی کو کیون اپنا زیر مشق بنایا ہے
تجھ منحرف کو روسیاہی کا نہ خطر تھا کہ ایک جولاہے شکستہ احوال جگر شگاف کو غبار خاطر کرکے گلزار جہان مین ہیچ
رہونگا واللہ باللہ کیا کرون اگر تو مرد مسلمان با ایمان نہوتا تو تیرے ہاتھ قلم کروا ڈالتا اور نہایت زیر وزبر
کرتا پھر تیری کچھ پیش نجاتی **ابیات** غرض قاضی نے اوس آخوند کو خوب ہی کیا نفرین سبھی لوگونمین محجوب ہو کر نا
گر بدی ایسی وہ بدذات ہو تو کیون کہتا کوئی مجبور اوسی بات ہ ہمیشہ سے یہی دیکھا سنا ہے ہ برائی کا نتیجہ بھی برا ہے

چوتھا باب مصرع کہنے بادشاہون اور گداؤنمین اور فی البدیہہ شاعران کے مطلع کہنمین اور بادشاہونکی چھمچھہ کہنے مین اور کبیشرون کے کبت کرنے مین

شاعران فصیح زبان اور کبیشران ملیح بیان اور رای گلہائے بوستان پرقلم شاخ نرگس حیران سے یون مرقوم
کرتے ہین کہ حضرت شیخ سعدی شیرازی رحہ جس شاہزادے وزیرزادے امیرزادے کو خوبصورت
نیک سیرت سنتے تو اوسکی نوکری جس فرقے مین بہم پہونچتی اوس فرقے مین ملازم ہو کر اوسکی جمال مہر مثال سے
اپنی آنکھون کو روشن اور منور کرتے حسب الاتفاق ایک شاہزادے خوزادے کی نوکری شیخ موصوف کو
سائیسون مین بہم پہونچی چنانچہ ایک روز شاہزادۂ عشرت اندوز نے یہ مصرع برجستہ موزون کیا **مصرع**
شنیدہ کے بود مانند دیدہ ؛ لیکن اسکا مصرع ثانی اوس یوسف ثانی ہمسر ماہ کنعانی کی زلیخائے طبیعت مین
نہ درآیا آخرکار جتنے شعرائے ذوی الاقتدار شاہزادہ والاتبار کے ملازم تھے ہر ایک سے ارشاد بادل شاد کیا
کہ اسکا مصرع دوسرا جو شاعر بہم پہونچائیگا اوسکو بحر دنیا مین اپنا ہمر دلیف کرونگا اور اگر اوسکا مصرع ثانی
باآسانی کسی سے نہ بہم پہونچے گا تو یہ اہلیت اوس سے اسطرح پیش آویگا کہ اوسکا قافیہ تنگ ہو جائیگا
یہ مضمون زشت زبون سب شاعرون کو سنا کر شاہزادہ آپ بھی بحر تفکر مین غوطہ زن ہوا اور شاعرون نے

بھی دریاے تلاش مین خوب ڈوب ڈوب کر غواصی کی لیکن اوس مصرع کا دوسرا مصرع خاطر خواہ نہ بہم
پہونچا رفتہ رفتہ یہ ماجرا حیرت افزا شیخ سعدی شیرازیؒ کے گوش تک پہونچا مگر انکے گھوڑے کی سواری
کی باری کچھ درازی رکھتی تھی آخر کار جس نفر کامگار کے گھوڑے کی چوکی سحر کی تھی شیخ موصوف
اُسکے قریب جاکر بحالت غریب کہنے لگے اے عزیز باتمیز صبح تیرے گھوڑے کی سواری باد بہاری مین
تیز یا مثل صبا دوڑ کر بجالاؤنگا اور جو کچھ انعام واکرام شاہزادۂ عالیمقام مجکو عنایت وکرامت کریگا
وہ سب بیرنج وتعب تیرے عنا صر دست مین دونگا کہ تیرے عیال واطفال کے کام آئیگا یہ کلام نیک انجام
وہ نفر بیخبر سُنکر نہایت خوش ہوکر دل مین کہنے لگا ازین چہ بہتر یعنی محنت اور مشقت تو یہ کریگا اور زر نقد
میرے ہاتھ آئیگا بقول شخصے مثل کمائین خانخانان اور اوڑائین میان فہیم؎ یہ خیال مالا مال وہ نفر بیخبر
دل مین لاکر شیخ موصوف سے کہنے لگا کیا مضایقہ تیرا کلام معقول مین نے قبول بے عدول کیا الحاصل وقت سحر
شیخ صاحب چوکی کا گھوڑا لیکر آستانۂ شاہی پر حاضر ہوئے غرض شاہزادہ نیک نہاد اوس اسپ باد رفتار پر
ایکبار سوار ہوکر براے سیر مرغزار ولالہ زار راہی ہوا اس عرصے مین ناگاہ اثناے راہ مین شاہزادے کو وہ
مصرع جو یاد آیا تو سب شعرا اور رفقا سے یون حرف زن ہوا کہ کیون جی ہمارے مصرع کا مصرع ثانی کسی
بامعنی نے نہ بہم پہونچایا عجب اتفاق ہو یہ کلام شاہ عالیمقام کا شیخ صاحب مسموع کرکے دست بستہ عرض
کرنے لگے خداوند نعمت غلام ناکام گستاخانہ عرض کرتا ہو کہ وہ کونسا مصرع تمہارے کہ جسکا مصرع ثانی آ ساتنی
بہم نہین پہونچتا ہو یہ بات وا ہیہات گوش زد کرکے شاہزادے نے جواب نہ دیا اسمین ایک امیر صاحب توقیر
بر نفر پر نے کہا پیر ومرشد برحق کیا مضایقہ یہ بھی بندۂ خدا ہے شاید اسکا نامل خیال نشانۂ مقصد پہ بیٹھے تو
اسکا کچھ عجب نہین بقول شخصے شعر گاہ باشد کہ کودکِ نادان؎ بہ غلط بر ہدف زند تیری؎ یہ سخن اوس دبیر
کہن کا سُنکر کہنے لگا ای نفر زبان اور میرے مصرع کا اگر جواب باصواب تو نہ دیگا تو مارے زیر بندون کی تیرا قافیہ
تنگ کرونگا غرض بہزار ناز معشوقانہ وہ یکتاے زمانہ شیخ صاحب کے روبرو یہ مصرع موزون زبان پر لایا مع شنیدہ
کے بود مانند دیدہ؎ اوسکے جواب مین شیخ موصوف نے سن زبان کو میدان سخن مین چمکا کر اور شاہزادے کیطرف
ہاتھ بڑھا کر کہا اے یوسف ثانی ہمسر ماہ کنعانی شعر ترا دیدہ ویوسف را شنیدہ؎ شنیدہ کے بود مانند دیدہ؎ یہ مصرع
موزون رشک شمشاد شاہزادۂ والانژاد گوش زد کرکے مانند غنچۂ گلشن سکوت مین چپ ہوگیا بعد تامل بسیار وغیرت
گلزار بلبل زبان کو حیرت تقریر مین چہچہہ زن کرکے کہنے لگا ای عندلیب باغ سخندانی واے بلبل گلشن معانی
معلوم ہوتا ہو کہ تو سعدی شیرازیؒ ہے یہ کہکر بصد عجز وانکسار شیخ ذوی الاقتدار کو رہوار
برق رفتار پر سوار کرکے وہ نونہال حدیقۂ خوبی وگل باغ محبوبی بصد خوشی وشگفتگی آگے

روا نہ ہوا قطعہ بیک مہجور اب کہاں وہ لوگ ؛ قدر کرتے تھے جو سخنداں کی ؛ اب یہ حالت ہے مردمانِ جہاں ؛ بات سنتے نہیں غزل خواں کی نقل ہے کہ ایک شخص جگر افگار دل داغدار کسی شہریار والاتبار کی دختر رشک قمر پر عاشق زار اور مست و سرشار تھا بادشاہ عالیجاہ گیتی پناہ نے مشورہ وزرائے عظام وندمائے عالی مقام سے اوس جوان عاشق زار جگر افگار کو طلب فرماکے کہا اے عاشق جانباز و اے شائق طناز اگر تو اوس شخص کی دختر رشک قمر پر اس قدر مشل کناں چاک گریباں ہے اور میدان عاشقی مین جوانمردی و دلاوری سے قدم مارا ہے تو تیری محبت صادق اور الفت واثق ہمیں اس طرح خوب ثبوت ہو کہ جو تو فلانے مکان عالیشان کی بلندی سے کود کر جانبر رہے اور تیرے کسی عضو جسمانی کو مضرت نہ پہونچے تو البتہ تیری عروس امید آغوش حسرت سے بغلگیر بصد توقیر ہو جائیگی المختصر عاشق شیدا یہ مژدۂ روح افزا سنکر اوس مکان عالیشان کی بلندی رشک چرخ برین سے کود ا لیکن یہ کہتا ہوا قطعہ جانان مرا بمن بیارید ؛ این مردہ تنم با و سپارید ؛ گر بوسہ زند برین لبانم ؛ یہ تیسرا مصرعہ غم افزا زبان سے ادا ہوتے ہین چوتھے مصرع کے کہنے کی باری نہ پہونچی تھی کہ وہ عاشق زار جگر افگار ایک بار زمین پر گر کے بستر فنا پر غلطیدہ ہوا یہ ماجرا حیرت افزا شیخ سعدی شیرازی مسموع کر کے جوادس کے لاشۂ پاش پاش کے قریب تشریف فرما ہوئے تو یہ اعجاز مسیحائی و دانائی یہ مصرع جو تھا موزوں کیا مصرع چون زندہ شود عجب مدارید ؛ یہ قصہ حیرت افزا اوس شہنشاہ گیتی پناہ کے گوش ہوش تک پہونچا کہ وہ کشتہ خنجار دغا بلندی سے تا بہ زمین یہ تین مصرعہ حزین کہکر ہمردلیف قضا ہوا ہے جانان مرا بمن بیارید این مردہ تنم با و سپارید ؛ گر بوسہ زند برین لبانم ؛ لیکن ایک فقیر روشن ضمیر محرم راز نہانی اوس کشتے کی زبانی یون کہتا ہے مصرع چون زندہ شود عجب مدارید ؛ یہ کلام حیرت التیام سنکر بادشاہ جمجاہ نے حضرت شیخ سعدی کو طلب فرمایا اور عندلیب زبان کو گلشن تقریر یون نغرہ زن کر کے کہا اے درویش خیر اندیش تو اس جان دادہ و در افتادہ کی زبانی کہتا ہے اگر وہ میرے لب پر بوسہ دے عجب نہین کہ زندہ ہون اوسکے جواب مین شیخ سعدی رح نے کہا اے بادشاہ عالم پناہ یہ کلام صدق نظام عاشق صادق کا ہے کیا مذکور جو دروغ ہو بقول شخصے مثل ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے ؛ اپنی دختر رشک قمر کو طلب کیجیے اور اس مردہ بے جان کے لب سے وہ لعل لب ملوائیے غالب ہے کہ اعتقاد سکا کامیاب لست آب زندگانی سے لبالب ہو جائے یہ گفتگو دوبدو شیخ نیکخو کی گوش زد کر کے بادشاہ کہنے لگا اے فقیر روشن ضمیر اگر ایسا تہین یہ جھوٹ ہوگا تو واللہ یا قسم تجکو بھی اوسکے برابر بستر فنا پر

سلاؤنگا یہ سخن دلشکن زبان پر لاکے بادشاہ نے اپنی دختر رشک قمر کو خلوت فرماکے وہان طلب کیا کہ بجاہ
کشتۂ عقاب بستر فنا پر پڑا تھا بزبان فصاحت پر بلاغت بیٹی سے کہا اے حسین ملیح وا اے رشک مسیح اپنے
مردۂ بیجان اور کشتۂ ناوک مژگان کو باعجاز مسیحائی بصد رعنائی بوسہ لیکر دیکھ تو زندگی سے کیونکر سرخرو
ہوتا ہے الحاصل اوس پریزاد ستم ایجاد نے جو نہین اوس مردۂ بیجان اور کشتۂ لب و دہان کے
لب پر اپنے لب کو چسپان کیا ہے وہ وابستۂ قضا کشتۂ جفا ایک چشم زدن مین اوٹھ بیٹھا یہ تماشاے
عجیب و غریب ملاحظہ فرماکر اوس فقیر روشن ضمیر سے بادشاہ کہنے لگا اے عزیز باتمیز معلوم اور مفہوم ہوتا ہے
کہ تو شیخ سعدی شیرازی ہے مثنوی کہکے اوس بادشاہ نے یہ بات اپنی بیٹی کا پھر پکڑ کر ہاتھ شیخ سعدی
کے ہاتھ مین دے کر کہا بہر خدا و پیغمبر اسکے عاشق کے ساتھ پڑھ کے نکاح کیجیے سرفراز ہو یہ صلاح
الغرض بادشاہ نے مہجور عاشق راز کو کیا مسرور شیخ سعدی کو بھی بصد اعزاز ہمہ دم مین بنایا محرم راز

نقل ہے کہ حضرت شیخ سعدی شیرازی ایک شاہزادۂ خوش جمال مہر تمثال کے ملازمان کم رو مین
نوکر تھے اتفاقاً ایک روز فرحت اندوز وہ گل رعنا خوش زیبا نونہال باغ خوبی نورستۂ گلشن محبوبی اسپ
باد رفتار پر سوار ایک گلزار پر بہار کیطرف ہوکر گذرا الغرض گلگشت چمن مین اوس رشک شمشاد
طبع آزاد نے ایک سرو سہی کو دیکھکر یہ مصرع موزون کیا مصرع سرو در باغ بیک پاے ستاد
است نگر اوس کے جواب مین شیخ سعدی شیرازی نے کہا اے نونہال حدیقۂ جہانبانی و اے
گل گلستان کامرانی فی الحقیقت ہے مصرع سرو در باغ بیک پاے ستادست نگر لیکن کیا عجب
ثانی بر رکاب تو دود گر بروش پاے دگر یہ مصرع بے بہا سنکر شاہزادہ شیخ موصوف سے
یون کہنے لگا اے فخر شاہزادت والے رہبر کاملان معلوم ہوتا ہے کہ تو شیخ سعدی شیرازی ہے
ابیات یہ کہکر شاہزادہ تماش زین سے اوتر کر دست بستہ ہو یقین سے قدم مخدوم کے
لیکر کہا یون چھپایا آپ نے تھا آپ کو یون میرے سب خاندان کا فخر ہوتا جو حضرت
آپ کے مین پانون دھوتا غرض مہجور اوس شہ نے تکرار کیا مخدوم کو گھوڑے پہ اسوار

نقل ہے کہ ایک شاہزادی خوزادی خوش جمال مہر تمثال فنون شعر مین نہایت موزون الطبع
تھی چنانچہ ایک روز وہ دل افروز براے تفریح طبع اپنے باغ رشک ارم مین قدم رنجہ فرماکر
بقصد شگفتگی خاطر وہ رشک چمن غیرت ثمن متصل خیابان نظارہ کنان گلی خندان تھی لیکن حضرت
شیخ سعدی شیرازی اوس شاہزادی لالہ رو کا شہرہ حسن و جمال کا سنکر ایک نظر
دیکھنے کا دل پر داغ رکھتے تھے القصہ اوس روز مخبران صادق اور

اور مجرران واثق سے معلوم ہوا کہ آج وہ سرتاج گلرویان اور افسر لالہ رخان اپنے گلزار پُر بہار مین رونق افزا ہے یہ نوید سراسر امید مسموع کرکے حضرت شیخ سعدی نے قریب باغ اگرچہ ہر چند اندرون باغ جانیکی تدبیر پر تشویر کی لیکن کوئی راست ہاتھ نہ آئی آخر کار ناچار ایک نابدان کی راہ سے شیخ صاحب سر نکال کے جو دیکھنے لگے تو قضائے کار شاہزادی غیرت گلزار کی آنکھ سے آنکھ دوچار ہوگئی وہین شاہزادی نے فی البدیہہ یہ مصرعہ کہا مصرع زہین ترقید شد پیدا سر خر؛ اسکے جواب مین شیخ سعدی نے کہا مصرع شنید آواز مادہ آمدہ نر؛ یہ مصرعہ برجستہ سُنکر شاہزادی ماہر و نیک خو نے شیخ صاحب کو طلب فرما کے بصد تعظیم و تکریم صدر نشین کیا مثنوی اور کہا خوش نصیب میرے تھے؛ مین نے دیکھے قدم جو حضرت کے؛ تم سا صاحب کمال دنیا مین؛ تم سا شیرین مقال دنیا مین؛ ہوا ہے نہ ہووے گا پیدا؛ جانتے ہین تمام شاہ و گدا؛ سچ ہے مجبور شیخ سعدی کا؛ شاعرون مین ہے مرتبہ اعلےٰ؛ **نقل ہے** کہ ایک عزیز باتمیز موزون الطبع خوش لہجہ حُسن پرست دل دو لخت سرشار مے محبت ایسا تھا کہ بقول میر تقی مثنوی سر مین تھا شور شوق دل مین تھا؛ عشق ہی اوسکے آب و گل مین تھا؛ عشق رکھتا تھا اوسکی چھاتی گرم؛ دل وہ رکھتا تھا موم سے بھی نرم؛ الحاصل اوس شہر کے بادشاہ عالم پناہ کی پسر رشک قمر پر وہ دل داغدار عاشق زار ہو گیا لیکن مرزا علی لطف کے بقول شہزادہ سپہر کیونکہ ہو اوس ماہ کو؛ کیا تناسب ہے گدا سے شاہ کو؛ الغرض بسعی بسیار اوس جگر افگار نے بناچاری خدمتگار یمین اوسکی نوکری بہم پہونچائی مگر برائے نظارۂ آن ماہ پیکر و نجستہ جگر آٹھ پہر حاضر رہنے لگا چنانچہ ایک روز وہ شاہزادہ شمع شب افروز خواب سے بیدار ہوکر آئینہ ہاتھ مین لیکر اپنے حسن کی بہار کا جو نظارہ کنان ہوا تو کیا دیکھتا ہے کہ زلف پیچان رشک سنبل بستان سرے بل کھاکر میری گوش ہوش سے سرگوشی کر رہی ہے یہ عالم زلف پُر خم کا ملاحظہ فرما کر یہ مصرع موزون کیا مصرع زلف من خم شدہ در گوش سخن میگوید؛ اسکے بعد ہر چند اوس شاہزادہ خود پسند نے بغور خوض کیا لیکن مصرع ثانی رو کش نقش مانی آئینہ طبیعت مین جلوہ گر نہوا آخر کار ہر ایک انیس و جلیس سے فرمایا کہ اسکا دوسرا مصرعہ برجستہ بہم پہونچاؤ لیکن کسی نیک خصال کے خیال مین نہ آیا تب وہ خدمتگار دل افگار دست بستہ ہوکر عرض کرنے لگا کہ خداوند نعمت وہ کون سا مصرع ہے کہ جسکا مصرع ثانی بآسانی بہم نہین پہونچ سکتا ہے اوس شاہزادہ والا تبار عالی مقدار نے کاکل معشوقۂ سخن کو شانہ کاری زبان جادو طراز سے آراستہ کرکے کہا اے خدمتگار دل افگار سُن یہ مصرعہ زلف من خم شدہ در گوش سخن مے گوید؛ یہ مصرع گوش زد کرکے وہ تیرہ بخت سیہ رخت کہنے لگا اے سپہر حشمت و اقبال و اے ماہ رفعت و اجلال یہ تو یون ہے

مصرع ثانی موبمو حال پریشانی من میگوید ؛ نظم یہ مصرع شاہزادہ سُنکے فی الحال ؛ لگا کہنے زہے میرا
یہ اقبال ؛ کہ ایسا بے بہا اور نیک آساس ؛ رہے یون روز و شب حاضر مری پاس ؛ تو بس معلوم ہوتا ہے کہ میرا ؛
یہ جان و دل سے ہے مفتون و شیدا ؛ غرض مہجور شہزادی نے اوسکو ؛ رکھا اپنی رفاقت مین خوشی ہو ؛ نقل ہے
کہ ایک بادشاہ جمجاہ کی محل خاص کی سرو دختر لالہ رویان اور افسر گلرخان غسل فرما کر برہنہ ایک چوکی طلائی مرصع پر زینت بخش تھی
کہ یکایک بادشاہ عالیجاہ جو اندرون محل درآمد ہوے تو بیساختہ اوس پری بی نقاب پر حجاب سے چشم دوچار ہو گئی
لیکن خواصان خاص نے جو نہین بادشاہ عالم پناہ کو محل مین درآمد ہوتے دیکھا وہین سفید کھیس اوس
مہ جبین لعبت چین پر سراسر ڈال دیا اوسوقت بادشاہ عالیجاہ نے اپنی ماہ تابان مہر درخشان کو ہلکی ابر مین
پنہان دیکھکر یہ مصرع برجستہ کہا مصرع آن پری در پردہ شد چو تماشا بم بہتر ؛ اس مصرعۂ پر حیرت آمادہ حسرت
کو پڑھتا ہوا وہ بادشاہ مجلسرای دلکشا سے برآمد ہوا اور شاعران قدیم اور مصاحبان صمیم سے فرمایا کہ اسکا دوسرا
مصرع جلد بہم پہونچاؤ الحاصل سب شاعروں نے مثقب خیال سے گوہرہای سخن کو سوراخ کرکے رشتۂ الفاظ مین پر دیا
لیکن مصراع اول کے تسلسل معانی اور مسلسل بیانی سے کوئی منسلک نہوا تب تو بادشاہ عالیجاہ نے
با دل شاد ارشاد کیا کہ کوئی اور بھی شاعر ہمارے شہر آباد مینو سواد مین ایسا ہے جو ہمارے مصرع سے
اپنا مصرع چسپان کردے یہ کلام بادشاہ عالی مقام کا سُنکر ایک ندیم قدیم کہنے لگا کہ خداوند نعمت
سپہر کرامت ایک شاگرد ناصر علی نہایت موزون طبع ہے اگر وہ وحشی رشک انوری حضور پُرنور مین حاضر ہو تو
البتہ آپ کے مصرعۂ حیرت افزا کا مطلع بہ از مطلع آفتاب جہانتاب ہو جائے یہ سخن حیرت انگیز بادشاہ عالیجاہ نے
استماع فرماکے کہا کہ اوس شاگرد یگانہ استاد زمانہ کو بارگاہ شاہی مین حاضر کرو اوس ندیم قدیم نے جواب دیا
پیر و مرشد برحق اوسکا حضور پُرنور مین حاضر ہونا نہایت محال اور اشکال ہے کیونکہ اوسکی ایک جہت ہے اول تو
وہ کسی اعلیٰ ادنے کے گھر مین نہین جاتا اور اگر کہین رونق افزای بزم ہوتا ہے تو اسطرح کہ ایک کشمیری بچہ پر
ملک الشعرا فریفتہ اور شیدا ہے جو اوس کشمیری بچہ کو کوئی برای رقص اپنی محفل مین طلب کرتا ہے تو وہ بھی
پروانہ وار اوس شمع رو کے ساتھ جاکر صاحب خانہ کے پاس بیٹھتا ہے اس مین کوئی کیون نہوا اے
خداوند نعمت وہ سودائی ماہی حضور پُرنور کے قابل نہین ہے یہ سخن دل شکن بادشاہ عالیجاہ
سُنکر فرمانے لگے کیا مضائقہ اوس کشمیری بچے کو طلب کرو بقول شخصے مثل ہے
کہ ہم فعل اور ہم تماشا ؛ یعنی ناچ کا ناچ دیکھین گے اور مطلب کا مطلب حاصل ہوگا وہ مثل ہے
ایک پنتھ دو کاج الحاصل بادشاہ عالی جاہ نے اوس کشمیری بچے کو برائے رقص
محفل شاہی مین طلب فرمایا جو نہین وہ کشمیری غیرت پری بزم رشک پرستان مین حاضر ہوا۔

برای رقص گھنگرو باندھکر مع سازندہای خوش نوا کھڑا ہوا وہین وہ شاگرد ناصر علی جلد ایک طرف سے نکلکر
بادشاہ عالیجاہ کی قریب جا بیٹھا اور شان کبریائی کا تماشائی ہوا لیکن بادشاہ عالم پناہ سے سلام علیک تک ابھی نہ کی
وہ بادشاہ جمجاہ اوسکے حرکات واہیات کا مانع نہوا ایک گھڑی کے بعد بادشاہ گیتی پناہ نے وزیر صاحب تدبیر سے کہا کہ ہمارا
مصرع اسکے روبرو پڑھکر جواب طلب کرو الغرض وزیر صاحب توقیر نے مکرر سہ کرر بادشاہ کا مصرع اوس محو جانان کے
روبرو پڑھا لیکن وہ پرحیرت ایسا عالم محویت مین تھا کہ مطلق جوابدہ نہوا آخر کار خود بادشاہ نامدار نے اوس
خود غلط کا بازو ہلا کر کہا کہ میرے مصرع کا جواب باصواب دیکر سرفراز کیجیے غرض وہ حیرت زدہ کسی طرح جوابدہ نہو
اتفاقاً اس عرصے مین اوس کشمیری بچے کی پانوؤن کا گھنگرو رقص کرنے مین جو ٹوٹ گیا تو وہ قدر شناس پاس آداب
شاہی سے سازندون کی پیچھے گھنگرو باندھنے کو بیٹھ گیا اوس وقت اوس وحشی نے اپنے پر پرود لجو کو نظر سے
پنہان دیکھکر بادشاہ عالیجاہ سے کہا کہ تمھارا مصرع بے بہا کیا خوب دل مرغوب ہے مصرع آن پری در پردہ شد
محو تماشایم ہنوز ؛ لیکن اوسکا جواب حسب حال اپنے شاہ فرخندہ فال یون ہے مصرع رفتہ ام از خویشتن
چند انکہ می آیم ہنوز ؛ **اشعار** شناسئنہ نے برجستہ مصرع جو یہ ؛ لگا کہنے با صد خوشی تب تو یہ ؛ جو مصرع
مرے دل کو مرغوب تھا ؛ دہی آپ نے فی البدیہہ کہا ؛ غرض شہ نے اوس شعر گو کو وقار ؛ دیا شاعرون
مین بصد افتخار ؛ سخندان سخنگو کے مجبور سب ؛ کرین قدر کیونکر نہ یون روز و شب ؛ اور بقول
میر حسن **شعر** سخن کے طلبگار ہین عقلمند ؛ سخن سے ہے نام نکویان بلند ؛ **نقل** ہے کہ شاہجہان
بادشاہ گیتی پناہ کسی چور محل بے بدل مین چوری سے استراحت فرما ہوگئے تھے وقت سحر وہ شاہ
خوش منظر دیوان خاص مین برآمد ہوا دو چار گھڑی کے بعد کمند اشتیاق سے چور محل نے بادشاہ عالیجاہ کو
اپنی طرف کھینچا قضای کار وہ بیگم بے غم عالم شب کے سرور مین اس شکل سے بیٹھی تھی **مثنوی** کہ بکھرے پہ تھی زلف
بکھری ہوئی ؛ اور گرتی کچھ اوپر کو اوڑھی ہوئی ؛ دوپٹا بھی سر پہ سے سرکا ہوا ؛ نزاکت سے ڈھنڈھے کے
نیچے پڑا ؛ اور آنکھین خماری وہ نرگس سی آہ ؛ کسی کی ہر اک سمت تکتی تھین راہ ؛ کہ یکایک شاہجہان
شہنشاہ زمان سامنے سے جو نمودار اور آشکار ہوئے اور باہم دونون کی آنکھین جو دو چار ہوگئین تو
وہ آئینہ رو بادشاہ کو دیکھکر بحالت ششدر انگشت حیرت دانتون مین رکھکر مثل تصویر دلگیر عالم سکوت مین
آگئی شاہجہان اوس زمان وہ انگشت حیرت بدندان دیکھکر یہ نیم مصرعہ برجستہ فرماتے [illegible] محل سے برآمد
ہوئے **مصرع نصف** نیمے درون نیمے برون ؛ الحاصل بادشاہ عالم پناہ نے ہر ایک شاعر
ندیم نامدار صاحب تمیز سے کہا کہ اس نیم مصرع کا سارا مصرع ہو جائے تو بہتر ہے غرض ہر ایک نے بقدر حوصلہ
میدان شاعری مین قدم مارا لیکن کسی کا مصرع اوس کے ہم ردیف نہوا آخر الامر

ناصر علی رشک انوری کو جو بادشاہ نے طلب فرمایا تو فخر شاعران اور رہبر کاملان بادشاہ عالیمقام کا کلام سنکر
کہنے لگا ای بادشاہ جمجاہ تیری سوال کا یہ جواب باصواب ہی شعر از ہیبتِ شاہِ جہان لرزہ زان وآسمان ؛ انگشت
حیرت دردہان نیمی درون نیمی بروں ؛ نظم سُنکے یہ شعر بادشہ نے کہا ؛ آفرین باد تجکو مرد خدا ؛ آگے ناصر علی کے
ای مہجور ؛ سب پہ روشن ہی کیا کرون مذکور ؛ نقل ہے کہ ایک پریزاد ستم ایجاد جادو نگاہ فسون ساز سحر طراز
صدف چشم کو کحل الجواہر سے چشم بددور آلودہ کر رہی تھی لیکن سرمے کی تیزی سے اشک گہربار چشم آبدار سے
کچھ سیاہی آلودہ گرتے تھے اس ضمن مین بادشاہ عالم پناہ جو محل بے بدل مین درآمد ہوئے تو یہ عالم اوس بادشاہ
بیگم کا دیکھکر یہ مصرع برجستہ موزون کیا مصرع دُرِ ابلق کسے کم دیدہ موجود ؛ اور اس مصرع کو پڑھتے ہوئے
دیوان خاص مین رونق افزا ہو کے شاعرون سے فرمایا کہ اسکا دوسرا مصرع جلد بہم پہونچاؤ ؛ ہر چند
ہر ایک شناور دریاے معانی نے بحر تفکر مین غواصی کی لیکن دُرِ مطلب کسی کی صدف مین نہ آیا آخر کار ایکبار
ناصر علی باوقار کو بادشاہ نے طلب فرما کے بادل شاد ارشاد کیا اے ناصر علی اوستاد فن شاعری یہ مصرع
تنہا مطلع مثل مطلع آفتاب درخشان چاہتا ہے ناصر علی رشک انوری نے کہا اے مہر سپہر کرامت
واے نیر آسمان حشمت وہ کونسا مصرع ہے کہ جسکا مصرعہ ثانی باآسانی نہین بہم پہونچتا ہی بادشاہ جمجاہ نے فرمایا
ای ناصر علی رشک انوری مصرع دُرِ ابلق کسے کم دیدہ موجود ؛ اسکے جواب مین ناصر علی نے کہا خداوند نعمت
فی الحقیقت مگر مصرع ثانی مصرع بغیر از اشک چشم سرمہ آلود ؛ نظم غرض وہ شاہ مصرع سُنکے مہجور ؛
ہوا دل مین نہایت اپنے مسرور ؛ لگا یہ بات کہنے ہر کسی سے ؛ بصد فرحت دلی اور منصفی سے ؛
بدریاے سخن کتنا روا ہے ؛ یہ مصرع سلک گوہر سے بڑا ہے نقل ہے کہ شاہجہان بادشاہ کا
درِ دندان بوس وکنار مین ایک لالہ رو کے لب لعل گون پر جو لگ گیا تو وہ رشک گلستان مثل
گل خندان ہوئی اوس وقت بادشاہ جمجاہ کی زبان مبارک سے یہ مصرع سرزد ہوا مصرعہ
از گزیدن زیب دیگر داد آن لب خندہ را ؛ یہ مصرع پڑھتے پڑھتے بادشاہ عالیجاہ دیوان خاص مین
تشریف فرما ہوئے اور اس مصرع کا جواب باصواب ہر ایک سے طلب کیا مگر ایک شاعر شاگرد ناصر علی
موزون طبع رنگین وضع بلبل زبان گو گلشن نطق مین چہچہہ زن کر کے کہنے لگا اے خداوند نعمت
فی الحقیقت مصرع از گزیدن زیب دیگر داد آن لب خندہ را ؛ لیکن مشہور اور معروف ہے
مصرع قیمت آرے بیشتر باشد عقیق کندہ را ؛ نظم سُنکے مصرع یہ بادشہ نے کہا ؛ آفرین باد
تجکو مرد خدا ؛ کیون نہ بازار شاعری مین تری ؛ ہووے قیمت دُرِ سخن کی بڑی ؛ الغرض بادشہ نے
اسے مہجور ؛ اوس کو دولت سے کر دیا معمور ؛ نقل ہے کہ زیب النسا حور لقانے ایکروز کبھی

غنچہ لب کے خیال مین شگفتگی خاطر سے یہ مصرع رشک شمشاد موزون کیا مصرع از ہم نمیشود ز حلاوت جدا لبم ٭ لیکن
اس مصرع کا مصرعہ ثانی بامعانی گلشن خیال مین کسی روش نہ سرسبز ہوا آخر کار ناچار زیب النسا بیگم نے ایک صفحہ رنگین
وقرطاس نگارین پر بخط گلزار وہ مصرع رشک بہار لکھکر ناصر علی رشک انوری کے قریب بھیجا اوسکے جواب مین
ناصر علی رونق باغ شاعری نے قلم شاخ نرگس سے بخط ریحان اوس کاغذ زرافشان پر یہ مصرع رقم کرکے زیب النسا کے
پاس بلا وسواس بھیجدیا مصرع گویا رسید بر لب زیب النسا لبم ٭ اس مصرعہ خشم کو زیب النسا ملاحظہ فرماکر خرمن
طیش پر لوٹ کر پیچ وتاب کھانے لگی اور شعر براق مثل تیغ عریان بنوک قلم رقم کرکے ناصر علی کو بھیجا شعر ناصر علی
بنام علی بردہ پناہ ٭ ورنہ بذوالفقار علی سر برید مست ٭ نظم لیک شاعر جو ہین سوای مہجور نہین ڈرتے کسی سے
تامقدور ٭ اونکی میدان شاعری مین زبان ٭ کرتی ہے کار سیف کا ہر آن ٭ نقل ہے کہ سلمان فخر شاعران
زمان فصل جوش بہار مین مع فضلا و شعرا برائے تفریح طبع ایک وجلہء روان کے کنارے بعزم سیر بن غوطہ زن تھا
اتفاقاً ناصر بخاری درویش مشرب مائل سیاحت اوس مجمع شعرا مین زینت بخش ہوا سلمان اوس آن برطب
اللسان یون گویا ہوا کہ ای عزیز باتمیز تو کون بشر بخطہ ہے ناصر علی بخاری ایک باری طوطی زبان کو میان
گلشن بیان یون نطق مین لایا کہ یہ فقیر تن حقیر باغ جہان مین نخلستان شاعری کی باغبانی کرتا ہے
یہ کلام سلمان شیرین کام سنکر کہنے لگا اے عزیز باتمیز نے البدیہہ بھی شعر کہنے کی طاقت رکھتا ہے اوس نے
جواب دیا البتہ سلمان صاحب ایمان نے فی البدیہہ یہ مصرع موزون کیا مصرع سیل را امسال رفتار سے
عجب مستانہ ایست ٭ ناصر بخاری کہنے لگا سچ ہے لیکن مصرع پای در زنجیر وکف برلب مگر دیوانہ ایست ٭ یہ مصرع
برجستہ ناصر بخاری سے سنکر تمام شعرا و فضلا گرداب حیرت مین مستغرق ہوئی اور سلمان خندان خندان
اوٹھکر بغلگیر ہوا قطعہ کیون نہ شاعر کی قدر اے مہجور ٭ شاعران زمان کو ہو منظور ٭ سچ تو یہ ہے
نہ گو کوئی مانے ٭ قدر جوہر کی جوہری جانے ٭ نقل ہے کہ ایک روز شیخ علی حزین بصد
تمکین اپنے گلستان دلستان مین تن تنہا گلہائے مضمون گلشن خیال سے چن چن کر برجستہ غزل کا
گلدستہ بیٹھے بنا رہے تھے لیکن دربانون اور پاسبانون کو حکم تھا کہ اس وقت کوئی ہمارے
پاس بلا وسواس نہ آنے پاوے قضاے کار ایک شخص زبان طراز اوس گلزار پر بہار
مین جانے کو طیار ہوا مگر چوکیدارون کے مانع ہونے سے وہ عزیز باتمیز دروازے کی راہ چھوڑ کر
بہر روش ایک نابدان کی راہ سے مثل آب روان اوس جا ہو پہنچا کہ جس جا شیخ موصوف سیر
گلہائے مضامین تھے اس عزیز باتمیز کو خار سمجھکر شیخ نے بزبان فصاحت پر بلاغت فرمایا
مصرعہ درین بزم رہ نیست بیگانہ را ٭ وہ عزیز باتمیز اس مصرعہ کو گوش زد

فرماکے بجرب ربانی فتیلۂ زبان کو محفل سخن مین روشن کرکے کہنے لگا کہ اے چراغ خاندان شرافت واے
شمع شبستان نجابت سچ ہے مصرع درین بزم رہ نیست بیگانہ را؛ لیکن یہ سے فی الحقیقت ہے مصرع
ثانی کہ پروانگی داد پروانہ را؛ نظم سنکے یہ مصرع شیخ جی نے وہین؛ اسکو اعزاز سے بٹھایا زیبا ہے ہر
مہجور ہر سخندان کی؛ قدر کیونکر کرین نہ دل سے سبھی؛ نقل ہے کہ شیخ علی حزین بصد تمکین مع ہمنشین
اپنی محفل عالی منزل مین رونق بخش تھے جس وقت کہ شب بوالعجب دوپہر کے قریب گئی یکایک
شیخ موصوف نے بزبان فصیح بر ملیح یہ ارشاد کیا مصرع از شب چہ قدر رسیدہ باشد؛ ز
اسمین ایک شاگرد رشید صاحب فہمید نے جواب دیا مصرع ثانی زلفش بکمر رسیدہ باشد؛ چہ جواب باصواب شاگرد
رشید ہے کہ سنکر شیخ موصوف نہایت محظوظ ہوئے مثنوی برجستہ سخن کہے جو مہجور؛ زہی نقل ہو دے کیون وہ مشہور
بیرالت ہی جو کہ ہین سخن سنج؛ دولت سے سخن کے ہین وہ پر گنج؛ نقل ہے کہ ایک امیر صاحب تھے فیر
کہ جسکا نام نیک انجام زبان پر لانا مناسب حال نہین ہے وہ امیر صاحب توقیر شیخ علی حزین عزلت گزین
کی ملاقات کے واسطے جو مکان دلستان مین تشریف فرما ہونے لگا تو شیخ موصوف کا ایک چوبدار نابکار گویا ہوا کہ
خداوند نعمت سہر کرامت آپ کے درآمد ہونے کی اس غلام ناکام کو خبر کرنی شرط ہے غرض وہ امیر اوسکے
سخن کا شنوا نہوا مگر یہ تکدر بخاطر شیخ صاحب کی قریب بیٹھکر یہ مصرع زبان پر لایا مصرع در درویش را
دربان نباید؛ اوسکے جواب مین شیخ جی نے بنرمی زبان فرمایا مصرع نباید تا سگ دنیا
نیاید؛ اشعار سنکے مہجور یہ جواب حقیر؛ شرمگین دلمین ہوگیا وہ امیر؛ کیون نہ وہ شخص دل مین
ہووے خفیف؛ گوش زد ہو سخن جسکے کثیف؛ نقل ہے کہ ایک روز اکبر بادشاہ گیتی پناہ گلزار رشک
بہار مین سیر کنان تھا کہ ایکبار لالہ داغدار پر نگاہ پڑی تو یہ مصرع رشک شمشاد زبان پر
گذرا مصرع لالہ در سینہ داغ چون دارد؛ اسمین امیر خسرو نیک خو نے عندلیب زبان کو قفس سکوت سے
پرواز دے کر گلشن تقریر مین مقرر کیا اے گل حدیقۂ جادوانی واے سرو باغ کامرانی
فی الحقیقت مصرع لالہ در سینہ داغ چون دارد؛ لیکن جواب مصرعۂ ثانی عمر کوتاہ غم
فزون دارد؛ نظم سنکے خسرو سے مصرع اے مہجور؛ دل مین اکبر ہوا
بہت مسرور؛ جو سخندان ہین وہ سخنگو کی؛ قدر کرتے ہین سنکے بات بڑی؛
نقل ہے کہ ایک بادشاہ عالیجاہ نے عالم سرور مین شراب سخن شیشۂ مضامین سے
نکالکر ساغر اوراق مین بھرکے یہ مصرعہ کیفیت کہا مصرعہ ساغر نیمہ دلبریز
ندیدہ است کسے؛ اور اوسکا مصرع ثانی بامعانی بادشاہ نے ہر ایک سے

طلب کیا اپنے بقدر حوصلہ سب نے میدان شاعری مین توسن طبع کو چمکایا مگر کسی شخص کا اشہب خیال کو سے
سخن مین نہ دوڑا ایک روز بادشاہ عشرت اندوز نے نہایت خفا ہو کر اپنے ملازم افسر شعرا سے
یون کہا کہ اگر اس مصرع کا مصرع ثانی یا معنی صبح تک نہ بہم پہونچاویگا تو واللہ باللہ تجھ مردار کو وقت شام
دار پر کھینچونگا الحاصل اوس شاعر بے بدل سے کوئی مصرع برجستہ سرزد نہوا آخر کار اوس شاہ نامدار عالیمقدار نے
اپنے سامنے اوس شاعر خستہ جگر کو دار پر کھینچا اس حالت پرملالت مین اوس نیم جان کا ساغر وہان شراب سخن سے
جو لبریز ہوا تو یکایک یہ مصرع برجستہ زبان پر لایا شعر نیم جانیکہ بمن بود رسید ست بلب ؛ ساغر نیمہ ولبریز
مزید ست کسے ؛ یہ مصرع برجستہ استماع فرما کر بادشاہ عالیجاہ نے اوسکی جان بخشی کی مثنوی
سچ ہے جو مہجور ہو سخندان ہین ؛ قدردان شعر کے وہ ہرآن ہین ؛ اور جنکو نہین ہے اسمین دخل ؛
اپنے نزدیک ہین وہی بے عقل ؛ نقل ہے ایک روز نصف النہار کے قریب عمدہ الملک نے
خانۂ باغ کی روش پر گلشن اختلاط مین چاہا کہ گنا بیگم غنچہ دہن کے چمن نہانی کو آب پاشی عشرت سے
سیراب کیجیے اسمین اوس گل زیبا اور سرو رعنا نے بصد شگفتگی خاطر نواب موصوف سے کہا آپ
خیابان خلوت مین رونق افروز ہوجیے مین بھی استنجے کی حاجت سے فارغ ہو کر حاضر ہوتی ہون غرض
نواب موصوف اوس پری رخسار کے کہنے سے پلنگ غیرت گلزار پر ملطیدہ ہو کر یکایک چشم انتظار پر خار مین
غنودگی سی نیمخوابی مین آگئی اس عرصے مین گنا بیگم نے جو آکر در کا پردہ اوٹھایا تو نواب موصوف کی نیمخوابی کا پردہ
فاش ہو گیا یکایک پردے کو ہاتھ سے چھوڑ کر وہ پر حجاب جو تھی پیچھے کو ہٹی کہ ایکبار نواب نامدار کی آہٹ
سے جھٹ آنکھ بیدار ہو گئی اوس وقت یہ مصرع بیساختہ سرزد ہوا مصرع اگر ہماری خاک یہ کیا
یار کرچلے ؛ وہین گنا بیگم نے جواب دیا مصرع خواب عدم سے فتنے کو بیدار کرچلے ؛ یہ
مصرع برجستہ گنا بیگم نے پڑھ کے بصد عشوہ گری نیاز پری بخرام کبک دری نواب موصوف کے قریب آکر نسیم
عیش و عشرت سے گل آرزو کو شگفتہ کیا مثنوی کیون نہ مہجور وہ خوش اوقات ؛ گل تر کی
طرح ہنسین دن رات ؛ جنکو اللہ نے میان جہان ؛ نعمتین سو طرح کی دین ہر آن ؛؛

نقل ہاے کبیشران

نقل ہے کہ سابق مین راجہ مہاراجون کی بیٹیان رانی زادیان بادشاہ اولوالعزم ذوی الاکرام کو ڈولے کے
طریق پر آتی تھین اور اونھین کی اولاد مین سے شاہزادے خوشنا دسے تخت سلطنت پر جلوس فرماتے تھے
چنانچہ معمول کے موافق ایک رانی گل نوبہار جوانی بقول میر حسن شعر برس پندرہ یا کہ
سولہ کا سن ؛ جوانی کی راتین مرادون کے دن ؛ اکبر بادشاہ جمجاہ کی محل سرا سے

دلکشا مین رونق بخش ہوے ایک شب بادشاہ خود مطلب نے اوس نورستۂ باغ جوانی گلدستۂ حدیقۂ کامرانی کا
غنچۂ امید نسیم عشرت سے شگفتہ کرنے کو ارادہ کیا لیکن وہ نونہال گلشن خوبی اور سرو چمن محبوبی گل عشرت کو خار سمجھکر
خیابان آغوش بادشاہ سے مثل صبا جو ہوا ہوئی تو بادشاہ جم جاہ نے دوڑکر اوسکا ساعد غیرت شاخ گل اپنے
رشک پنجۂ مرجان مین پکڑا الحاصل ان دونون کی کشاکش سے رانی مہارانی کے لہنگے کا گرہ بند ٹوٹ گیا
وہین اوس شمع شب افروز چراغ عشرت اندوز نے اپنے دونون ہاتھ بیہات اس واسطے شمع سوزان پر رکھدیے
تاکہ چراغ بے ستری صبای تیرگی سے گل ہوجائے یہ تماشاے حیرت افزا اوس ماہ دل افروز رشک بہار
نوروز کا دیکھکر بادشاہ آتش عشق پر سپند آسا تڑپ کر یون کہنے لگا چھمچھ کہہ کارن سندر ہاتھ جرے ؛
غرض یہ چھمچھ کہتے ہوے بادشاہ عالم پناہ محل سے دیوان خاص مین برآمد ہوئے اور کبیشر زبان آور کو طلب
فرمایا چنانچہ اوس وقت ایک کبیشر خوش منظر چوکی خانے مین حاضر تھا حسب ارشاد حضور پر نور وہ
دست بستہ حاضر ہوا اکبر بادشاہ نے فرمایا اے کبیشر نیک منظر اس ارتھ کا کبت بر مضمون موزون کردے
یعنی یہ چھمچھ کہہ کارن سندر ہاتھ جری ؛ یہ چھمچھ وہ کبیشر زبان آور سنگر کہنے لگا دوہرا کدھی نہ کاگج ہاتھہ
لیون نہ جانون سیاہی کیسا رنگ ؛ سدا سرستی واہنی حکم سے بھگوان کے سنگ ؛ ای بادشاہ عالم پناہ
اس ارتھ کا یہ کبت ہے کبت نئی ابلا رس بھید نجانت سیج گئی جبہ بانیہ ڈری ؛ رس بات کہی جب
چونک چلی تب دھاے کے کنتھ نے بانہہ دھری ؛ ان دونون کے جھجھکورن مین گنٹھہ ناب پنیغر ٹوٹ
پڑی ؛ کردیپک کا من جھانپ لیو نہ کارن سندر ہاتھ جری ؛ یہ کبت حسب حال اوس کبیشر صدق
مقال کا سنکر بادشاہ اکبر آتش غضب پر غلطان ہوا اور طیش مین آکر کہنے لگا اس کبیشر گیدی خر نے
یہ کبت ایسا حسب حال نے الحال کہا گویا یہ خناس میرے پاس گھڑا تھا لتظلم مقید کرو اسکو زندان
مین اب ؛ مین ہون غوطہ زن بحر طوفان مین اب ؛ غرض اوس کبیشر پر غصہ کیا ؛ اوسی وقت
زندان مین بھجوا دیا ؛ وہین اک کبیشر نے یہ عرض کی ؛ خداوند ہمسے نہوگا کبھی ؛ کہ شاہون کے
محلون مین بے خوف و غم ؛ پھرین چوری چوری سے اسطرح ہم ؛ یہ گفتگو دو بدو دوسرے کبیشر کی
سنکر بادشاہ نے خاص برداران خاص سے کہا کہ اسکو جلد مقید کرو ہم اور چھمچھ بنالاستے ہین دیکھین
تو یہ اسکا جواب باصواب کیونکر دیتا ہے یہ کہکر بادشاہ شہنشاہ محل کے اندر رونق آمد ہوئے بعد
انفراغ خواب وقت طلوع آفتاب عالم تاب لب دریا جھروکون مین جو آکے زینت بخش ہوئے
تو کیا دیکھتے ہین کہ ایک عورت خوبصورت مہ پارہ شب کو اپنے شوہر رشک قمر کے ساتھ ہم بستر
ہوکر وقت سحر بے خوف و خطر براے اشنان بعد سامان دریاے چمن مین نازل ہوئی

تواوس وقت کا عالم کیا بیان کرون اوس مہ جبین کے پانی چیرنے مین یہ بدن کی چمک تا لافلاک تھی جسطرح
آب صافہ مین ماہ تابان اور مہر درخشان کی پرچھائین دیکھتے ہین اور یکا یک وہ پُر فن غوطہ زن
ہوکر جو پانی پر اوبھری تو اوسکے بال دبال عارض ہوکر تمام مُنھ پر آرہے اوس مہ جبین لعبت چین
نے جو دونون ہاتھون سے اون بالون کو اودھر اودھر پریشان کیا تو اوسکے مکھڑے کا اون
بالون مین یہ نقشہ معلوم ہونے لگا کہ جسطرح آفتاب جہانتاب کوہ پرشکوہ کے درمیان نکلتا ہے یہ عالم
وہ شاہ نیر سپہر اعظم دیکھکر یہ سخن زبان پر لایا پچھ چھ نکسورب پھوڈ پہاڑ کی تائین ؛ الحاصل بادشاہ عالم پناہ
یہ چھچھ کہتے ہوئے محل سے باہر آئے اور دوسرے گیبشر مجوس دل مایوس کو بلواکر فرمایا اسے کبیشر نیک اختر
اس چھچھ کا کیا کبت کہتا ہے جلد بیان کر چھچھ نکسورب پھوڑ پہاڑ کی تائین ؛ اس ارتھ کا جو عالم مینے دیکھا ہے
اگر ویسا ہی نکہے گا تو تجکو ہاتھ پاؤن باندھکے دریاے سیاست مین ڈبو دونگا یہ سخن دلشکن
بادشاہ کا سنکر وہ کبیشر اپنے دیوتاؤن کو مناکر کہنے لگا ای خداوند نعمت سپہر کرامت اسکا یہ مطلب ہے
کبت سات مین رس کیل کیو آنی بھور بھیو اوٹھ منجن دھائین ؛ نیر کے چھیر مین دہیہ ڈوبی جبسا
جل مین جلیسے چندر کی چھائین ؛ لے بڑ کی جل سے اوبھری اوبھین الکین مکھ اوپر آئین ؛ دو دلو کی
کیس سنوار لیو نکسورب بھوڑ پہاڑ کی تائین ؛ یہ کبیت پر حیرت سنکر وہ بادشاہ عالم پناہ دریاے تحیر مین
مستغرق ہوکر کہنے لگا یہ کبیشر جادوگر ہین سحر کے زور سے انکا ہمزاد ہمارے ساتھ ساتھ رہتا ہے کیونکہ
جو عالم صبحدم مین نے تن تنہا لب دریا دیکھا تھا وہی نقشہ ہو بہو میرے روبرو اوسنے زبان قلم سے
قرطاس بیان پر کھینچکر دکھا دیا شعر بھلا کیونکر نہ میری عقل ہو دنگ ؛ بیان غیب کرنیکے یہ ہین ڈھنگ ؛
یہ گفتگو عرش بدہ جو اکبر بادشاہ گیتی پناہ کی سنکر کب گنگ کبیشر نیک محضر کہنے لگا خداوند نعمت ہم لوگون کی
کیا قدرت اور جرأت ہے کہ زور جادو سے نمک حرامی کرین ہم لوگون کو سرستی کا بل بر محل القیہ ہوتا ہے
یہ بات واہیات کب گنگ خوش آہنگ کی سُنکر بادشاہ چوکیدارون سے فرمانے لگے
اس کب گنگ بے ننگ کو تم سب ہاتھ پاؤن جکڑکے پکڑے رہو ہم محل لے بدل مین جاتی
ہین دیکھین اسکا کہنا کیا ظہور پکڑتا ہے الحاصل بادشاہ جمجاہ محل کے اندر رونق افزا ہوئے
وہان ایک حور لقا ماہ سیما اپنا سنگار رشک بہار کرکے عطر سہاگ مین ڈوبی ہوئی بام دل آرام کیطرف
چلی تھی کہ بادشاہ جمجاہ کا مشام کام دیو بوے سہاگ سے معطر ہوا تو اوس نازنین مہ جبین کا
دست سیمین بغل مین دابکر کوٹھے کی طرف مراجعت فرما ہوئے لیکن تیسرے زینے پر قدم جو
بے قرینے پڑا تو یکایک اوس پری رخسار رشک بہار کی ساعد سیمین کا کنگن طلائی ڈھیلے پن سے

بادشاہ کی بغلین رہ گیا اور وہ نازنین مہجبین زمین پر گر پڑی اور وہ کنگن رشک چمن بادشاہ کی بغل
سے جدا ہو کر اوس نازنین کی فرقت مین ہر ایک زینے سے سر ٹکراتا ہوا زمین پر گرا تو عجیب
انداز خوش انداز پیدا ہوئی کہ جسپر بادشاہ جمجاہ کو یہ ارتھ سوجھا چھچھ ٹھن ٹھنن ٹھنن ٹھکو اس
چھچھ کو کہتے ہوئے بادشاہ عالیجاہ محل سے برآمد ہوئے اور کب گنگ سے فرمایا کہ اے کب گنگ خوش
رنگ اس ارتھ کا کیا کبت ہے چھچھ ٹھن ٹھنن ٹھنن ٹھکو یہ کلام بادشاہ عالی مقام کا سنکر
کب گنگ نے اپنی سرستی کو پہلے یاد کرکے جواب دیا خداوند نعمت یہ کبت یون ہے
کبت انگم عار سوگند گادت بالس دہن چھوند لیس کو جھکو آلی کر سنگار اٹا کو چلین منہ دیکہت
لالن کو لہکو لنگن ایک گرو جو کر سون سیڑھن سیڑھن بہرے وہ ہکو کب گنگ کہین یہ صد منو ٹھنن
ٹھنن ٹھنن ٹھکو اس کبت پر ہمرت کے سنتے ہی بادشاہ جمجاہ کا زیور حواس گلوے عقل سے ٹوٹ کر
گر پڑا اور ہوش کی چڑیا گوش دماغ سے پرواز کرکے بالا بالا عالم بالا کو پہونچی اور وہم اور فہم کا
نورتن بازوے ادراک سے نکلکر دست بدست جاتا رہا اور حیرانی کی ہیکل اور پریشانی کا طوق گردن قیاس
سلطانی سے گلوگیر ہوا اور انگشتری حیرت انگشت خیال مین تنگ ہو کر انگشت نما ہوئی غرض بادشاہ
حلقۂ تفکر مین ایسے مستغرق ہوئے کہ عقل کی مچھلی پتال کو گئی تب بادشاہ جمجاہ نے نوڑے دار
سپاہیون کو یہ حکم کڑا دیا کہ ان کبیشرون کو زنجیر پاے زیب کرکے چھڑا چھڑا قید کرو تا کہ یہ اپنین نادعلی
پڑھ کے کچھ دعا تعویذ نہ کرنے پائین اور بندی خانے کے اندر پیٹ مین بچھوا مار کے زہر جائین کہ مجکو کلنگ کا
ٹیکا نہ لگے القصہ بادشاہ جمجاہ نے سب کبیشرون کو جہید مقید کیا چند روز کے بعد ایک کبیشر دلاور
حکمت نامے دلیپ کا شاگرد حضور لامع النور مین حاضر ہو کر شاہانہ اسلیس کے بعد کہا بخیر
زبان کو سر دُ تقریر پر کھینچکر کہنے لگا پیر و مرشد برحق ہم لوگ اس قدر مورد عتاب نہین ہین آپ
عتاب فرماتے ہین یہ سخن اوس شیرین دہن کا استماع کرکے محلسرا دلکشا مین بادشاہ برآمد ہوئے
اتفاقاً اوسکے صحن مکان مین ایک یاقوت لب عالی نسب جواہر نام ادھر اودھر پنجۂ رنگ مرجان
کمر پر دھرے چہل قدمی کر رہی تھی بادشاہ عالم پناہ اوس لعل بے بہا کے قرین آکر دست بدست
خوش طبعی کرنے لگے قضاے کار ایک بادشاہ نامراد کا اوسکے مالاے مروارید پر جو ہاتھ پڑ گیا تو وہ
رشتۂ گلو سے ٹوٹکر گر پڑا تو وہ نازنین مہجبین بحالت غمگین جھک کر زمین سے موتیون کو چننے لگی
اسمین بادشاہ جمجاہ کے منہ سے یہ ارتھ سرزد ہوا چھچھ بہور سیلس لیت ہرنا ران سی یہ چھچھ کہتے کہتے بادشاہ
دیوان خاص مین تشریف فرما ہوئے اور حکمت سے ارشاد کیا کہ اس ارتھ کا کبت میرے

حسب حالی فی الحال نہ بنائے گا تو واللہ باللہ تارلیست کسی کبیشر کو قید سے رہائی نہ دونگا یہ کلام
بادشاہ ذوے الکرام کا سنکر حکمت کہنے لگا دوہر کبھی نہ کاج ہاتھ لیون نہ جانون سیاہی کیسا
رنگ ؛ سدا سرستی داہنی حکم سے بہگوان کے سنگ ؛ یہ دوہرا دیو کا پڑھکے کہنے لگا اے خداوند
نعمت نیر حشمت اس ارتھ کا یہ کبت ہے کبت ایک سمین سنگ سیام ہنسی کر لاگ گیو جیو بالن
سے ؛ کمنا سگلے توٹ گرے بھوین مین تریالا کے نین نہارن سے ؛ کٹ سے نہور کر سون
بتی حکمت پران بچارن سے ؛ دلیپ کی ناڑ سمیر جپڑھی نہورو سیس لمیت ہر تارن سے ؛ قصہ مختصر
اوسکے گہرہائے سخن کی مسلسل بیانی پر نہایت خوش ہوکر بادشاہ عالمپناہ نے اون تینون کبیشرونکو
محبوس خانے سے طلب فرماکے خلعت پرزر مع مالائے مروارید عنایت فرمائے **مثنوے**
سچ ہے مجبور جو سخندان ہین ؛ قدرداں گفتگو کے ہرآن ہین ؛ اور جنہین کچھ نہین سخن کا مزا ؛ خرف د
لعل کو وہ جانین کیا ؛ **نقل** ہے کہ ایک روز بادشاہ عالم پناہ اسپ بادرفتار پر سوار ایک بار
چارسوے بازار مین جونہین پہونچے کہ یکایک بادشاہ کی نگاہ ایک دریچے کی طرف جو پڑی تو کیا
نظر آیا کہ ایک مہ پارہ سر سے تا بپازیور مین آراستہ دریچے کے پٹ سے لگی ہوئی ایک
پٹ کی اوٹ مین نظارہ کنان ہے جونہین اوس نازنین مہ جبین کی آنکھ بادشاہ کی آنکھو سے
دوچار ہوئی تو وہ رشک مہتاب پر حجاب دوپٹہ رشک سحاب منہ پر ڈال کر دریچے کے پٹ کو
جھٹ پٹ بند کرکے پٹ کی اوٹ مین بازو لگاکر بیٹھ گئی یہ عالم اوس پر فہم کا دیکھکو
بادشاہ عالم پناہ نے قفل سکوت کو کلید زبان کی جھٹ سے کھول کر کچھ موزون فرمائی کچھ ؛
سوہادار کناری کنواری پیٹ دے گئی ؛ الحاصل بادشاہ نے دیوان خاص مین رونق افزا ہوکر
کب گنگ خوش آہنگ کو ارشاد فرمایا کہ اسکا کبت اے پرفراست جلد کہدے یہ ارشاد حضور
پرنور سنکر کب گنگ کہتے لگا کہ اے خداوند نعمت مہر عظمت میرے خیال کثیر الاختلال مین یہ
آتا ہے کبت باور سے نکس دامنی سی دمک کوندھا سی لپک جیون مین چہپے گئی ؛ گھن کناری ذنگ
کام بجاری بھون کی مرورمین کرورکھون کے گئی ؛ کانن سوہین کرن پھول اور دیکھے جاے
سدھ بھول دھرت کے چرن پیاری جیو کے گئی ؛ کہان لو بکھائین گنگ آئی رہی ٹھاری
سوہادار مکھ ناری کنواری پیٹ رہے گئی ؛ **مثنوی** کہا یہ کبت اوس نے
جب حسب حال ؛ تو سننے اوسے کردیا نونہال ؛ سخنگو کی مجبور سب اہل صدر
قبول نظامی کرین کیون نہ قدر ؛ ہزار آفرین ہر سخن پروری ؛ کہ یہ ساز دار ہر جوے جوہر سے

نقل ہے کہ ایک روز اکبر بادشاہ عشرت اندوز سرراہ ایک بارہ دری مین بیٹھے نظارہ کنان تھے
کہ ایک نازنین مہ جبین ڈول مین پانی بھرے اوس طرف سے ہوکر نکلی اور بادشاہ جمجاہ کی نگاہ اوس
رشک ماہ کی چھاتی پر جو پڑی تو کیا نظر آیا کہ کچھ انگیا کے مسکنے سے چھاتی یون ابھری ہوئی
دکھائی دیتی ہے جیسے کہ کلی گلاب کی جون نکہت للت لکیر ہے اور سکی اٹھیلی کی چال خوش انداز سے
ڈول پانی ہلتا جاتا تھا اوس عالم پر بادشاہ کے دل پر یہ مضمون گذرا کہ اوس ڈول کے پانی کا ہلنا
بے وجہ نہین ہے یعنی اوس نازنین مہ جبین کی چھاتی ابھری دیکھکر وہ پانی بجوش زبانی
کہتا ہے کہ ہیہات میرے ہاتھ نہوئے جو مین اس چھاتی تک دسترس پاکر کچھ مزہ اوٹھاتا اور فی الحقیقت
وہ چھاتیان ایسی تھین کہ جس کے وصف مین مرزا رفیع السودا یون کہتے ہین شعر کنچ
یہ قصد رکھے ڈال دے تو اون پر ہاتھ ؛ لنگ کے جی مین یہ آتا ہے کرے بھاگ او چک ؛
المطلب بادشاہ جمجاہ نے اوس ڈول کی ڈانواں ڈول طبیعت دیکھکر اور پانی کے ہلنے پر یہ
جیسے کہی کہ کارن ڈول مین الت پانی ؛ یہ کہتے کہتے بادشاہ نے دیوان خاص مین برآمد ہوکر
ہر ایک کبیشر سے ارشاد کیا کہ اس ارتھہ کا کبت جلد تیار کرو اس مین کب سدنت صاحب
فوت اپنے دیوتاؤن کو یاد کرکے بادشاہ عالم پناہ سے کہنے لگا کہ خداوند نعمت
مہر سپہر کرامت اس کا کبت یون ہو کبت ایک سمین چل آئی ن گھر سے نکسی ابلہ برج کی
رانی ؛ جات سکول مین ڈول بھرن چل کھینچت تھی انگیا مسکانی ؛ دیکھہ سبھا چھتیان ادھکھڑین
کب سنت کہین مناللچانی ؛ ہاتھ بنا پچھتات رہو یہ کارن ڈول مین ہالت پانی ؛ یہ کبت
بر عیرت سماعت فرماکر وہ ماہ رفعت مہر حشمت نہایت مسرور و محظوظ ہوا اور کبت کا
صلہ ایسا بے بہا دیا کہ پھر اوس کو روپے اور پیسون کی چاہ نہ رہی بلکہ ایک چشمۂ فیض اوس
کبیشر کے گھر سے جاری رہا قطعہ کیون نہ ہو قدردان سخن ؛ سمجھین اہل سخن کو کان سخن ؛
کھس گیا جس پر اکار تبہ ہے ؛ دل سے خدمت وہ خوب کرتا ہے ؛ نقل ہے کہ اکبر بادشاہ عالیجاہ نے
ایک روز بصد شگفتگی دل ایک خواص سبز رنگ خوش آہنگ لعل لب غنچہ دہن کو پان کا بیڑا رشک لعل
بے بہا اپنے ہاتھوں سے کھول کر کھلا دیا وہ نازنین مہ جبین اوس گلوری کو درجگ دہن مین رکھکر
دست بستہ برائے تعظیم و تکریم بادشاہ عالم پناہ کے سامنے سرنگون ہوئی اس مین اور بس
سوہان عشرت اور کان حلاوت نے اوس نازنین مہ جبین کو آغوش دلبری مین کھینچکر اون ابھری
اونچی پستان رشک انار پر دست ہوس ڈالا کہ یکایک وہ نازنین مہ جبین

اس حالت پر حلاوت مین جو تبسم ہوئی تو پان کی پیک زنخدان رشک سیب گلستان پر گر پڑی تو اس
ٹھوڑی کا یہ عالم نمایان ہوا کہ گویا ماہ تابان کو جیبر کے کسم چڑھایا ہے اس عالم بے بہا پر بادشاہ عالم پناہ
نے یہ چھمچھہ موزون کی چھمچھہ بانو چندر کو جیبر کسی چڑا یو ٭ یہ چھمچھہ جان باختہ کہتا ہوا بادشاہ عالیجاہ اندرون محل سے
برآمد ہوا اور کبیشر خوش منظر کو طلب فرما کر سوال کیا کہ اس ارتھ کا کبت پر حلاوت
جلد موزون کر دے اوس کبیشر زبان آور نے جواب دیا کہ اے بہار سبز بختان گلشن دولت
داے آبشار خیابان چمن حشمت اس چھمچھہ کا یہ کبت ہے کبت ایک سمین بیانے سکھو مین
کر کھول کے آپ تنبول کھلا یو ٭ چندر مکھی مکھ نے اپنے کر جور کے جون ہی سیس نوا یو ٭
لالن لال لئے ہت سون اد گین چھتیان جیو را ہو لسا یو ٭ مسکاتے پیک گری مکھہ
سون تاتو چندر کو جیبر کسم چڑا یو ٭ قطعہ اوس کبیشر کا گوش کر کے کلام ٭ بادشاہ
نے دیا بہت انعام ٭ قدردان جو سخن کے ہین حضور ٭ وہ سخن کو سراہتے ہین ضرور ٭
نقل ہے کہ ایک روز بادشاہ گیتی پناہ لب دریا بارہ دری مین پیش از آفتاب
طلوع عالمتاب اپنی موج مین سیر دریا کر رہا تھا کہ ایک نازنین مہ جبین جادو نگاہ اپنے
خاوند کے ہمراہ شب کو ہم بستر ہو کر ناگاہ وقت پگاہ مثل ماہ دریا مین نہانے کو آئی اور
غوطہ زن ہو کر اپنے بال رشک سنبل بستان وہ غیرت مہر درخشان کھڑی ہو کے جو نچوڑنے لگی
تو بادشاہ عالم پناہ کو اوس کے قطرات آب دیکھکر یہ مضمون سوجھا کہ اوس جعد عنبرین کی چوٹی
سے سراسر یہ پانی کی بوندین نہین گرتی ہین مگر مار سیہ نے جو ماہ تابان کو چوسا ہے تو
اوسکا امرت دم کی راہ سے بہہ نکلا ہے اس عالم پر یہ ارتھ زبان پر گذرا چھمچھہ امی نکسو بہہ پونچھہ
کی اورن ٭ اس ارتھ کو پڑھتے بادشاہ عالم پناہ دیوان خاص مین زینت بخش ہو کر پر ہیبت
کبیشر خوش منظر سے کہنے لگے اس چھمچھہ کا کبت موزون کر یعنی چھمچھہ امی نکسو بہہ پونچھہ کی اورن ٭
اسکا انعام بخواہش تمام تجکو خزانہ راجہ باسک سے ایسا عنایت ہوگا کہ تو بڑا کوڑیالا
ہو جائیگا اور تیرے من کی آرزو سب نکل جائے گی اور احیاناً اس ارتھ کا
کبت میرے حسب دلخواہ واللہ نہ بنے گا تو اے افعی زمان تجھ ناتوان کو اس قدر مار
پڑے گی کہ تیرے بدن کی کھال کینچلی کی طرح اوڑ جائے گی اور قالب کی ہابنی سے تیری روح
کی ناگن لہرا کر فرار ہو جائے گی اور اژدہاے جان بے گمان کمان قضا سے سر پٹک کر بیجان
ہو جائے گا و یا تجھہ روسیاہ گمراہ کا منہ کالا کر کے ناگ پور کے اجگر قید خانے مین مقید کر دون گا

یہ کلام بادشاہ عالیمقام کا سُنکر وہ کبیشر خوش منظر کچھ نثر پڑھ کے کہنے لگا اے خداوند جہان
واے قبلۂ زمان اس ارتھہ کا یہ کبت ہے **کبت** ایک سمین ہر سورت مانگے پر ات گئی
سمتا دیکھہ کھورن ٭ وے بڑی جب ہمین نکسین اور ہماری بھئی گج لاگ نچوڑن ٭ بر ہٹ
ہلوکت یا چھپ کو جل کے گنگا جو مین بال کے چھورن ٭ چند رکو چوست ہی مانو ناگ امی نکسو یہ
پونچھہ کی اور ن ٭ اشعار یہ سُنکر کبت بادشہ نے کہا ٭ کہ صد آفرین مرحبا مرحبا ٭ کہا تو نے ایسا
کبت حسب حال ٭ کہ جس سے مزاجی ہوا خوش کمال ٭ غرض شاہ نے ہو کے مسرور خوب ٭
دیا اوسکو انعام تجویز خوب ٭ **نقل** ہے کہ ایک نازنین مہ جبین ماہ ثانی رنگ چنپئی رشک زعفرانی
غسل کرکے چوکی طلائی مرصع پہ زر و غلطے کا تہمد باندھے بیٹھی بال رشک سنبل بستان بے
گمان سنگھار ہی تھی کہ یکایک اچانک بادشاہ گیتی پناہ اوسکی پشت کی طرف سے محل بے بدل مین
جو درآمد ہوئے تو بادشاہ عالم پناہ کو اوسکی پشت کندن سی دمکتی ہوئی پر بالون کی سیاہی
یون نظر آئی کہ جیسے پیچھہ ناگ زرد ہوئی پیچھہ سونے کی دیوار پر چونے پر نارہے ہین ٭ یہ ارتھہ
پڑھ کر وہ بادشاہ عالی جاہ محل بے بدل سے باہر آیا اور ایک کبیشر ہمسر کب گنگ اور
افسر دلپذیر خوش آہنگ کو طلب کرکے کہا کہ اس ارتھہ کا کبت ایسا بے بہا بنا دے کہ جس مین
سراسر میرا مطلب ہمسر ہو اور اگر اس مین ایک سر مو تفاوت ہوگا تو تیرا سر تیغ ندامت سے
سر دست کاٹا جائیگا اور اگر اچھا نا مقصد حضور پر نور سے تیرا مضمون سر بر ہوگا تو تجکو سرفراز و
ممتاز بے انداز کرکے سرداروں مین سر بلند کرونگا **نظم** اوس کبیشر نے سن کے شہ سے کہا ٭
زہے اقبال اس کبیشر کا ٭ جسکو حضرت سراہین لوت دل سے ٭ ہی میسر یہ بات مشکل سی ٭ المدعا
اوس کبیشر صاحب ذکا بے ہمتا نے فی الحال بحسب حال یہ کبت بنایا **کبت** چکنے چھڑ چھار مانون
پنکھہ وار کیدھون بھونرن کی ڈار کیدھون سوتن کے بچارے ہین ٭ سر ستا کیدھون ناگن کی ڈار
کیدھون مکھیل کسے سیج سنوارے ہین ٭ کاجر نے کارے اندھیا تے اندھیارے پریم لگت
پیارے موندھاتے موندھارے ہین ٭ لانبے لٹکارے گوری پیٹھہ پر ڈارے سونے کی دیوار پر
چونے پر نارے ہین ٭ **ابیات** سُنکے اوسکا کبت سبھی یکسر ٭ مرحبا بول اوٹھے وہ خوش ہو کر
اور شہ نے اوسے بہر جدہ بار ٭ سر براہ ہو نکا کر دیا سردار ٭ واقعی جو سخن سخن کے فی الحال ٭
اوسکو کرتے ہین قدردان نہال ٭ لیک مجبور اب کہان وہ لوگ ٭ کیا سخن سنج
تھے یہان وہ لوگ ٭ **نقل** ہے کہ ایک جوہری کا رشک پری قدیم

قدیم اکبر آباد کا مقیم ہیرا لال نامے چنی لال کے بیٹے نے برائے تجارت جواہرات ناورات جھنے
پنے کو سفر کیا تھا لیکن اوسکے فراق اور اشتیاق مین اوسکی جورو نیکر کا یہ احوال
پُرملال تھا کہ [illegible] اپنے شوہر کے دردِ فراق کے خیال مین رو رو کے ہلاک گہر صدف چشم سے
بہایا کرتی تھی اور کبھی اوس کے لب یاقوت گون کے درمیان مین دیدۂ خونبار سے لختِ جگر
مثل عقیق امرت ٹپکاتی اور کبھی اوس کے رخ سبز زنگ رشک زمرد پر یانی کے تصور مین از دہشت
وحشت غیرت پنجۂ مرجان سے اپنے عارض گلفام کو مارے طمانچون کے لعل کے مانند لال کرتی
اور اوس کے لب شب خیال مین وصل کی تختی برائے دفع خفقان دہ کشتہ ہجران رفتہ و شب سینہ پر رکھتی
اور کبھی اوسکی کاکل مشکین کے دھیان مین نیلم کی طرح آنکھون مین ایسی تیرگی چھائی تھی کہ مانند
سلیمانی ٹھہر جاتی تھی الغرض اس حالت پر ملالت مین اوس جوہری رشک ہیرے کے رشتۂ حیات
ٹوٹ جانے کا جو نامہ قاصدِ غم آمادہ در پر لایا تو اوس نازنین اندوہگین کا احوال پر ملال
کیا بیان کرون کہ نامہ بر کی آمد سنتے ہی یہ حقیقت ہوئی کہ ننگ و حیا کا لفافہ کھل گیا اور ابر عشق سے
چھاتی بھر آئی دونون صدف چشم سے موتیون کی لڑی نکلنے لگی اس حالت پر صعوبت مین ایکبارگی
بصد بیقراری وہ خود غلط خط لینے کو چلی تو ایکا ایک نام دلارام بھول کر پہر پہر کر اوٹھی اسے مین سنا ٹیکا
پیغام ناکام قاصد نے جو دیا تو دل کا یہ احوال پر ملال ہوا گویا تیل کی بوند آگ پر پڑتے ہی دل دھڑ دھڑ
کرنے لگا اور دروازون کے پٹ سے جو لگی کھڑی تھی تو ایسی عشق آتش بدن پر چھا گئی کہ [illegible] لیتی ہی
چراغ کی بتی سی جل اوٹھی غرض وہ شمع شب افروز آہ جگر سوز آتش اجل سے جلکر وہین رہ گئی یہ خبر
وحشت اثر اکبار اخبار مین جو اکبر بادشاہ جہاہ کو پہنچی تو اوس اخبار عجوبہ روزگار کو بلا حظہ کر کے گنگ
خوش آہنگ سے فرمایا کہ اے کبیشر زبان آور عجب بات ہے چھچھہ پانی کے ہاتھ لیت پاتی ہی
جر اوٹھی ؛ یہ چھچھہ جان سوختہ کب گنگ سنکر کہنے لگا خداوند نعمت سے فی الحقیقت اگر اسکا
یہ موجب ہے کبت اودھو لائے پاتی برہن گھر آئی چھاتی دو آسیب جن کے [illegible] تی سے
چھر چھر اوٹھی ؛ بیاکل ہوئی ناریا قی لین چلین بار ادھو ناؤن گئی بھول ہر ہی ہر کر اوٹھی تو
اتنے مین سند یسا دینو ہر بین مین پانچھ بسو تیل بوند آگ پڑی دھڑ دھڑ کر اوٹھی ؛ ٹھاڑی تھی تات
لاگ جھائی برہ آگ پانی کے لیت باتی سی جر اوٹھی ؛ **مثنوی** سلسل کبت
یہ جو اوسنے کہا ؛ تو شہ نے جواہر صلے مین دیا ؛ حقیقت مین اکبر نے جوہر تو ؛ جلا دی
نظامی کے اس قول کو ؛ نیا منفعت [illegible] کہ در گنج یافت [illegible] یافت

نقل ہے کہ ایک نازنین مہ جبین وقت طلوع آفتاب عالمتاب بیساختہ مکان خوابگاہ کا دروازہ کھولکر سر برہنہ انگیا جان باختہ چھاتیون پر آراستہ کر رہی تھی کہ یکایک اچانک اکبر بادشاہ عالیجاہ وہان رونق افزا ہوئے اور باہم دونون کی چشم سے چشم دوچار ہوئی اس حالت پر حلا [illegible] انار پستان مثل گل خندان منھ پھیر کے کھلکھلا کر ہنس پڑی تو اوس گل حیا آلودہ کے دردندان کا یہ عالم نظر آیا کہ جسطرح صبا سے ایک بار انار شق ہو جاتا ہے اور اوسکے دانے رشک گوہر آبدار نظر آجاتے ہین یہ عالم دیکھکر بادشاہ عالم پناہ تبسم کنان یہ چھچھ زبان پر لائے چھچھ پھوٹو انار بیار کے مارے؛ یہ چھچھ جان باختہ کہتے ہوئے اکبر بادشاہ محل سے برآمد ہوئے اور ایک کبیشر زبان آور کو یاد فرما کے ارشاد کیا کہ اس ارتھ کا کبت فی الفور بے غور موزون کر دے چھچھ یعنی پھوٹا انار بیار کے مارے؛ یہ کلام بادشاہ عالیمقام کا سنکر وہ کبیشر خوش منظر کہنے لگا پیر و مرشد برحق اس ارتھ کا یہ کبت ہے کبت بھور ہین سوت اودت گیو اوٹھ بیٹھی بھامن بھون او سارے؛ کنچن ممکح دو داد لٹین دھر دھر اخیرا بھیج سنبھارے؛ ادسر اکن بڑو شاہ اکبر درگ چار پڑین ناہین وہ ٹارے؛ گوری نے مکھ موڑ ہنسی دھن پھوٹا انار بیار کے مارے؛ مثنوی یہ سنکر کبت شہ نے ہنسکر کہا؛ ہزار آفرین مرحبا مرحبا؛ کہا تو نے ایسا کبت حسب حال؛ کہ جس سے ہراجی ہوا خوش کمال؛ غرض شاہ اکبر نے بہت خوب کیا اوس کبیشر مسرور خوب؛

پانچوان باب ظریفون کے لطیفون میں ہے؛

عاقلان دمساز اور ناقلان خوش آواز رباب بیان کو بمضراب زبان اس قانون سے چھیڑتے ہین کہ تیمور لنگ بادشاہ خوش آہنگ نے ہندوستان دلستان کے تخت سلطنت پر جلوس فرما کے بادل شاد ارشاد کیا کہ اکثر مردمان صادق اور بندگان فائق سے استماع مین آیا ہے کہ ہندوستان دلستان مین مطرب بوالعجب خداساز خوش آواز ہین یہ کلام بادشاہ عالیمقام کا سنکر ایک مطرب نابینا خوش لہجہ روشن دل اپنے فن کا کامل ایسا اوستاد زمانہ گانے مین یگانہ حضور پر نور مین حاضر ہوا کہ جسکی ہر تان مین تان سین اور دھونا نایک کی روح پالوٹی کر لی بھرتی تھی اور نال سُر مین ایسا سُر تا کہ سرستی بھی اوسکے آگے بے سُری تھی اور اپنے فن کا ایسا نٹ گھٹ کہ پردیس کا گھر ٹا اگ اوس کے خیال مین تھا اور آواز جادو طراز سوہنی سوہنی ایسی گداز تھی کہ جسکی خوش الحانی پر الحان داؤدی سندھو کے جنگلے مین وجد کرتی تھی اور اگر دیپک کے وقت وہ چراغ محفل طرب انجمن گوالا پتا تو اوسکو گوری سنکر ایسا جوڑا سنبھانا دیتی کہ اوسکی سنگت والے نہایت ملال کرتے غرض اوس نایک زبان پر جھبہ راگ

چھتیس راگنی کا سراسر پردہ فاش تھا نظم کہانک کرین اوسکی تعریف عام ٭ کہ اوس سے سوا ہے
فضولی کلام ٭ اگر شہر تھا مطربون سے بھرا ٭ پر ایسا کلانوت نہ تھا دوسرا ٭ الحاصل وہ مطرب
دل نواز خوش آواز حضور پرنور مین ایسا خوب گایا کہ تمام محفل بے دل ہوگئی ٭ بقول میر حسن
اشعار ٭ غرض جو کھڑے تھے کھڑے رہ گئے ٭ اڑے جس جگہ جو اڑے رہ گئے ٭ جو پیچھے تھے
آگے نہ وہ چل سکے ٭ جو بیٹھے سو بیٹھے نہ وہ ہل سکے ٭ المطلب اوس مطرب بوالعجب نے
جب سب محفل کو بخوبی محظوظ کیا تب تیمور لنگ بادشاہ جمجاہ نے ارشاد کیا کہ اے مطرب بوالعجب
تیرا نام خاص وعام مین کیا مشہور ہے یہ مطرب بصد ادب عرض کرنے لگا کہ خداوند نعمت شمس
سپہر کرامت اس غلام ناکام کا نام دولت کہتے ہین تیمور لنگ شہنشاہ نے متبسم ہوکے
فرمایا اے عزیز بے تمیز کیا دولت کور ہے جو تجھ اندھے نے اپنا نام دولت رکھا ہے وہ کور منھ
زور کہنے لگا قربان جاؤن اگر دولت اندھی نہ ہوتی تو لولے لنگڑون کے کیون ہاتھ
آتی یہ لطیفہ خوش دقیقہ سماعت فرماکر بادشاہ عالیجاہ نہایت خوش ہوا اور خانسامان خاص سے
با دل شاد ارشاد کیا کہ اس دولت کو اس قدر دولت دو کہ ہماری بدولت دولت دنیاوی سے
تو دولتون مین دولتمند ہوجائے غرض تیمور لنگ شہنشاہ نے اوس مطرب کو ایک سخن دل لگن
پُرزر ریز کردیا غرض قول میر حسن کا سچ ہے ابیات سخن کے طلبگار ہین عقلمند ٭ سخن سے ہی نام
نکویان بلند ٭ سخن کا صلہ یار دیتے رہے ٭ جواہر سدا مول لیتے رہے ٭ اور ابکے زمانے کے شاہ و
وزیر ٭ سخن کو سمجھتے ہین غایت حقیر ٭ سخن کی جہان ہو نہ مہجور قدر ٭ وہان کیا کرے جلوہ نور بدر ٭ نقل ہے
کہ ایک ماہی گیر خوش تقریر جھینکا نامے ہمیشہ دریاے بے پایان مین مچھلیان پکڑنا اور بیچکر اپنی اوقات
بسر کرتا قضاے کار وہ دام دار ایک روز براے شکار ایسی جھیل بے عدیم پر گیا بقول مروت ابیات
کردن یابت کا اوسکے مین ذکر کیا ٭ ہر اک اوسکا سونا تھا اتنا بڑا ٭ کُن کہکشان فلک تھی جہان ٭
وہان مارتا پھرتا تھا مچھلیان ٭ الحاصل اوس جھیل بے عدیل مین اوس دام دار سلیقہ شعار نے
جال فی الحال پھینک کر ایسی مچھلی کھینچی کہ جس کی تعریف گرداب بیان سے باہر ہے اوس مچھلی
خوش نگار غیرت بہار کو وہ ماہی گیر خوش تقریر دیکھکر دل مین کہنے لگا اگر اس مچھلی رشک
گلزار کو بازار مین فروخت کرون گا تو کمال ہے کہ پانچ چار فلوس منحوس سے
کوئی زیادہ نہ دے گا اس سے بہتر یہ ہے کہ اس مچھلی نایاب کو آب وتاب سے بادشاہ
عالی جاہ کی نذر کیجیے شاید اس ماہی سے کچھ مراتب زیادہ ہو تو عجب نہین کیونکہ بقول

شخصے مثل گھڑی مین گھڑیال ہے ؛ مگر اس مچھلی کو سرداری بذات نہنگ ایسے ناکے بر
گھڑے جو گردن بچے کہ جو کسی جاسوس کو محسوس ہوا الغرض وہ ماہی گیر صاحب تدبیر بادشاہ عالم پناہ
کے قریب وہ مچھلی عجیب غریب لے گیا ؛ شہنشاہ عالم پناہ اوس مچھلی کو ملاحظہ فرا کے نہایت مسرور
ہوا اور وزیر صاحب توفیر سے ارشاد کیا کہ اس ماہی گیر دل پذیر کو سو روپے بلا قصور اور بے دستور
عنایت کیجیو ؛ وزیر صاحب تدبیر نے گوش مبارک مین گوش زد کیا کہ اے بادشاہ بحر و بر و اے
ماہ سپہر بر ترا ایک ماہی و اہی کا انعام و اکرام اس قدر دینا عقلمندون کا کام نہین ہے بادشاہ
عالیجاہ نے فرمایا اے وزیر بے نظیر حکم شاہی مین فرق آنا موجب ننگ دیا ہے بقول شخصے
قول مردان جان دارد اوسکے جواب مین وزیر خوش تقریر نے کہا اے شہنشاہ عالم مثل ہے
جو کوئی گڑ دیے مرتا ہو اوسے زہر نہ دیجیے ؛ لیکن اس ماہی گیر بے پیر سے پوچھیے کہ یہ ماہی نر ہے
یا مادہ ہے اگر وہ کہے گا کہ یہ نر ہے تو ارشاد کیجیے کہ ہمکو اس شکل کی مچھلی مادہ درکار ہے اور اگر وہ کہے
کہ یہ مچھلی مادہ ہے تو آپ فرمائیے کہ ہم کو نر مچھلی چاہیے اس گفتگوے پُر غریب سے وہ لاجواب
ہوگا اور حضور لامع النور کا انعام و اکرام واپس ہو جاے گا بادشاہ عالیجاہ نے وزیر خوش تقریر کا
سخن پسند فرما کر پوچھا کہ اے دام دار ماہیان دریا اور اے افتخار مردمان دانا سچ بتا کہ یہ
ماہی نر ہے یا مادہ اوس کے جواب مین وہ ماہی گیر خوش تقریر حرف زن ہوا کہ اے شاہ
بحر و بر والاگہر یہ ماہی و اہی خنثی ہے یعنے نر و مادہ کے درمیان ہے یہ جواب باصواب
ماہی گیر خوش تقریر کا بادشاہ کو نہایت پسند خاطر ہوا اور اس لطیفے کے صلے مین دو سو روپے
اور انعام و اکرام فرمائے لیکن سچ تو یون ہے **مثنوی** عجب تھا زمانہ کہ جس دور مین ؛
صلہ لوگ پاتے تھے ہر طور مین ؛ اور اب کے زمانے کا یہ حال ہے ؛ کہ دیکھین جسے گھر سے
خوش حال ہے ؛ بلا کر اوسے گھر سے باعز و جاہ ؛ کرین آخرش کو جہان مین تباہ ؛ غرض
اس زمانے کے جھوٹے لوگ ؛ سمجھتے ہین کیا آپ کو وہ لوگ ؛ و لیکن ملوث بھر کار ہین ؛ جو
متاع جہان کے خریدار ہین ؛ **نقل** ہے کہ ایک بادشاہ بدخواہ سپاہ براے شکار آہوان
عیار میان مرغزار تن تنہا گیا تھا اتفاقاً ایک شخص بصورت بنجیا اور بصیرت بشر تھا
تابش آفتاب عالمتاب کے سبب سے زیر درخت بیٹھا تھا وہ بادشاہ روسیاہ بھی اوسی درخت کے
سایے مین آکر کھڑا ہوا اور اوس عزیز باتمیز سے یون حرف زن ہوا کہ اے ملیح بیان و اے
فصیح زبان سچ کہہ اس شہر مینو چہر مین بادشاہ خیر خواہ خلق ہے یا ظالم و ستمگر وہ عزیز

باتمیز راست گو جواب دہ ہوا کہ اے شہسوار بادشاہ کچھ نہ پوچھ اس مملکت پر وحشت کا بادشاہ روسیاہ
نہایت ظالم اور لائم ہے مگر شیخ سعدی شیرازی کے قول کو نہیں سمجھا شعر نماند ستمگار بد روزگار؛
بماند برو لعنت کردگار؛ یہ سخن دلشکن گوش زد فرما کے وہ بادشاہ غفلت پناہ کہنے لگا اے
عزیز ناچیز تو مجکو بھی پہچانتا ہے کہ میں کون شخص ہوں یہ کلام بادشاہ ناکام کا سنکر وہ نادانستہ
دل خستہ جواب دہ ہوا کہ میں دلدادہ غم آمادہ کیا جانوں کہ تو کون بلا ہے اور کس کھیت کی مولی ہے
ناحق بے معنی گفتگو سے سر پھراتا ہے اشعار یہ سنکر کہا شہ نے اے نابکار؛ اسی شہر کا میں تو ہوں
شہریار؛ مرے ہفت کشور ہے زیر نگین؛ مجھے باج دیتا ہے خاقان چین؛ تجھے اپنے جی کا نہ تھا
خوف کیا؛ جو تو نے مجھے اسطرح بد کہا؛ یہ سخن دلشکن سنکر وہ نہایت دل میں ڈرا لیکن دلیری اور
دلاوری سے یوں گویا ہوا کہ اے بادشاہ عالی جاہ تو بھی مجکو پہچانتا ہے کہ میں کون جنس ہوں بادشاہ
پر گناہ نے کہا اے عزیز بے تمیز میں تجکو نہیں جانتا ہوں کہ تو کون ہے وہ شخص زبان طراز
ایک بار یوں گویا ہوا کہ اے بادشاہ میں دلدادہ سوداگر زادہ ہوں لیکن ہر مہینے میں نحوست
ستارہ سے میں دل دو پارہ تین روز کامل سڑی وحشی ہو جاتا ہوں چنانچہ میرے آزار نابکار کا
آج پہلا روز ہے یہ کلام نفرت آمیز اوس وحشت انگیز کا سنکر بادشاہ ایک بار بے اختیار ہنس پڑا
اور بہ تشفی تمام اوس خوش کلام کو کچھ اشرفیاں دیکر اپنے شہر پُر قہر میں آیا اور ظلم و ستم کو ملک
بجبری سے بعدل و عدالت اخراج کیا اور فی الحقیقت بقول بخشی رباعی بخشی ظلم خصم
مملکت است؛ تو نہ گزرین دقیقہ آگاہی؛ ظلم صد مملکت بر اندازد؛ ظلم شاہان است دشمن
شاہی؛ شعر سچ ہے مجبور ظلم شاہی سے؛ نظر آتے ہیں لوگ واہی سے نقل ہے
کہ ایک شاعر رشک صائب فخر حافظ ایک دولتمند ہوشمند کی شان میں چند اشعار آبدار رشک
بہار موزون کر کے لے گیا وہ دولتمند عقلمند اون شعروں کو استماع کر کے کہنے لگا کہ اے
غیرت ظہوری و نظیری و اے خجلت دہ انوری و ضمیری بالبدیہت تو اس بات کو یقین سمجھ
کہ تو نے یہ قصیدہ دل رسیدہ پر لطف اس نوبت کا نہایت محنت و مشقت سے
انشا کیا ہے کہ کسی شاعر زبردست کی کیا قدرت اور جرأت ہے جو ایسا قصیدہ موزون
کر کے مجھ پر سبقت لیجائے لیکن کیا کروں جائے رفتن ہے کہ جی کی حسرت جی ہی میں رہی جاتی ہے
اگر آج یہ فدوی جگر سوز صاحب حشمت اور اہل شوکت ہوتا تو بحق امام حسن علیہ السلام اور
حضرت امام حسین علیہ السلام تجھ خاطر آشفتہ دل ملول کو برسم زمانہ دولت دنیا سے

مسرور کردیتا کیونکہ تجھسا دلی خلیق طبع صاحب دروبا آبرو غیرت قمر اہل اثر نیک اختر رشک ماہ تابان
کہان مخلوق ہوتا ہے اور بقول مصحفی شعر مرزا و میر سے تجھے کب ہو برابری ؛ ملتا تو ان
کے پلے مین ہوتا جو انوری ؛ اور حاتم اور قائم اور مرزا جان جانان رح اور کمتری اور گوہری اور
ناجی اور فغان غرض جملہ شاعران جہان تیری شاعری کے آگے ناموزون ہین اور ہر ایک کا قافیہ
تنگ ہے اور تیرے ہمردلف کوئی نہین ہوسکتا ہے حاصل کلام وہ دولتمند عقلمند بعد خوشامد
بسیار و لجاجت بے شمار یہ گفتگو زبان پہ لایا کہ اے استاد نظامی و اے افتخار جامی اسوقت
میرے پاس زرنقد نہین ہے جو تجکو قصیدے کے صلے مین دون مگر غلے کی قسم سے میرے خرمن
مکان مین بہت کچھ ہے وقت سحر باربرداری لیکر میرے پاس بلا وسواس آنا بقدر حوصلہ
مین خدمت گزاری بجالاؤن گا وہ شاعر زبان تہ فیلسوفی سے بے خبر خوش و خرم اپنے مکان لستان
مین آکر سو رہا وقت سحر بوعدہ آن تونگر کسی یار آشنا سے باربرداری لے کر اوس فطرت
اساس کے پاس گیا اور بقول میر حسن شعر کہا میرا مجرا ہے اب لائیے ؛ جو دینے کہا تھا سو دلوائیے ؛
وہ تونگر ہنسکر کہنے لگا کہ اے عزیز بے تمیز تو نے سخن آرائی سے جس طرح مجکو خوش کیا اوسی طرح
مین نے بھی کلام دانائی سے تجکو خوش حال اور نونہال کر دیا ما و شما ہر دو برابر اند بقول شخصے
مثل نہ اودھو کا لین نہ مادھو کا دین ؛ تو جاؤ تم اپنے گھر خوش اور ہم اپنے گھر خوش ؛ مثنوی
غرض اس سخن سے وہ شاعر عجیب ؛ ہوا شرمگین دل مین اپنے غریب ؛ مگر اوس تونگر نے مجبور
خوب ؛ دیا اوسکو انعام فرح القلوب ؛ نقل ہے کہ ایک کور منہ زور اندھیری رات رشک ظلمات
مین چراغ بدست ہوش پانی کا گھڑا بالائے دوش اس شکل سے بازار مین نمودار ہوا یہ ماجرائے
عجیب و غریب ایک عزیز باتمیز دیکھکر کہنے لگا کہ اے کور کم زور یہ کیا حماقت بے لیاقت اس وقت
تجھے سوجھی کہ شب تار ناہنجار مین تو چراغ ہاتھ مین لیکر نکلا بقول سعدی شعر ز گیتی فروز چشمہ ہور ؛
خوشی نیابد بچشم موشک کور ؛ اے احمق تیرہ بخت زبان سخت تیرے آگے تو لیل و نہار خزان
و بہار ہر زمان یکسان ہے پھر اس روشنی چراغ بے سراغ سے تجھے کیا سود اور
بہبود ہے یہ سخن دل شکن سنکر وہ کور منہ زور کہنے لگا اے اولاغ پر چراغ ؛ مجھ کور ظاہر
کے لیے نہین ہے تجھ کور باطن کے واسطے ہے کہ اس اندھیری رات رشک ظلمات
مین تو میرا گھڑا پانی کا بھرا نہ توڑے یعنے چراغ کی روشنی سے تجکو روشن ہو کہ اندھا پانی کا
گھڑا لیے آتا ہے تو آپ ہی بچکر چلے گا ؛ شعر نہین تو اندھیرے مین کیونکر بھلا ؛

اے اندھے یہ اندھا بہ تجھے سوجھتا؛ یہ کلام نیک انجام اوس نابینا روشن دل کا سُنکر وہ کور باطن مثل
چراغ خاموش خاموش ہوگیا اور کچھ جواب ندیا اشعار اگر تجکو حجور ہے عقل و ہوش؛ تو اس بات کو
میری سن رکھکے گوش؛ جو بینا حقیقت سے ماہر نہو؛ دیا سر حق اوسپہ ظاہر نہو؛ مثل اوسکے
حق مین یہ سوجھی ہے اور؛ کہ اوس آنکھ والے سے بہتر ہے کور؛ نقل ہی کہ ایک درویش
دلریش سے کچھ تقصیر حقیر سر زد ہوئی تھی اوسکی تعزیر ناگزیر مین حبشی کوتوال بدافعال نے حکم دیا کہ اس
فقیر بے پیر کا سارا مُنہ سیاہ کر شہر بدر کردو شعر تا نہ پھر کوئی اس طرح درویش؛ ظاہر افقر مین ہو کافر
کیش؛ یہ کلام اوس ناکام کا سُنکر فقیر خوش تقریر کہنے لگا اے حبشی کوتوال بدخصال اس فقیر حقیر کا
آدھا منہ سیاہ کر کے تشہیر کر تو بہتر ہے ورنہ جمیع مشاہیر شہر و جمیع اہیر دہر سمجھینگے کہ بادشاہ عالم پناہ
نے حبشی کوتوال کو شہر بدر کیا ہے یہ لطیفہ خوش دقیقہ سُنکر وہ کوتوال نیک خصال نہایت خوش ہوا
اور کلام فرحت التیام زبان پر لایا کہ اے فقیر روشن ضمیر اس روسیاہ پر گناہ نے تیری تقصیر ناگزیر
معاف کی اشعار غرض وہ گدا اپنی تقریر سے؛ ہوا فائز الحال تقصیر سے؛ عجب شی ہو مہجور یعنے سخن؛
شہادت مین اسکے ہے قولِ حسن؛ سخن سے رہی شخص رکھتے ہین کام؛ جنھین چاہیے ساتھ نیکی کے
نام؛ سخن کا سدا گرم بازار ہے؛ سخن سنج اسکا خریدار ہے نقل ہی کہ ایک فقیر خوش تقریر صورت
آزاد مادر زاد برائے سوال ہال دکان بقال سخت مقال پر جاکر یہ سخن دلشکن زبان پر لایا کہ او لنگور
کی صورت زنبور مورت اپنے غلہ مکاری اور کیسۂ دغابازی سے من جاہے تو کچھ فقیر کے پیٹے
مین الیا دے کہ جس سے نفس حریص کا کتا سیر ہو جائے یہ بات واہیات سُنکر وہ بقال بدخصال
کہنے لگا ای بدہر دُم دراز والے چغد بد آواز چل میرے آگے سے دُم دبا کر اوڑ جا نہیں تو مارے
ڈنڈون کے تیرے ہاتھ پانون تھیلا کردونگا غرض اس گفتگوے دو بدو سنے یہان تک سر بلند کیا
کہ اوس درویش گم کردہ خویش نے ایک جوتی پانون سے نکالکے بقال بدخصال کے سر پر پٹرا ق کر
جڑی القصہ وہ بقال پیش کوتوال اوس فقیر تن حقیر کو لے گیا اور احوال صدق مقال گذشتہ بہ تفصیل
ایکبار اظہار کیا کوتوال بدخصال نے اوس درویش دل ریش سے کہا اشعار اگر تو نہو تا لب کش گدا؛
بجوب سیاست تجھے مارتا؛ و یا قید خانے مین کرتا اسیر؛ پہ اسمین ہے تیری رہائی فقیر؛ کہ کفارہ
اک کفش پا کا اسے؛ مرے سامنے آٹھ آنے تو دے؛ یہ کلام بد انجام
کوتوال بدخصال کا سُنکر اوس فقیر خوش تقریر نے ایک جوتی کو توال کے سر پر جڑی
اور ایک روپیا جھولی سے نکال کر آگے رکھدیا اور یہ سخن زبان پر لایا کہ اگر ہی

منصفی ہر تو یہ فقیر تن حقیر اس روپے کو کہان جھنتا پھریگا آٹھ آنے آپ لیجیے اور آٹھ آنے
اس بقال کذب مقال کو دیجیے **ابیات** یہ کہکر وہان سے وہ راہی ہوا ؛ مگر سب نے ہجور رہا ہم کہا
فقیرون کو غصہ نہ یہ چاہیے ؛ جہان جاے اوس جا صدا یہ کہے ؛ فقیرانہ آئے صدا کر چلے ؛ میان
خوش رہو ہم دعا کر چلے ؛ اور شیخ سعدی بھی یون فرماتے ہین ؛ **اشعار** ہر کہ بر خود در سوال کشاد ؛
تا بمیرد نیاز مند بود ؛ آز بگذار و پادشاہی کن ؛ گردن بے طمع بلند بود ؛ **نقل** ہے کہ ایک امیر صاحب
توقیر اپنے مکان دلستان مین تیر سے بزور شانہ میخ پر نشانہ لگا رہا تھا ہر چند اور بھی تیر اندازان کمان ابرو
اوس محفل عالی منزل مین تیر زنی کر رہے تھے لیکن کسی کماندار کا تیر مطلب ہدف مقصد پر نہ بیٹھتا تھا
اس عرصے مین ایک فقیر خوش تقریر اوس جلسے مین آکر حاضر ہوا اور دست سوال صاحب خانہ
کے سامنے دراز کیا اوس امیر صاحب توقیر نے تیر و کمان اپنے قبضے سے فقیر خوش تقریر کے ہاتھ مین
دیکھکر کہا کہ اے فقیر روشن ضمیر اس میخ کے بیچ مین تیر کو کب معشوق کرے گا تو تیرا سوال فی الحال بر آئیگا
غرض اوس درویش خیر اندیش نے لیس ہو کر تکے کے اوس میخ کا نشانہ بزور شانہ سراسری
ایسا مارا کہ ہر گوشے سے تحسین و آفرین لوگ چلا اوٹھے غرض اوس امیر بے نظیر نے اوس وقت
خوشنود خاطر ہو کر سو روپے اوسے عنایت اور کرامت فرمائے وہ فقیر خوش تقریر سو روپے
جھولی مین ڈال کر کہنے لگا اے بابا اس فقیر تن حقیر کا سوال نہ ملا لیکن شیخ سعدی کا قول
سچ ہے **شعر** گر بیار اید ست اندر درم نیست ؛ خداوندان نعمت را کرم نیست ؛ یہ سخن دلشکن سنکر وہ
امیر صاحب توقیر کہنے لگا اے نادیدہ زر و اے حریص بد گہر تجکو مینے یکمشت سو روپے دیئے اور تیرے
خیال بدسگال مین نہ آئے اسکے کیا معنی اوسکے جواب مین وہ فقیر خوش تقریر بولا اے امیر دلپذیر اگر تیرے
گوشۂ خاطر مین گرانبار نگذرے تو یہ عرض ہے وہ سو روپے تو مین نے میخ مارنے کے لیے ہین سوال
بنیر وال کا ابھی کیا ذکر ہے فقیرون پر تو دہ طوفان کیون اوٹھاتا ہے یہ کلام وہ امیر عالیمقام سنکر
نہایت خوش و خرم ہوا اور سو روپے اور انعام یا اکرام عنایت فرمائے لیکن سچ تو یون ہے
بقول نجشی **ابیات** بخشش نیست خلق بر یک طبع ؛ من ندانم تو در چہ مینوائی ؛ از کرام و لیام دہر پرست ؛
نیست عالم ز نیک و بد خالی ؛ سب یہ سچ ہے ولیکن اے ہجور ؛ ہم تو ہر دم یہی کہینگے ضرور ؛ آفرین
تیری گفتگو کو نقیر ؛ مرحبا تیری حاتمی کو امیر ؛ **نقل** ہے کہ ایک شخص نے اپنے نوکر فتنہ گر سے وقت
اختتام شام یون کہا اے نوکر وقت سحر اگر دو زاغ برابر تجکو نظر آئین تو مجکو خبر کرنا کیونکہ
دو زاغ صبح کو دیکھنا شگون نیک ہے ؛ **نظم**
یہ تو کہکر وہ سو رہا گھر مین ؛

صبح کو اوسنے بیٹھکر در مین نرکی نگہ اوسنے جو سر دیوار ؎ تو نظر آئے زاغ دو اکبار ؎ یہ خبر وحشت اثر
نوکر اپنے خاوند سے کہتے لگا اور ادھر ایک زاغ پرواز کر گیا اور ایک زاغ اکیلا بیٹھا رہا قصہ مختصر
صاحب خانہ نے جو آکر ایک زاغ ناہنجار کو سر دیوار دیکھا تو نہایت خفا ہوا اور یہ کہنے لگا اے کوئے
ملنے دو زاغ دیکھنے کو تجھسے کہا تھا یا ایک زاغ منحوس کو کہا تھا غرض تو اپنی شرارت اور فطرت سے
باز نہین آتا ہے اے الو بدخو تجکو یہانتک مارونگا کہ تیرے تمام بدن مین بس بھری ہو جائے گی
چل میرے سامنے سے اوڑ جا مین اور نوکر رکھ لونگا کیا تجھ مین سرخاب کا پر ہے یا تو عنقا نوکر ہے
میرا الجنت ہمایون چاہیے تجھسے ڈھیر لونڈے کالے بھجنگے میرے دام مین بہت آرہین گے کیا جہان نہین
کوئی چڑیا کا نوکری نہین کرتا واللہ باللہ رب مین تجکو نوکر رکھون گا تجھسا پودنا بگلا بھگت
مجھے بھی نوکر نہین چاہیے مجھے بل نوکر چاہیے کہ جس سے سب زک اوٹھاوین غرض یہ گفتگو دوبدو میان اور نوکر
مین ہو رہی تھی کہ یکایک ایک کھانے کا خوان بیگمان صاحب خانہ کے واسطے کسی آشنا کے گھر سے آپہونچا
اوس خوان دلستان کو دیکھکر نوکر کہنے لگا خداوند آپ دو زاغ ناپاک دیکھنے کا ارادہ نہ کیجیے گا
نہین تو میری سی نوبت آپ کی ہوگی کیونکہ آپنے ایک زاغ دیکھا تھا تو کھانے کو آیا غلام ناکام نے
دو زاغ باہم دیکھے تھے تو اوسکے عوض مین گالیان اور جھڑکیان کھائین **مثنوی** یہ نوکر کی
سنکے میان گفتگو ؎ لگے کہنے یہ راست کہتا ہے تو ؎ ولیکن جب ایسا ہو حاضر جواب ؎ تو مجبور کیونکر اوٹھائے
عتاب ؎ **نقل** ہے کہ ایک شاعر مفلوک دل ملوک سر و پا برہنہ بحالت پاس ایک
امیر کے پاس بلا وسواس مسند زرنگار رشک بہار پر ایک بالشت کی فرق سے جا بیٹھا یہ نشست ہمدوجب
اوس بے ادب کی دیکھکر امیر صاحب توقیر کہنے لگا اے کتے ناپاک بیباک تجھ مین اور سگ مین کیا
فرق ہے اوس کے جواب مین اوس شاعر مفلوک دل ملوک نے ایک بالشت اپنے اور امیر کے درمیان
رکھکر کہا اے امیر شکل پلید مجھ مین اور سگ مین ایک بالشت کا تفاوت ہے یہ گفتگو دوبدو سنکر وہ امیر
بے نظیر کہنے لگا اے مردک گستاخ کار حماقت شعار تو مجکو نہین پہچانتا ہے یہ شخص گرجی بیگ خان کے
سگون مین ہے چل دم دبا کے تو یہان سے بھاگ جا نہین تو تیرے گلے مین رسوائی کا پٹا ڈالکر
رسوائے خلق کرون گا یہ سخن دل شکن سنکر وہ شاعر مفلوک دل ملوک جواب دہ ہوا اے امیر بے پیر
بس اب زیادہ نہ بہونک تجھ سے غرانٹ لینڈی بے چھٹے چھلے حرام کے بلے گلچی شکاری ہزاری بیٹے
بہت درست کیے ہین تو اپنے جی مین یہ غرہ انکر ناکہ مین ذات کا لعل بے بہا ہون **شعر** غرض اوسکو شاعر نے
مجبور خوب ؎ جھنجھوڑا بہت سا بحرف عیوب ؎ **نقل** ہے کہ ایک عزیز باچیز مساعدی روزگار سے مسند دولت

اور صدر حشمت پر جلوہ گر ہوا اور روز و شب بیرنج و تعب عیش و طرب مین رہنے سہنے لگا اوسکا احوال
فرخندہ فال سُنکر ایک یار وفادار ہمارے مبارکبادی خانہ آبادی جو اوس خوش نصیب کے قریب گیا تو وہ خود غلط
یکبیک بھیانک ہوکر کہنے لگا اے عزیز بے تمیز تو کون ہی جو میرے پاس بلا رسواس آیا شعر
مین نہین واقف ہون تیرے نام سے ؛ کام کیا ہے تجکو میرے کام سے ؛ یہ سخن دلشکن اوس کور باطن کا
سُنکر وہ غریب بے نصیب توسن زبان کو میدان بیان مین جولان کرکے یون گویا ہوا کہ ای یار وفادار
ناہنجار تو مجکو نہین پہچانتا ہی مین تیرا یار قدیم و غمخوار مستقیم ہون مگر اکثر مردمان صادق اور دوستان وثیق سی
میرے استماع مین آیا تھا کہ تیرا فلانا آشنا اندھا ہوگیا ہے سو عبادت اور تعزیت کے واسطے آیا ہون شعر خدا
تیری دولت کو کھوئے کہین ؛ جو روشن تری انکھ ہوئے کہین ؛ نظم اور تجھ سی نہین ہی کچھ درکار ؛ وقنا ربنا عذاب النار ؛
یہ تو کہکر گیا وہ اپنے گھر ؛ مثل آئینہ وہ ہوا ششدر ؛ گوش دل سے وہ سن اَ ہجور ؛ نخشبی کا یہ قول ہی مشہور ؛
قطعہ نخشبی اصل زشت زشت بود ؛ بے وفا با کسے وفا نکند ؛ گرچہ گیرد صواب جملہ جہان ؛ اصل بد از خطا خطا نکند ؛
نقل ہے کہ ایک عزیز با تمیز نے ایک طوطی رشک بلبل ہزار داستان اور غیرت صلصل بوستان پرورش کی اور اوسکو زبان
فارسی مین اس قدر آموختہ کیا کہ وہ طوطی دوتی ہر بات مین بزبان فارسی یہ کہتی درین چہ شک است القصہ
ایک روز وہ شخص دل افروز اوس طوطی دوتی کو برائے فروخت ایک بار بازار مین لے گیا اور سو روپے قیمت
اوس جنس بیش قیمت کی ظاہر کی اتفاقاً ایک مغل بے دغل گانٹھ کا پورا آنکھو نکا اندھا اوس طوطی عجب کے
قریب اگر پوچھنے لگا اے طوطی پارسی خوان تو غیرت بلبل ہزار داستان رشک مرغ خوش الحان سو روپے
کے لائق ہے طوطی دوتی نے جواب باصواب دیا درین چہ شک است یہ کلام فرحت التیام وہ مغل بے دغل سنکر
نہایت خوش ہوا اور سو روپے نقد کیسہ حماقت سے فی الحال نکالکر اوس طوطی پر فراست کی بہا مین دیکر خوش و خرم بے
اندوہ و غم گھر مین لایا اور جواب نادرات با داہیات اوس مغل نے طوطی بہروپی سی پوچھی تو وہ بھی جواب وہ ہوئی درین چہ شک است
اس کلام وحشت التیام سے اوس مغل بے دغل کا مزاج دل قفس تن مین پھڑکنے لگا اور اپنی آنگوٹھی پر شرمندہ اور خجلت
زدہ ہوکر اوس طوطی دوتی سے کہنے لگا ای طوطی لا یموتی بینے نہایت حماقت بے لیاقت کی جو تجھ مشت پر کو
سو روپے کو خرید کیا اوسکے جواب مین طوطی دوتی کہنے لگی درین چہ شک است اوس مغل بے دغل نے متبسم ہوکر اوس
طوطی لعلتی کو بادل ناشاد آزاد کیا ابیات نیک جو رآج کل کے مغل ؛ نہین کرتی ہین اسطرح کے عمل ؛ پیر دگار نیک وہ ہی
ہوا ؛ قول یہ نخشبی کا جسنے سُنا ؛ نخشبی ناتوان نکوئی کن ؛ کس چہ داند جہاست نکوئی ؛ نیکوی را جزا بدی ندہند ؛ نیکوئی
را جزا است نیکوئی نقل ہے کہ ایک بادشاہ جمجاہ مع مرشدزادہ خورزادہ برائے شکار فرحت آثار و سیر
مرغزار زیر کہسار سوار ہوگیا اتفاقاً دوپہر کے وقت آفتاب عالمتاب سے حرارت لبشدت

بیبا کی بادشاہ اور بادشاہزادہ نے اپنا اپنا لبادہ یکبارہ اوتار کر ایک مسخرے باہوش کے دوش پر ڈالدیا
اور متبسم ہوکر بادشاہ عالیجاہ نے کہا ای مسخرے شش خرے ان دونوں لبادونکا بوجھ تجھپر ایک خر کا بوجھ ہوگیا
یہ کلام بادشاہ عالیمقام کا سنکر وہ مسخر ابے بہا کہنے لگا قربان جاؤں ایک خر کا بوجھ کیا بلکہ دو خر گرانبار کا بار
مجھ نابکار پر ہی یہ جواب باصواب بادشاہ عالم پناہ مسموع کرکے نہایت محفوظ ہوا اوس لطیفے خوش دقیقے کی صلے مین وہ
دونوں لبادے ملبوسی بیش قیمتی عنایت اور کرامت فرمائے ابیات لیک مہجور اب کہاں وہ لوگ جو قدر
کرتے تھے خلق کی جو لوگ ہی اب نہ وہ شاہ اور نہ شاہی ہے جسطرف دیکھو اک تباہی ہے نقل ہے کہ ایک
عزیز صاحب تمیز نے اپنے نوکر فتنہ گر سے مرغ کا سالن مرغن پکوایا جس وقت کہ وہ سالن خوشگوار طیار ہوا
تو اوسکی بوباس سے اوس نوکر فتنہ گر کا طائر ہوش قفس دماغ مین پھڑکنے لگا آخر کار اوس نابکار نے مرغ بریانکی
ایک ران بشوق تمام نوشجان کی اور ایک ران مع سینہ و بازو اپنے آقا کی روبرو لے گیا وہ عزیز صاحب تمیز مرغ کی
ایک ران دسترخوان پہ دیکھکر کہنے لگا شعر مری عقل اس جا پہ حیران ہے کہ اس مرغ کی ایک کیوں ران ہے
یہ گفتگو اوس نیکخو کی سنکر وہ نوکر فتنہ گر کہنے لگا کہ خداوند نعمت اس مرغ نالائق کی ایک ہی ٹانگ تھی شعر برا
اسمین ہرگز نہیں ہی قصور جو تھا گوشت سر آپ کے ہے حضور یہ بات واہیات اوسکی گوش زد کرکے اوس عزیز باتمیز
نے کہا اے مرغے بے ہنگم کہیں بھی مرغ کی ایک ٹانگ ہوتی ہے جو تو یہ واہی گفتگو دیدہ و دانستہ کرتا ہے غرض ہرچند
اوس دانشمند نے تکرار بیشمار کی لیکن وہ مرغا کرہ کرہ ایہی کہے گیا خداوند نعمت آپ جتنی چاہیں اوتنی دست
درازی کر لیجیے پر اس مرغ کی ایک ہی ٹانگ تھی آخر کار ناچار ہوکر وہ عزیز صاحب تمیز دل مین
کوفت کھا کر چپ ہو رہا چند روز کے بعد وہ عزیز صاحب تمیز ایک روز گھوڑے پر سوار کوچہ و بازار کی
سیر کرتا پھرتا تھا اتفاقاً ایک کوچے مین کسی کا مرغ بازو مین سر ڈالے ایک ٹانگ سے کھڑا تھا یہ نوکر فتنہ گر
اوس مرغ کو دیکھکر کہنے لگا خداوند نعمت آپ فرماتے تھے کہ ایک ٹانگ کا مرغ نہیں ہوتا ہے ملاحظہ
فرمائیے یہ مرغ ایک ٹانگ کا سامنے کھڑا ہے بقول شخصے عیان راچہ بیان یہ بات واہیات
اوس نوکر زبان آور کی سنکر اوس عزیز صاحب تمیز نے دستک دی کر جو اوس مرغ کو ہشت کیا
تو وہ مرغ دوسری ٹانگ نکال کر کھڑا ہوگیا وہ عزیز صاحب تمیز کہنے لگا اے اندھے احمق بے
بصر مطلق دیکھ لے اس مرغ کی دونوں ٹانگیں ہیں یا نہیں یہ کلام اپنے آقا عالی مقام کا سنکر
اوس نوکر زبان آور نے جواب دیا خداوند نعمت یہ تو خوب حکمت لیکن حضرت نے
سالن کی رکابی پر کیوں نہ دستک دی جو دونوں ٹانگیں مرغ بریان کی ہو جائیں
مثنوی یہ نوکر کا سنکر لطیفہ عجیب لگا ہنسکے کہنے زہے خوش نصیب

کسی سائل کو در سے ای جہور
نقل طرفہ ہے ایک یہ مشہور
دودھ اک کاسہ بھر کے پیتے تھے
پر نفر کو دکھا کے کاسۂ شیر
آکے پاؤن گا ورنہ مین بخدا
وہ تو گھر مین گئے یہ کہکر بات
اوسکے اوپر سے وہ ملائی لی
الغرض اوسنی تھوڑی تھوڑی وان
جب وہ مردود لیکے پی ہی گیا
دل سے بولا کہ اب کوئی تدبیر
چشم عاشق ہو جس طرح پر آب
بعد اکدم کے آکے جب آقا
اک بھٹے دودھ کی سی صورت ہر
سُنکے کہنے لگا کہ اے صاحب
اور اوسی شکل سے دھرا ہی جام
ایسا تبلا مین دے گیا تھا تجھے
مجکو تم نے نہین دکھایا تھا
وہ غرض ہو کے عاقبت ناچار
آگئی تھی جو ایک جھوٹی سی
اسمین یہ چیز کیا ہے دیکھ ذرا
اب دکھا جا یہ شیر ماہی ہے
نقل طرفہ ہی اک بگوڑے کی
رات کو اپنا چھوڑ کر بستر
پردہ اوسکو کبھی نہ پاتا تھا
دیکھون تو کونسا وہ انسان ہے

نقل ہائے نظم

چلین سے لیکے اور تا قنطور
ایک دن گھر مین کرکے کسرت کو
کہا آنکھون سے دیکھ اسے بے پیر
مارے کفشون کی تیری سر کا غرور
وہین اسنے بڑھا کے دونون ہات
کھا کے کہنے لگا عجب ہے مزا
کی ملائی تو سب وہ نوش جان
یاد آئی جو بات آقا کی
کیجیے جس سے پر ہو کاسۂ شیر
غرض اوسمین سی اوسنے لیکر نیر
اپنے کاسے کو دیکھتے ہین کیا
آکے غصے مین یون کہا بے پیر
اسمین سے کچھ نہین ہوا غائب
سُنکے یہ بات وہ لگے کہنے
اولٹا کرتا ہے قائل اور مجھے
جیسا دکھلا گئے تھے ویسا اب
دودھ پینے لگے وہین اکبار
اون کو پینے مین جو نظر آئی
سُنکے یہ بات اور ہو کے خفا
اوسکی تقریر سُنکے یہ جہور

نقل دیگر

ایک صاحب کی جا کی بالین پر
ایکدن اوسنے ٹھانی دلمین یہ بات
رات کو ہگتا روز جو یان ہے

ہاتھ خالی نہ بھیج تا مقدار
ڈنڈ پیل ایک بعد ورزش کے
رفع کرنے گئے وہ حاجت کو
ایسا ہی دودھ سے بھرا کاسا
سب نکالو نگا سُن لے اے مردود
کھینچ کاسے کو اور ایک اونگلی
اور بھی کھاؤن گا یہ دل سے کہا
دودھ بھی اوسمین سی غرض آدھا
خوف سے تب لگا نکلنے جی
مان تھا اک حوض اسطرح پر آب
کر دیا پورا جلد کاسۂ شیر
نہ وہ صورت نہ وہ شباہت ہے
ایسا ہی مین دکھا گیا تھا شیر
دیکھیے ویسا ہی بھرا ہے جام
ذرا آنکھون سے دیکھیے تو جناب
پھر وہ بولا کہ پتلا اور گاڑھا
دیکھ لیجے پھر اوہ کا سب سب
کہین پانی مین حوض کی مچھلی
تو لگے کہنے اوبے سودائی
یون لگا کہنے سخت واہی ہے
ہو گیا چپ غرض وہ اہل شعور
سُنکے آئے جیسے سبھو نکو ہنسی
چلین سے بیٹھکر بگہ آتا تھا
سوئیے بھی ذرا نہ آج کی رات
الغرض دل مین بات ٹھانکر یہ

کہ جھوٹے نے سچے کو قائل کیا ؛ غرض ہے یہ ذکر بڑا بیجا ؛ جو مجبور ہو تا نہ حاضر جواب ؛ تو کس طرح بچتا وہ
اوسکو کباب ؛ **نقل ہے** کہ ایک بادشاہ جمجاہ نے ایک امیر خوش تقریر سے کہا اے امیر دلپذیر جس قوم
کا نام بدانجام بان کے لفظ پر ہے وہ نہایت پر فطرت ہوتی ہے چنانچہ فیلبان باغبان ساربان گاڑی بان
دربان **شعر** میرے اس سخن کو نہ تو جھوٹھ جان ؛ کہ ہیں ان سبھوں کی عجب آن بان ؛ یہ کلام بادشاہ
عالیمقام کا سنکر وہ امیر خوش تقریر کہنے لگا **مثنوی** بجا آپ کہتے ہیں اے مہربان ؛ کہ یہ بان والے ہیں سب
بدزبان ؛ نہیں باندارو نکو اس آن میں ؛ مقید کا ہو حکم شعبان میں ؛ غرض سنکے یہ گفتگو اے امیر کو ہوا باشہ
دلہیں اپنے حقیر ؛ ولیکن نظامی کے اس قول کو ؛ نہ سمجھا تھا مجبور وہ راست گو ؛ چو در خورد گوینده نادر جواب ؛
سخن یاوہ گفتن نباید صواب ؛ **نقل ہے** کہ ایک بادشاہ جمجاہ کی سپاہ خیر خواہ نے فوج عدو سے کسی قلعے پر
شکست پائی اور یہ خبر وحشت اثر جو اخبار میں آئی تو صاحب اخبار نے بادشاہ عالی جاہ کو خبر دی کہ
خداوند نعمت کو فتح و نصرت مبارک اور میمون ہو یہ کلام فرحت التیام سماعت فرماکر بادشاہ عالیجاہ نہایت
خوش و خرم ہو تو دو روز کے بعد زبانی شتر سوار شاہ نامدار کو دریافت ہوا کہ فوج بلند اوج نے پایۂ ہزیمت و
شکست پایا یہ خبر سنکر بادشاہ بحر و بر کمال منغض ہوا اور وزیر صائب تدبیر سے ارشاد کیا کہ اس عزیز ناچیز کو
بلواکر چوب سیاست سے تنبیہ کر کہ بادشاہوں کے آگے کیوں دروغ بولا تھا الحاصل وہ عاقل کامل بادشاہ
عالم پناہ کے قریب آکر کہنے لگا کہ خداوند جہان افسر زمان غلام ناکام آج تعزیر کے قابل نہیں ہے خلعت فاخرہ کے
لائق ہے کس واسطے کہ ہزیمت اور ناخوشی کے روز اس غم اندوز نے خداوند نعمت کو خبر خوشنودی سے خوش کیا تھا آج کا
روز بھی ناخوشی کا ہے حضرت کو لازم ہے کہ آج مجھ محتاج کو خداوند خوش و خرم کریں تو بجا ہے غرض اس سخن
دلنگن سے بادشاہ عالیجاہ نے اوسکی تقصیر حقیر دل سے معاف کی **ابیات** وہ لے سچ ہے مجبور یہ بات عام ؛
بقول نظامی شیرین کلام ؛ سخن گفتن و بکر جان سفتن است ؛ نہ ہر کس سزائے سخن گفتن است **نقل ہے** کہ ایک
غریب اہل نجیب قاضی کے قریب گیا اور یوں گویا ہوا کہ اے قاضی چشمۂ فیاضی آج کئے روز کے فاقے سے
تیرے پاس ہجر اس آیا ہوں برائے خدا کچھ ایسا کھانا دے کہ نفس حریص کا کتا سیر ہو جائے اور تجکو اسکا ثواب
بیحساب ہوگا کیونکہ مشہور و معروف ہے عربی قلوب المومنین عرش اللہ تعالے اور سچ یہی ہے وہ ورد زبان ستر درعاقبت
اور مثل مشہور ہے جو دیگا سو پائے گا یہ کلام نصائح التیام سنکر قاضی حامی اسلام کہنے لگا اے عزیز باتمیز کیا
تیرے گوش زد نہیں ہوا کہ قاضی کے گھر کے چوہے سیانے اسکے سوا جو قاضی کے گھر میں آتا ہے وہ سوگند کھاتا جاتا ہے
اگر تیرا جی چاہے تو جھوٹھا یا سچ جس میں تیرا پیٹ بھرے ویسی ہی قسم کھالے **نظم** الغرض وہ بگفتہ قاضی ؛ ہو گیا
دل میں خوب سا راضی ؛ لیک گر نقل میں ہے تو با ہوش ؛ تو نصیحت کو سن لے کر کے گوش ؛

سو رہا جب وہ بیٹا تان کے یہ
یہ تو تھا جاگتا وہین اوٹھکر
آ کے لگ جاتا ہے ہمیشہ تو
سُن لے شیطان کا مین بیٹا ہون
جا کے پاخانے مین کہی یہ بات
باپ کے گھر کو چھوڑ کر ہر جا
خوب سا اوسکا گوز بند کیا

نقل ہے اک عزیز وقت نگاہ
اتفاقاً کہ وہ نہ تھا گھر مین
گھر سے کچھ کھا کے آیا ہے بیٹا
یا نہین کچھ تو کہہ نہاری مان
یون لگا کہنے ہنسکے وہ بدذات
پیرزن سُنکے اوسکی یہ تقریر
کہین کرتا ہے کوئی ایسی بات
اسمین معمول سے رہین اپنے
یون لگا کہنے تو ہے کون بشر
سُنکے کہنے لگا کہ اے مردک
کیون نہ سر پر ترے ہمیشہ ہگون
باپ کا تو تمھارے یہ گھر ہے
یون نہین ہگتے پھرتے ہین بیٹا
سچ ہے مجبور ہے پرایا گھر

نقل دیگر

اوسکی مادر نے آن کر در مین
جب تلک گھر مین آئے تیرا یار
ورن منگا چوک سے تجھ اس آن
آپکی سر کی سان کہ یہ بیباک
لگی کہنے تو سخت ہے بے پیر
آخرش کو وہ پیرزن مجبور
شوق ہوا آ کے وہ لگا بکنے
یون سرہانے مرے جو ای بدخو
مجکو پہچانتا نہین اب تک
سُنکے یہ اوسنے جھٹ پکڑ کر بات
رو ذر ہگیے یہان تو بہتر ہے
غرض اوسنے زبان کو کھول دیا
تھوک کا ڈر ہے اپنا گھر لگ بھر
گیا اک آشنا کے گھر ناگاہ
جوش شفقت سے اوس سے یون پوچھا
جو کہے تو ابھی وہ ہو طیار
سُنکے یہ اوس سلیقہ دار کی بات
کھا کے آیا ہو آج تو امساک
بڑے بوڑھون سے اپنی کیسی بات
گئی گھر مین یہ کہکے چل ہو دُور

چھٹا باب خردمندون کی نقلون مین

عاقلان صاحب ہوش اور ناقلان عیب پوش قرطاس ادراک پر کلک چالاک سے یون تحریر و تسطیر کرتے ہین کہ ایک فقیر روشن ضمیر کے قریب ایک غریب پر فریب جاکر یون حرف زن ہوا کہ ای درویش خیر اندیش تیری خدمت فیضدرجت مین تین سوال دور از خیال رکھتا ہون اسکا جواب باصواب عنایت کر پہلے سوال کا احوال یہ ہے کہ سب صاحب یہ کہتے ہین کہ خدا ہر جا حاضر و ناظر ہے یہ بندہ گندہ کسی جا نہین دیکھتا چشم ظاہر بین سے دکھلا دیجئے دوسرے یہ کہ انسان ضعیف البنیان کو تقصیر کی تعزیر کیون دیتے ہین جو کچھ کرتا ہے خدا کرتا ہے انسان ناتوان کو کچھ قدرت اور طاقت نہین اور بے ارادت قدرت حق تعالی کے کچھ نہین ہوتا چنانچہ مثل مشہور ہے مصرع بے رضای تو یکے برگ نجنبد ز درخت، پس اگر انسان ضعیف بنیان کو قدرت یا طاقت ہوتی تو تمام کام اپنے واسطے خوشتر و بہتر کرتا تیسرے یہ کہ اللہ تعالی شیطان بے ایمان کو برا عذاب دوزخ مین ڈالیگا پس آتش دوزخ اوس سرکش کو کیونکر عذاب کریگی کہ اوسکی سرشت آتش کی ہے بھلا آتش کو آتش کیا صدمہ دیگی یہ گفتگو دوبدو سُنکر وہ فقیر روشن ضمیر ایک ڈھیلا بڑا سا اوسکے سر پر مار کر خاموش ہو گیا وہ شخص بنالہ وزاری بصد

بفراری قریب قاضی جا کر مستغاثی ہوا کہ بیٹے فلانے درویش جفا کیش سے تین سوال بہ مثال کیے تھے سو اوسکا جواب
باصواب اس عذاب کا دیا کہ مارے درد سر کے سراسر حال ابتر ہے القصہ قاضی مرد ریاضی نے اوس درویش خیر اندیش کو
بلوا کر کہا اے فقیر روشن ضمیر تو نے اس بے تقصیر حقیر کو کیوں ڈھیلا مارا کہ جس سے یہ دلتنگ جان سے بیتنگ ہے اسکے
جواب میں وہ درویش دلریش کہنے لگا کہ وہ ڈھیلا اسکے سوال فرخندہ فال کا جواب باصواب ہے
لیکن یہ نہ سمجھا نہیں تو پتھر کا ہو جاتا تاکہ اوسکو چوٹ اثر نکرتی اور مانند بت خاموش و بیہوش رہتا اسے
قاضی مرد ریاضی اول سوال کا جواب یہ ہے کہ اس نے پوچھا درد سر کی کیا صورت ہے اور کہاں سے
آتا ہے کہ یہ جو کہتا ہے کہ درد سر سے میرا ناک میں دم ہے جو یہ اپنے درد سر کی مجھکو شکل دکھادے تو میں بھی اوسکو
خدا کو دکھلا دوں اور دوسرے یہ جو کہتا ہے کہ جو کرتا ہے خدا کرتا ہے اور بندے کی ارادت کچھ نہیں ہوتا تو یہ پھر میری
نالش تمہارے پاس کیوں لایا وہ تو جو کچھ کیا اللہ تعالی نے کیا مجھ مجبور کا کیا قصور اور تیسرے یہ جو کہتا ہے کہ شیطان
بے ایمان کو آتش دوزخ نہ عذاب دکھائیگی کیونکہ دونوں کی ایک سرشت ہے بقول شخصے مثل ٹھیٹھرے ٹھیٹھرے
بدلائی نہیں ہوتی ہے پس اگر یہی سمجھا تھا پھر خاک سے اسکی خاک ناپاک کو کیوں رنج والم پہونچا کیونکہ ڈھیلے کی سرشت اور
اوسکی ایک ہی ہے تقریر پر تاثیر اوس فقیر روشن ضمیر کی قاضی مرد ریاضی سنکر لاجواب ہوا ابیات مرد دانا تھا
کہ سنکر یہ جواب ٭ پھر زبان پر وہ نہ لایا کچھ خطاب ٭ لیکن اے مہجور اسکا مدعا ٭ فی الحقیقت خوب رنگین نے کہا ٭
وہ جو احمق ہے نہیں اوسکا علاج ٭ وہ کل سمجھا ہے سمجھیگا نہ آج ٭ چنانچہ حضرت عیسی علیہ السلام ارشاد کرتے ہیں
کہ مشیت ربانی اور ارادت یزدانی سے لاکھ مردہ بیجان کو زندہ کر سکتا ہوں اور ہزار نابینا کو طرفۃ العین میں بینا
کرتا ہوں لیکن ایک احمق مطلق کو دانا نہیں کر سکتا ہوں اور ہندی مثل بھی مشہور اور معروف ہے مثل
گدھا پیٹنے سے گھوڑا نہیں ہوتا چنانچہ شیخ سعدی رح کہتے ہیں **شعر** خر عیسی اگر بمکہ رود ٭ چون بیاید
ہنوز خر باشد ٭ **نقل** ہے کہ ایک عزیز باتمیز دانائے دہر یکتائے عصر ایک امیر صاحب توقیر کے
مکان دلستان میں وقت اختتام شام وارد و صادر ہوا چنانچہ صاحب خانہ نے اوسکو دیوانخانۂ عالیشان
رشک گلستان میں صدر نشین کیا بعد کچھ پاس شب پر طرب اوس عالی مقدار والا تبار نے بتکلف تمام اقسام
اقسام طرح کے کھانے ذائقہ دار مع مربا و اچار دسترخوان محمودی پر اوس شیرین زبان رطب البیان کے
سامنے حاضر کیے چنانچہ حسب اتفاق اوس دسترخوان پر الوان پر تقریبی کباب خوری میں ہفت عدد بیضۂ
مرغ نیم برشت انجم سرشت ایسے جلوہ گر تھے کہ اونکی آبداری کے آگے در یتیم بھی یتیم معلوم ہوتی تھی لیکن اوس
دسترخوان پر الوان پر ایک تو صاحب خانہ اور دوسری اوسکی منکوحہ مع دو فرزند ارجمند یہ چار اشخاص
خاص ایک گھر کے اور پانچواں وہ مہمان عالیشان بہ سبب شگفتہ لبی اوس دسترخوان دلستان پر جلوہ کنان تھے

اور بیضۂ مرغ رشک انجم سات عدد جو تھے اس واسطے صاحب خانہ نے سادگی سے مہمان ذیشان سے کہا ای عزیز باتمیز
ان بیضوں کی تقسیم تعمیم تیری و توف پر موقوف ہے مگر دانائی اے بھائی یوں چاہتی ہے کہ بیضۂ مرغ ایک نہ ٹوٹے اور ساتوں بیضے
پانچ آدمیوں میں برابر قسمت ہو جائیں غرض اوس عزیز باتمیز نے الامر فوق الادب کہکر ایک بیضہ تو صاحب خانہ کے آگے رکھدیا
اور ایک بیضہ آپ لیا اور دو بیضے دونوں بیٹوں کو عنایت کیے اور تین بیضے اوسکی زن رشک چمن کے حوالے کر دیے یہ
ماجرا حیرت افزا اوس مرد خدا کا صاحب خانہ دیکھکر کہنے لگا اے عزیز بے تمیز یہ حصہ یہ قصہ تو نے کس منصفی سے کیا یہ
سخن دلشکن صاحب خانہ کا سنکر وہ مہمان بے خاخان یوں حرف زن ہوا کہ اے بندہ نواز ریش دراز بچشم انصاف
صاف صاف ملاحظہ کر کہ ایک بیضہ مرغ کا اور دو بیضے خفیہ خصیے سکے یہ تین بیضے تیری پاس بلا وسوا اس ہوئی یا نہیں
اور اسی قیاس پر دلیل ہو تیرے بیٹوں سکے اور میرے پاس تیرہ تین بیضے موجود ہیں مگر تیری جورو مہرو کے پاس
کوئی بیضہ خفیہ تھا اسواسطے اوسکو گرٹک مرغی سمجھکر بیضے مرغ کے تین بیضے دیے تاکہ یہ بھی ہم سب کے برابر
ہو جائے غرض اوس تقسیم دل دونیم کی تفصیل بے عدیل سنکر وہ مرد بیدل دلیل کمال نادم ہوا خیر وہ شب تو گذری
پھر وقت نصف النہار ایکبار وہ پانچوں اشخاص خاص بے شش و پنج برائے تناول طعام لذت التیام جو مستعد
ہوئے تو اوس وقت دستر خوان غیرت گلستان پر چار مرغ بریان خجلت دہ گل از خوان ایسے طیار خوشگوار
ہو کر آئے کہ جسکی بو باس سے مشام قلب سے طائر گرسنگی پرواز کرنے لگا اوس صاحب خانہ کم مفت خوردہ
نے بھر پاس خاطر عاطر مہمان سے کہا کہ ای مجمع الکرامات و ای منبع الکمالات ان کیا بونکی بھی تقسیم بطرز قدیم تیری
رائے پر موقوف ہے غرض اوس عزیز باتمیز نے کہا کیا مضائقہ مصرع اگر یوں ہی مرضی تو کیا ہے خلل، یہ مصرع پڑھ کے
ایک مرغ بریان اوس مہمان بیگمان نے صاحب خانہ اور اوسکی منکوحہ کے آگے رکھکر کہا یہ ایک مرغ تم دونوں کے حصے
میں ہے اور ایک مرغ اوسکے دونوں بیٹون کے آگے رکھدیا اور دو مرغ بریان دلخستہ حالستہ اپنے سامنے رکھے
یہ تقسیم ذمیم صاحب خانہ دیکھکر کہنے لگا اے نامعقول بے عقول یہ حصہ پر غصہ تو نے کیسا کیا کہ ایک مرغ ہم دو آدمیوں
میں دیا اور دو مرغ تجھ اکیلے نے لیے قطعہ منصفی اپنے دل میں آپ تو کر، ایسی تقسیم ہے کہیں بہتر غیر کو کیا
غضب ہے کم دیجے، تو ہاتھ سے اپنے خود بہت لیجے، یہ گفتگو اوس نیک خو کی سنکر مہمان تیز زبان
کہنے لگا کہ اے نافہم و بے عقل سمجھ تو دل میں ایک مرغ اور تم دونوں جورو خاوند یہ تین پورے
ہوئے یا نہیں اسی طرح ایک مرغ اور تیرے دونوں بیٹے یہ بھی تین دلنشین کرنے اور دو مرغ ایک
میں تنہا یہ بھی حساب سے آئے بے حجاب درست اور حسب کچھ اسمیں مطلق کم و زیادہ نہیں جی میں سمجھ
تو تونے کون سی تقصیر اور ناانصافی کی بات واہیات میری طرف عاید کی یہ گفتگو اوس بدخو کی
سنکر صاحب خانہ نہایت کڑکڑایا اور اپنے خادموں سے کہنے لگا کہ اس حرسنے سے بے ہنگم

دل بیدم سے کہدو کہ میرے غریب خانہ سے نکلجاے ورنہ مجکو کمال کوفت ہوگی کیونکہ اسکی ہر ایک نوک جھوک دل کو خار لگتی ہے یہ کیا غضب ہو کہ جس کا دانہ پانی کھائے اور اوسکو یون ڈنکے کی چوٹ لام کاف سنائے اسکی وہ مثل ہے کہ جس رکابی مین کھاتا ہے اوسی مین چھید کرتا ہے یہ بات اصیل زادی اور نجیب الطرفین سے نہایت معیوب ہے آج کوئی محتاج بے زر بے پر کو اسطرح حقیر اور بے توقیر نہین کرتا ہے جس طرح یہ مرغا مجکو اوڑا اوڑا کے دباتا ہے سچ تو یون ہے
شعر اوس سے کسطرح کوئی بھرآ کے ٭ جبکو غیرت نہ کچھ نظر آئے ٭ یہ سخن دلشکن صاحب خانہ کا سنکر مہمان پر طوفان کہنے لگا اے یارو ابیات کیون نہ عالم تمام ہووے تباہ ٭ منصفی اوڑگئی جہان سے آہ ٭ یہ زمانہ بھی ہو عجیب ڈھب کا ٭ سچ جو بولے وہی ہے دیوانہ ٭ یہ اشعار وہ مہمان زبان طرار پڑھ کے اپنے گھر کو روانہ ہوا اور صاحب خانہ اوسکی گفتگو شنیدہ جو سے نہایت خشمگین ہوا نظم سچ ہے مجبور مردمان عقیل ٭ ہی کرتے ہین ہر سخن کی دلیل ٭ نہین ہونے ہین وہ کسی جا بند ٭ لاکھ ڈھب سے کرے کوئی گرچہ چند ٭ نقل ہے کہ ایک دانشمند افلاس کا دردمند دست بخت سیاہ سے بحال تباہ اپنے شہر سے جو کسی اور شہر مینو چہر مین وارد و صادر ہوا تو وہان لوگون نے اوسکے احوال پُر ملال کو دریافت کر کے کہا کہ ای عزیز صاحب تمیز اس شہر مین ایک شخص رنگ حاتم طائی مولائی رہتا ہے اگر تو اوسکے پاس بلا وسواس جائیگا تو غالب ہو کہ تیرا دست تہی اوسکے جود و سخا سے پُر ہو جائے وہ دانشمند حال کثیف اور صورت نحیف سے اوس امیر صاحب توقیر کے قریب گیا لیکن وہ ظاہر پرست عقل پست غرور و کبر و استغناے اوس غریب بے نصیب کو مطلق خیال مین نہ لایا بلکہ اوس دور افتادہ غم آمادہ کے قریب بیٹھنے کا روادار نہوا وہ دانشمند دردمند شرمندہ ہو کر بصد ندامت و خجلت کسی مسجد مین جا کر سو رہا چند روز کے بعد لباس پاکیزہ بکرایہ لے کر اپنے تن پر آراستہ و پیراستہ کیا اور اوس ظاہر پرست تو دولت کے قریب بصد تہذیب جا کر ہمزانو ہوا وہ دنیادار ایکبار بے اختیار تعظیم و تکریم عمیم بجالایا اور کھانے کو طعام خوشگوار بتکلیف بسیار مع مربا و اچار حاضر کیا وہ دانشمند عقلمند پیشتر خوان پر انواں پر بیٹھکر لقمہ ہاے طعام مقوی مشام اپنے دامن و آستین مین رکھنے لگا یہ واردات واہیات دیکھکر صاحب خانہ کہنے لگا اے عزیز بے تمیز اپنا لباس کھانے سے سنیاناس کیون کرتا ہے یہ طعام اسے ناکام کھانے کے واسطے ہے مگر کپڑے خراب کرنے کو نہین ہے یہ کلام نافرجام اوس ناکام کا سنکر وہ کہنے لگا اے عزیز بے تمیز اول روز یہ جگر سوز تیرے پاس بلا وسواس حالت کثیف سے آیا تھا تو نے مطلق التفات نہ کیا اور آج یہ محتاج پوشاک نفیس سے جو تیرے

قریب آیا تو تو نے اسقدر تکلیف کیا کہ جس کا بیان بیان سے باہر ہے تو یہ طعام اے ناکام میرے لائق نہین ہی جس کے واسطے ہر اد سکو مین کھلاتا ہون **ابیات** اگر میری خاطر یہ ہوتا طعام ؛ تو پہلے ہی دیتا مجھے لاکلام ؛ یہ بات اوسکی سنکر وہ نادان امیر ؛ ہوا اپنے دلمین بہت سا حقیر ؛ جو مجھو ر دنیا مین نادان ہین ؛ وہ باتون سے اپنے پشیمان ہین ؛ جو دانا ہین اون کا ہمیشہ سخن ؛ دل و جان سے سنتے ہین سب مرد و زن ؛ **نقل** ہے کہ ایک بادشاہ عالیجاہ قصر بلند پر بیٹھا مرد مان رہبر وان کا نظارہ کنان تھا یکایک طائر نظر قفس چشم سے پرواز کرکے ایک طرف کو جا پڑا تو کیا نظر آیا کہ ایک شخص ہاتھ مین مرغ لیے شل طمعہ ادھر دکھا رہا ہے اوس بادشاہ جمجاہ نے اوسکو قریب بلوا کر کہا اسے عزیز بے تمیز یہ مرغ تو گرفتار تیرے چنگل نابکار مین کیسا ہے وہ ذوفنون فیلسوف یہ سخن پُرفن زبان پر لایا کہ اے شہنشاہ گیتی پناہ اس غلام ناکام کا مرغ کشتی چڑھا اس مہینے کے درمیان کئی بالیان گھٹ گیا آخرکار ناچار اپنی نااقبالی سمجھکر اس تیرہ بخت ؛ آج وہ مرغ آپ کی طرف سے بازی لگاکر لڑایا سو آپ کے اقبال فرخندہ فال سے وہ مرغ بڑھ گیا اسواسطے آپ کی خدمت فیضدرجت مین یہ مرغ بازی کی جیت کا لایا ہون اسکو قبول بے عدول کیجیے بادشاہ نے وہ مرغ اوس حریفی سے مفت سمجھکر لے لیا بقول شخصے **مثل** مفت کی شراب قاضی نے بھی حلال کی ہے ؛ اور اوسکے سوا مفت را چہ گفت الحاصل وہ مرد عاقل دو چار روز کا وقفہ دے کے ایک گوسپند دل پسند بادشاہ کے قریب لاکر یون گویا ہوا کہ یہ گوسپند دلپسند بھی آپ کے نام نیک انجام سے بازی مین جیتی تھی اوسکو بھی باورچی خانے مین بھجوادیجیے بادشاہ نے وہ بھی مال مفت سمجھکر لے لی چند روز کے بعد وہ دانشمند خود پسند ایک شخص روسیاہ کو ہمراہ لے کر آیا اور بادشاہ جمجاہ سے کہنے لگا ای حضرت سپہر کرامت مین بدخصلت آپ کی طرف سے دو ہزار روپے اس شخص سے بازی لگاکر چوسر کھیلا تھا سو ہار گیا دو ہزار روپے خزانہ عالی متعالی سے عنایت کیجیے تاکہ غلام اس بازی جانبازی سے نجات پاوی یہ سخن واہیات اوس سخت دہن سے سنکر بادشاہ متبسم ہوا اور دل مین کہنے لگا کہ سو سُنار کی نہ ایک لوہار کی یعنی اس نے ضرب لگائی غرض بادشاہ عالی جاہ نے دو ہزار روپے دلوا کر کہا اے عزیز بے تمیز اب جو کچھ ہوا سو ہوا الماضی لا یذکر لیکن میرے نام نیک انجام کی پھر کسی سے بازی نہ لگانا **قطعہ** نہ اب تجھ سے بازی مین تو لگا کبھی ؛ نہ اس طرح کی ہار دو لگا کبھی ؛ غرض دلمین مجھور وہ بادشاہ ؛ نہایت ہوا نہ گمین بے گناہ ؛ **نقل** ہے کہ ایک بادشاہ عالیجاہ نے ایک منجم پُرفہم سے پوچھا کہ اے اختر شناس نیک اساس دیکھو تو میرا اگلی زندگی

باغ جہان مین کب تک شگفتہ رہیگا اور خزان اجل میری بہار زیست کو پت جھڑ کریگی یہ کلام بادشاہ عالیمقام
کا سنکر وہ منجم بے غم یون حرف زن ہوا کہ اے رونق بوستان حشمت واے زینت گلستان دولت
علم نجوم سے یون معلوم و مفہوم ہوتا ہے کہ آپکا گل زیست گلشن ہستی مین تیئس برس کے بعد صرصر
اجل سے مرجھائے گا شعر اگر جھوٹھ ہو اسمین اے شہریار ؛ تو اس برہمن کو سمجھنا چمار ؛ یہ سخن دلشکن اوس
برہمن کا سنکر بادشاہ عالم پناہ نہایت ملول و غم شمول ہوا یہان تک کہ دو چار روز مین وہ دلفگار اسقدر
نحیف و زار ہوگیا جیسا کہ مہینونکا بیمار ہوتا ہے یہ احوال پر ملال بادشاہ فرخندہ فال کا وزیر نیک خصال
دیکھکر یون گویا ہوا کہ اے شہنشاہ گیتی پناہ بقول میر حسن شعر ز ہے جاہ و حشمت یہ تیرا مدام ؛
بحق محمد علیہ السلام ؛ یہ غلام ناکام خداوند نعمت سپہر کرامت کو کئی روز سے زار و نحیف دیکھتا ہے
اسکا موجب اور سبب کیا ہے خانہ زاد موروثی کو دریافت ہو تاکہ اوسکی تدبیر با تاثیر کیجائے یہ گفتگو وزیر
نیک خو کی گوش زد فرماکے بادشاہ کہنے لگا اے وزیر صاحب تو نیر کچھ نبوجھ شعر مین پر غم اس لیے
بلبل صفت دن رات نالان ہون ؛ کہ باغ دہر مین گل کی روش کچھ دن کا مہمان ہون ؛ الغرض وزیر دلپذیر
احوال پر ملال کے اظہار و انکشاف پر جب نہایت درپے ہوا تو بادشاہ جمجاہ نے بدیدۂ گریان بدل
بریان یون زبان نطق سے آشنا کیا کہ اے وزیر دلپذیر اس شخص کی زیست مین تیس برس باقی ہین
اس سبب سے میرا دل حزین اجل کے قرین نظر آتا ہے یہ کلام بادشاہ عالی مقام کا مسموع کرکے
وزیر کہنے لگا خداوند نعمت آپکو کیونکر تیقن ہوا اوسکے جواب مین بادشاہ جمجاہ نے کہا کہ فلانا
اہل تنجیم قدیم روے علوم نجوم سے کہتا ہے وزیر دلپذیر کہنے لگا کہ اے شہنشاہ گیتی پناہ
اوس برہمن بخت دہن کو غلام کے روبرو بلوائیے تاکہ صاف صاف دریافت ہو کہ وہ کس رو سے
کہتا ہے حاصل کلام بادشاہ عالیمقام نے اوس نجومی کو بارگاہ شاہی مین یاد فرمایا وزیر صاحب
تدبیر نے اوس سے پوچھا اے اہل تنجیم قدیم بادشاہ عالیجاہ کی تعداد زیست تو نے بتائی ہے اوسکے
جواب مین وہ اجل گرفتار ایکبار کہنے لگا مین کیا کہتا ہون علوم نجوم سے یون ہی معلوم و مفہوم ہوتا ہے
یہ گفتگو سنکر وزیر نیک خو کہنے لگا اے برہمن تیرا کہنا ٹھیک ہے لیکن سچ کہہ کہ تیری زیست مین اے بیہوش
کتنے برس باقی ہین وہ نجومی شامت زدہ کچھ حساب و شمار کرکے کہنے لگا اے وزیر دلپذیر میری زندگانی
اس دار فانی مین دس برس اور بھی ہے اسمین کوئی اگر مجھکو تیغ سے مارے گا تو بھی نمر زن گا
یہ سخن اوس برہمن کا سنکر وزیر نے ایک تلوار آبدار ایسی جڑی کہ سر کٹ کر دھڑ سے قدم بھر آ رہا
اور مقتضا اوسکی لاش پر گریان کنان ہوئی غرض نجومی ہارونی کو جہنم واصل کرکے وزیر صاحب تدبیر

بادشاہ جمجاہ سے کہنے لگا دیکھیے خداوند نعمت سپہر کرامت اس اجل گرسنہ کو اپنی تو قضا دریافت نہ تھی پھر
بھلا اور کی قضا کیا معلوم ہو گی یہ تماشائے عجیب و غریب دیکھکر بادشاہ نہایت خوشحال ہوا اور اوسی دن
سے آزار توہم علاج خوشی سے دفع ہو گیا مثنوی غرض عقلمندوں کی ہم نقل پر ؛ کہیں
آفریں کیوں نہ شام و سحر ؛ جو مجبور کچھ بھی ہے با ہوش تو ؛ تو میری نصیحت کو کر گوش تو ؛ کبھی ظاہرا
موت انساں کی ؛ نہ زنہار دے نجوم و طبابت سے بھی ؛ جو دریافت ہو یہ نہ یہ چاہیے ؛ کہ صاف
اوس جفا کش کو بتلائیے ؛ نقل ہے کہ ایک مرد صاحب درد کی جورو بد خو پلید نہایت جنگجو تھی چنانچہ
یہ قطعہ بخشی کا اوسی کے حق میں موزوں تھا قطعہ بخشی زن کہ جنگجو باشد ؛ طاقت جنگ او ندارد گیو ؛
ہمہ عالم ز دیو بگریزد ؛ از زن جنگجو گریزد دیو ؛ الحاصل وہ زن پر فن ایک روز شوہر غم اندوز سے جنگ
و جدل کر کے مع دو طفل صغیر صحرائے کبیر میں چلی گئی بیان شب اس عرصے میں جس وقت شہربانان
شب نے تن فلک پر ستاروں کے گل نمایاں کر کے چیتے کی صورت نمود کی اوس وقت وہ زن پر فن
ایک درخت کے نیچے دونوں لڑکوں کو لے کر بیٹھ رہی لیکن صحرائے ہولناک کی دہشت
پر وحشت دل پر اسقدر غالب ہوئی کہ خواب آنکھوں سے خیال ہو گیا اس حالت پر ملالت میں آپکو
لعنت ملامت کر کے کہتی تھی کہ مجھ کمبخت ناشدنی نے بیٹھے بٹھلائے کیا طوفان اوٹھایا جو اس
مصیبت پر صعوبت میں ایکبار گرفتار ہوئی لیکن یہ شب پر غضب صبح زیست کی سحر دکھائی تو اپنے گھر جا کے
پھر ایسی حرکت ناشائستہ کبھی نہ کروں گی اور شوہر خوش منظر کی پرستاری اور فرمانبرداری سے تا زندگی
سر نہ اوٹھاؤنگی فی الحقیقت بقول بخشی قطعہ بخشی جہل پاے بند زیست ؛ نمی ندانم تو در چہ
سودائی ؛ ہر چہ دانا کند کند ناداں ؛ لیک بعد از قبول رسوائی ؛ الغرض وہ زن پر فن یہ گفتگو دل میں
کر رہی تھی کہ ایک پلنگ دبنگ پر ہیبت شیر صولت سامنے سے نمودار و آشکار ہوا دیکھتے ہی اوس
پلنگ قضا کے خدنگ کو عورت بد خصلت کی روباہ عقل طپانچہ دہشت پلنگ سے فرار ہونے لگی کہ
یکایک اسد یاس نے پنجۂ فراست میں دابکر کہا شعر منہ کو اب پھیر نہ ذی عقل تو مر جا جیسے ؛
شرنی جو ہے وہ ٹلتی نہیں گھبرانے سے ؛ الدعادہ زن پر فن اوس پلنگ با نیرنگ کو پکار کے
کہنے لگی اے پلنگ خوش رنگ جلد آ اور میرے سخن دل لگن کو اپنے گوش ہوش میں راہ دے جو
تیرے من کا چیتا ہو گا وہ خاطر خواہ بر آئے گا یہ بات واہیات سنکر وہ پلنگ کمال متعجب ہو کر کہنے لگا
اے عورت بے دہشت وہ کونسی بات نادرات ہے کہ جسکے استماع کو تو طلب کرتی ہے وہ زن
پر فن بولی اے پلنگ کچھ نہ پوچھ یعنی میرے شوہر ملینو چہر کو اس بیشے کے شیر دلیر نے

پنجۂ اجل سے تاخت و تاراج کر دیا تھا آخر کار تمام ساکنان شہر اور والیان دہر نے باہم بیٹھکر یہ مشورہ کیا کہ
شیر دلیر کھانے کو تو دو تین آدمی کھاتا ہے لیکن تمام شہر کو ہلاک و ویران کر دیتا ہے اس سے تو یہ بات
بہتر ہے کہ اس شیر دلیر کے تئین آدمی روز مقرر کر دیجیے تاکہ زیادہ اور کسی پر آفت پر صعوبت نہ آئے سو آج
کے روز مجھ غم اندوز کی باری ہے اس واسطے اس بیشہ ہولناک میں غمناک مع دو طفل صغیر
آئی ہوں لیکن اے پلنگ نیستان میں دل بریان دردمندوں کی آل سے ہوں مجھ سے کوئی محرم
نہیں جاتا اگر تو میرے طعمہ گوشت سے اپنی زبان اس آن سیر کیا چاہتا ہے تو کیا مضایقہ میں بھی
چاہتی ہوں مگر ایک طفل اور آدھا میرا وجود موجود ہے اسکو تو بخوشی تمام نوش جان کر اور آدھا
میرا وجود اور ایک لڑکا شیر دلیر کے واسطے رہنے دے کیونکہ میں اجل گرفتہ اوسکے واسطے اس
مرغزار میں آئی ہوں یہ کلام حیرت التیام اوس زن پرفن کا سنکر وہ پلنگ غولہ دنگ و دنگ ہوا اور
یوں کہنے لگا اے عورت نیک خصلت تجھ سی صاحب سخاوت ہمنے کوئی عورت نہیں دیکھی کہ
اسباب معاش اپنے دشمن کو دے اور اپنے کشندہ سے مراعات کرے **شعر** یہ سخاوت کہیں
نہیں دیکھی تجھ میں اے نیکبخت ہے جیسی ؛ وہ زن یہ سخن پلنگ سے سنکر کہنے لگی اے پلنگ
خوش رنگ یہ بات ارباب سلوک اور احباب دل ملوک سے عجب نہیں اگر اسکا قصہ بیان کروں
تو نہایت طول رکھتا ہے مگر اے پلنگ خوش منظر میں تو آج مقرر کشتہ ہوں گی اور میرا گوشت مع
پوست برباد جائیگا اگر شیر نے کھایا تو کیا اور تو نے کھایا تو کیا بقول حضرت شیخ سعدی **مصرع**
چہ بر تخت مردن چہ بر روے خاک ؛ لیکن اے پلنگ با نیرنگ تو مجکو کھا کر بیان سے جلدی
فرار ہو جا کس واسطے کہ شیر دلیر کسیکا جھوٹا شکار زنہار زنہار نہیں کھاتا اور اوسکا مارا ہوا شکار پھر
کوئی جانور چرند اور پرند کھاتا ہے اس واسطے کہتی ہوں کہ جو وہ جانیگا کہ میرا طعمہ پلنگ کھا گیا ہے
تو تیری جان اس بیابان میں مع عیال و اطفال نہ بچے گی یہ سخن دلشکن سنکر وہ پلنگ الٹا
وہاں سے فرار ہوا کئی کوس تک منہ پھیر ادھر نہ کیا حسب اتفاق ایک روباہ روسیاہ آگے آکر
یوں گویا ہوئی کہ اے پلنگ خوش رنگ اس قدر مضطر کدھر بھاگا جاتا ہے اوس پلنگ دلتنگ نے
اوس زن پرفن اور شیر کا قصہ روباہ روسیاہ کے گوش زد کیا اس احوال پر ملال کو سنتے ہی روباہ
روسیاہ نے زبان ملامت کو تقریر نصیحت میں کھول کر کہا کہ اے پلنگ تیری شجاعت اور غرور کا کیا
مذکور لیکن عقل سے خالی دماغ ہے اور وہ ادراک حق تعالے نے انسان ضعیف البنیان کو
دیا ہے یعنے ایک زن پرفن کے حیلے اور مکر میں تو ایسا آگیا کہ تیرے توسن حواس کی

عنان دست ہوش سے جاتی رہی اے پلنگ دلتنگ اگاڑی سے منھ موڑ کر پچھاڑی پھر چل اپنا شکار خستہ وخوار نکر ایسے لقمہ لذیذ اور اطعمہ عزیز کو کوئی ہاتھ سے یون مفت کھوتا ہے آج تیری مدد سے مین بھی سیر ہو کر دعاے خیر کرون گی مثل ہے جسکا کھایئے اوسکا گایئے یہ گفتگو روباہ رو سیاہ کی سنکر پلنگ کہنے لگا اے روباہ دلخواہ یہ تو ہو سکتا ہے مگر شیر دلیر کا نہایت خوف وخطر ہی مبادا وہ بد بلا جو میرے پیچھے پڑے گا تو اوسکے پنجۂ غضب سے رہائی مشکل ہے اور تو اپنے بل مین چھپکر بچ رہیگی کہنے والون کا تو کچھ نجائے گا میری جان مفت جائے گی یہ بات واہیات سنکر روباہ رو سیاہ جواب دہ ہوئی اے پلنگ دلتنگ اگر میری فراست ودرایت کا تجکو اعتماد اور اعتقاد نہین ہو تو میرا پاؤن اپنے پاؤن سے مستحکم باندھ کر اوس زن پرفن کے پاس بلا وسواس چل اگر شیر نیستان اوس آن آجائے گا تو تجکو اوسکے رو برو پھینک کر تو بھاگ جانا الغرض وہ پلنگ بے ننگ اوس روباہ رو سیاہ کو پاؤن مین باندھ کر جوہین اوس عورت پر فطرت کی قریب گیا وہین وہ مکار ایکبار پکار کر کہنے لگی اے پلنگ دلتنگ مرحبا مرحبا زہے بیا سچ ہے کہ اسکو زرق کہتے ہین کہ پھر آپ سے آپ میرے پاس آیا ورنہ مین حکایت پر شکایت شیر کی تیرے سامنے کہکر سخت نادم تھی کہ اپنے ہاتھ سے آیا ہوا رزق کھو دیا لیکن یہ مثل سچ ہے مثل مصرع رزق را روزی رسان پرمیدہد اے پلنگ بے ننگ مین عورت پر فطرت جادہ گرد ائی اور گفتار جگرافگار کی قسم سی ہون ہر ایک صحرا مین جاکر کباب انتخاب پلنگ اور شیرون کی کھاتی ہون اور بیل اور گینڈے کا شور با جبتک نہین پیتی ہون تب تک عقلیہ کچھ نہین معلوم ہوتا اور تو جو آیا ہے ایک مضغہ ذرا سا روباہ سیاہ کا لایا ہے اس سے تو میری ڈاڑھ بھی گرم نہوگی بقول شخصے مثل اونٹ کے منھ مین زیرہ یہ گفتگو بیہودہ بدو اوس زن پرفن کی سنکر روباہ بصد آہ کہنے لگی اے پلنگ یہ عورت بد ہیئت فے الحقیقت کوئی بلاے آسمانی یا بلاے ناگہانی ہے اگر اپنی جان کی امان چاہتا ہے تو یہان سے سر پر پاؤن رکھکر فرار ہو غرض وہ پلنگ دل تنگ جو بھاگا تو وہ روباہ رو سیاہ پلنگ کے پاؤن سے جو بندھی تھی اوسکی لٹ زمین اس قدر مجروح ہوئی کہ تمام بدن پارہ پارہ ہو گیا اس حالت پر ملالت مین روباہ رو سیاہ خندہ زن ہوئی تو وہ پلنگ دلتنگ کہنے لگا اے روباہ رو سیاہ یہ کیا غضب ہے کہ تو نے آپ کو میرے پاؤن سے بندھوایا اور مین تیرے باعث سے بھاگ نہین سکتا ہون اگر اس حالت پر ملالت مین وہ عورت بد خصلت آجائے تو تجکو اور مجکو بخوبی نوش جان کرے الغرض وہ روباہ رو سیاہ پلنگ کے

پانوں سے چھوٹکر اپنے بل مین بھاگ گئی اور وہ پلنگ دلتنگ وہانسے ایسا فرار ہوا کہ کہین ٹھکانا نہ لگا **مثنوی**
اسمین جب صبح کا ہوا تڑکا ؛ تب تو اوس دن کا مٹ گیا دھڑکا ؛ اپنے لڑکون کو لے کے بے
دہشت ؛ گھر مین آئی وہ کرکے یہ فطرت ؛ جسکو مجبور کرکے آئے ؛ وہ درندون سے جان بچالائے ؛
نقل ہے کہ ایک مرغزار خوش بہار دلکش مین ایک شیر دلبر سکونت رکھتا تھا لیکن اوسکی مکان دلستانکا
میمون ذوفنون نگہبان ہزاران تھا حسب اتفاق وہ شیر شہرۂ آفاق برائے سیر کسی اور اطراف و اکناف
کو راہی ہوا ایک دو روز کے بعد ایک سیاہ گوش باہوش مع زن و فرزند بادل خرسند مسکن شیر دلبر پر جو
وارد ہوا تو وہ مکان دلستان نہایت مرغوب الطبع خوش وضع دیکھکر اپنی مادۂ دلدادہ سے کہنے لگا کہ
ایسا صحرا روح افزا تو کبھی دیکھنے کا آفاق مین اتفاق نہین ہوا تھا **شعر** آؤ اس جا پہ بود و باش
کرین ؛ اور گھر کس لیے تلاش کرین ؛ یہ بات وہ بدذات کہکر اوس جای دل افزا پر نازل ہوا
مگر اوس سیاہ گوش باہوش کے وہان مقیم مستقیم ہونے سے وہ بندر بجھند یہ کہنے لگا ای سیاہ گوش
بے ہوش یہ مکان دلستان شیر رن کا ہے یہان سے دم دبا کے بھاگ جا نہین تو اے ناہنجار
تو پنجۂ اجل مین گرفتار ہوگا یہ گفتگو عربدہ جو میمون بدخو کی سنکر سیاہ گوش باہوش کہنے لگا
اے میمون ذوفنون کیا جھک مارتا ہے بقول شخصے **مصرع** درویش ہر کجا کہ شب آمد
سرائے اوست ؛ اور اوس کے سوا یہ زمین مثل نگین میرے باپ دادی کی میراث ہے یہ بات
واہیات وہ میمون ذوفنون گوش زد کرکے دل مین کہنے لگا معلوم ہوتا ہے کہ یہ سیاہ گوش
باہوش کوئی بلائے بد ہے جو اس دلیری اور تھوڑی سے باتین کرتا ہے ورنہ شیر ونکا وہ نام ہے
کہ جسکے سننے سے انسان اور حیوان کا زہرہ آب ہوجاتا ہے وہ بندر خیرہ سر یہ بات دل مین سوچکر
چپ ہو رہا لیکن اوسکی مادہ دلدادہ نے کہا ای سیاہ گوش بے ہوش یہ مکان دلستان
شیر نیستان کا ہے یہان سے اوٹھ چل کسی اور مکان دلستان مین استقامت و فراغت سے کر
بے فائدہ فصد کرنے سے کیا حصول شیر بکری کی کیا لڑائی اور اوسکے سوا جو سنیگا وہ زبان طعن
دراز کرکے یہ مثل کہیگا مثل شیرون سے جھگڑتی ہے گلی خال کی مادہ ؛ یہ گفتگو جور و بدخو کی سنکر
کہنے لگا ای بی بی جس وقت وہ شیر دلبر یہان آئیگا مین ایک حیلہ ایسا بہا کرونگا کہ جس کو
وہ سنکر یہان سے فرار ہوجائیگا یہ سخن حیرت افگن سنکر اوسکی مادہ دلدادہ کہنے لگی اسے
سیاہ گوش بدہوش تیرا حیلہ گرگ اور شغال کا سا کہین نہو جاے وہ سیاہ گوش باہوش بولا ای
بی بی حیلہ گیدڑ اور بھیڑیے کا کس طرح سے تیری گوش ہوش مین پہونچا ہے وہ جو ابدہ ہوا کہ ای سیاہ گوش

بیہوش نقل ہے کہ ایک گرگ ناہموار برائے شکار شغال بد اعمال کے پیچھے دوڑا لیکن وہ شغال
تیز پا اوسکے روبرو سے مثل کافور کافور ہو گیا تب تو وہ گرگ ضعیف دل نحیف اپنے دل سے یون مشورہ کرنے لگا
کہ اس گیدڑ کے گھر کے اندر چلکر بیٹھ رہیے جس وقت لفراغت وہ آئے نوش جان کیجیے یہ مصلحت
وہ گرگ پر فطرت دل مین ٹھہرا کر اوس شغال بدخصال کے گھر مین جا بیٹھا اس عرصے مین دو پہر کو وہ
گیدڑ بیخبر اپنے گھر بے خطر مین جو آنے لگا تو در پر نشان انجان پانون کے پائے یہ ماجرا حیرت افزا
بیجا دیکھکر اپنے در پر کھڑا ہو گیا اشعار اور دل مین لگا یہ کہنے بات ؛ گھر مین بیٹھا ہے اب کوئی
بدذات ؛ کیجیے اس سے ایسی اب حرفت ؛ جسمین اسکی چلے نہ اک فطرت ؛ یہ خیال وہ شغال
دل مین کرکے یون گویا ہوا کہ اے میرے بے در مین بیخبر تجھ مین اس وقت آؤن یا نہین یہ سخن
حیرت افگن سنکر وہ گرگ کہن خاموش بیہوش بیٹھا رہا ایک دم کے بعد پھر وہ شغال بد افعال بولا کہ کیون
میرے گھر بے در مین بیخبر آؤن یا نہ آؤن کیونکہ میرے اور تیرے ہمیشہ رسم سوال و جواب کی ہے
کسواسطے کہ بنیاد سنگ کی مٹی ہے اور سنگ پر نیرنگ کی بنا کوہ پر شکوہ کی ہے اور کوہ کی رسم سوال و
جواب کی ہے یعنی جو کوئی دامن کوہ مین آواز پھر از دیتا ہے وہ بھی آواز خوش انداز سے جواب دیتا ہے
بقول بخشی قطعہ نخشبی رد مکن سوال کسے ؛ تلزمی را چہ کم شود ز ندا ؛ تا کہ آزادمی سخن گوید ؛ اوہم
اواز سے دہد بہ صدا ؛ یہ گفتگو در بدر سنکر گرگ کہن پر فن دل مین کہنے لگا معلوم و مفہوم ہوتا ہے
کہ اس گیدڑ کے گھر کی یہی رسم ہے کہ جب یہ آنے کو کہتا ہے تو آتا ہے اور نہین تو نہین آتا ہے اگر اب کی بار
اس نابکار سے آواز نہ سنے گا تو وہ میرے ہاتھ سے ہیہات مفت جائے گا اس سے تو بہتر یون ہے کہ اب جو
وہ آواز ناساز دے تو جواب دیجیے یہ بات وہ گرگ بدذات دل مین سوچکر بیٹھا تھا کہ اس عرصے مین وہ شغال
بدخصال پھر آوازدہ ہوا کہ ای خانہ من واسے کاشانہ من آج تو مجکو جواب باصواب کیون نہین دیتا ہے
یہ سخن پر فن سنکر گرگ کہن کہنے لگا مصرع کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانہ تست ؛ یہ آواز سنکر وہ شغال بد
خصال رقص کنان چرواہے کے پاس گیا کہ جو اس گرگ کا دشمن جان تھا غرض وہ شتاب خندہ زنان
کچھ پارہ سنگ اپنے سنگ لاکر خانہ شغال کو سنگسار کرنے لگا آخر الامر وہ گرگ کہن بد فن اوس گھر
بے در مین مر گیا اے سیاہ گوش باہوش مجکو بھی یہی خوف خطر ہے کہ ایسا سا حیلہ تیرے و بال
گردن نہو یہ گفتگو باوجود دل دادہ سے سنکر سیاہ گوش باہوش کہنے لگا اے نیک بخت وہ بھیڑیا گدھا تھا
یہ اوسکی فہمید مین نہ آیا کہ کہین بھی مٹی کا گھر بولتا ہے جو اوس کو جواب دیتا یہ جس طرح اوس
مین بیٹھا تھا بیٹھا رہتا وہ شغال بدخصال دو چار بار اور بولتا

آخرش اوس کے پانؤن کے نشان کا وسوسہ اوسکے دل سے مٹ جاتا فراغت سے اپنے گھر مین
چلا جاتا اور یہ ممکن نہ تھا کہ وہ اپنا گھر بے بر کر دیتا یہ گفتگو دو بد مادہ اور نر مین ہو رہی تھی کہ ایک
طرف سے وہ شیر نیستان بصد شور و فغان نمود ہوا پھر اوسکی مادہ دل دادہ کہنے لگی کہ اے سیاہ گوش
باہوش اب بھی کچھ نہین گیا ہے یہان سے فرار ہو چل ناحق ناحق جان دینا کیا حصول وہ سیاہ گوش
باہوش کہنے لگا اے جورو نیکو جائے خوف و خطر نہین بقول شیخ سعدی مصرع دشمن چہ کند چو مہربان
باشد دوست، لیکن تو ایک کام کر کہ جس وقت یہ شیر دلیر میری آواز کے برابر آئے تو اپنے بچون کو
رولا دینا پھر آگے مین سمجھ لونگا اس عرصے مین وہ شیر دلیر حالت غصہ مین کچھ قریب آپہونچا تھا کہ اوس
مادہ دل دادہ نے بچون کو رولا دیا اسمین وہ سیاہ گوش باہوش کہنے لگا ارے یہ لڑکے آج بیوقت
کیون روتے ہین اوسکی مادہ دل دادہ بولی کہ ان کمبختون کو تو نے شیر کے گوشت کی جو چاٹ لگا دی ہے
سو یہ شیر کی بو دریافت کر کے اپنی غذا طلب کرتے ہین اگرچہ تیرے پنجۂ شیر افگنی سے گھر مین
گوشت ہاتھی گینڈے کا بہت موجود ہے مگر انکی روباہ گرسنگی بے شیر کا گوشت کھائے
نہین سیر ہوتی یہ کلام فطرت التیام مادہ سے سنکر سیاہ گوش کہنے لگا کیا مضائقہ لڑکون کو دلاسا دے
خدا رزاق مطلق ہے بقول شخصے مثل مشہور ہے مثل خدا شکر خورے کو شکر پہونچا دیتا ہے یعنے
اونکے واسطے کباب لذیذ اور غذائے لطیف آپ سے آپ موجود ہوئی انشاء اللہ تعالے کوئی پل مین شیر کا
گوشت تازہ کھلاتا ہون یہ کلام نافرجام سنکر وہ شیر دلیر نہایت سہمناک ہوا اور دل مین کہنے لگا معلوم
ہوتا ہے کہ کوئی بلیات پر آفات ہے یہ سوچکر وہ شیر نیستان اپنی جان وہان سے لیکر بھاگا
لیکن وہ میمون ذو فنون اوسکے پیچھے پیچھے کہتا جاتا تھا ای شیر دلیر تو اس قدر بیحواس اور پر ہراس کیون
بھاگا جاتا ہے ایک جانور ضعیف اور حیوان نحیف سے امیر سباع کو خوف ہونا نہین چاہیے یعنے پیل کو
پشّے سے مقام ہراس نہین یہ بات میمون بد ذات کی سنکر وہ شیر کچھ دلیر ہو کر اپنے مکان دلستان کی
طرف پھرا جب سیاہ گوش باہوش نے دیکھا کہ دشمن نے پھر ادھر منہ پھیرا اپنی مادہ دل دادہ سے
کہنے لگا کہ ذرا لڑکون کو پھر اوسی شکل سے رولا دینا دیکھ تو قدرت الٰہی کا کیسا تماشا نظر آتا ہے
الغرض جب وہ بچے چھوٹے چھوٹے رونے لگے تو وہ سیاہ گوش باہوش کہنے لگا اے
بی بی اپنے بچون کو تشفی اور تسلی نہین کرتی اسنا کیون گھبراتے ہین یہ میمون ذو فنون میرا پرانا
یار غار ہے دیکھ تو بھاگے ہوئے شیر کو کس طرح لگائے لاتا ہے ذرا میرے سامنے آیا چاہتا ہے
پھر میرے پنجۂ غضب سے کہان بچ کے جائے گا انشاء اللہ تعالے ایک پل مین شکار کا تازہ

گوشت کھلاتا ہون یہ بات واہیات سُنکر اوس شیر دلیر نے کہا چہ خوش چرا انبا شد بقول شخصے
مثل دشمن کہان نجل ہین ٭ یہ میمون دو فنون لیس اسی واسطے مجکو سمجھا کے لایا ہے کہ پنجۂ اجل مین
گرکے آپ بچ رہے یہ کہکر وہ شیر ایک تھپڑ قضا کا بندر مچھندر کو جڑ کے بصد اضطرار کسی کوہسار کو فرار
ہوگیا مثنوی واہ ری تیری عقل واہ شعور ٭ کیون نہ تحسین کرین تجھے مجبور ٭ یعنی اِک شیر سے
یہ دانائی ٭ اپنے بچون کی جان بچوائی ٭ اور گھر بار چھین کر افسوس ٭ کردیا اوسکو دربدر افسوس ٭
نقل ہے کہ ایک شیر دلیر اپنے بچون کو یہ نصیحت اور وصیت کرتا تھا کہ بیٹا جانور صحرائی اور حیوان
دریائی سے نہ خوف کھانا لیکن آدمی زاد جلاد کے پاس ہرگز نجانا کیونکہ وہ نہایت پُرفطرت
ہوتے ہین شعر ایک ادنی ہے اونکی یہ تقریر ٭ جسکو چاہین کرین سخن مین اسیر ٭ الحاصل وہ
شیر بچہ جب سن تمیز کو پہونچا تو ایک روز برائے سیر دل افروز ایک مرغزار رشک بہار مین گیا
تو وہان ایک فیل طویل نظر آیا یہ شیر بچہ اوسکو دیکھکر نہایت سہمناک ہوا اور اودھر وہ فیل بے عدیل
آپ کو خوف زدہ ہوا یہ احوال کثیر الاختلال دیکھکر شیر بچہ دل مین کہنے لگا کہ مفہوم اور معلوم ہوتا ہی کہ یہ آدمی زاد
جلاد نہین ہی کوئی جانور صحرائی ہے یہ سمجھکر وہ شیر بچہ آگے بڑھکے فیل طویل سے کہنے لگا
اے عزیز باتمیز تو آدمی کی قسم سے ہے یا اور کوئی جانور شاطر ہے وہ فیل طویل جوابدہ ہوا اے
شیر دلیر آدمی زاد نہایت جلاد ہوتے ہین یعنی ہم بھی اس قد و قامت پر اون سے قیامت کا ڈرتے ہین
ہر تقدیر جو ہم اونکے ہاتھ آتے ہین تو وہ ہمپر سواری ہر باری کرتے ہین اور سر کو آنکس آبدار سے فگار
کرکے ہمکو سر خرد کرتے ہین شعر کسی کو خدا اون سے ڈالے نہ کام ٭ وہ ہین سب کی سب الغرض نیکنام ٭
یہ تقریر ناگزیر اوس پیل طویل کی سنکر وہ شیر بچہ آگے بڑھا تو ایک شتر بے مہار نظر آیا اوسکو دیکھکر خوف
سے پہلو تہی کرکے دل مین کہنے لگا یہ مقرر آدمی زاد ہوگا کیونکہ اسکے ہاتھ پانون بہت دراز و ممتاز
ہین یہ خیال پُر ملال جی مین کرکے کھڑا ہو رہا اور اودھر شتر بیخبر خوف و خطر سے بیکل ہونے لگا المدعا
اوس شیر بچے نے اوس شتر بیخبر سے پوچھا اے عزیز باتمیز تو آدم معظم کی قسم سے ہی وہ شتر بیخبر جوابدہ
ہوا کہ اے غمخوار آدمی زاد ناشاد ایسے جلاد ہوتے ہین کہ جو ہم کو پاتے ہین تو ہماری ناک کنتاک مین
نکیل دیتے ہین اور پیٹھ پر بوجھ لاد کر جہان چاہتے ہین وہان لیے پھرتے ہین شعر کوئی انسے
ہرگز بر آتا نہین ٭ کوئی آنکھ اون سے ملاتا نہین ٭ یہ کلام اوس نافرجام کے سُنکر
وہ شیر بچہ آگے بڑھا تھا کہ ایک نرگاؤ زیر کوہ پرشکوہ نظر پڑا اوسکو بھی دیکھکر
دل مین کہنے لگا کہ شاید یہ آدمی زاد جلاد ہین یہ دل مین سوچ کر بصد خوف و خطر

جلاد ہو یہ دلمین سوچکر بصد خوف و خطر کھڑا ہو رہا اور وہ بیل بھی شیر بچے کو دیکھکر نہایت متردد ہوا اسمین اوس شیر بچے نے دریافت کیا کہ یہ بھی آدمی کی قسم سے نہین ہے یکایک اوس بیل غریب کے قریب جا کر کہنے لگا ای یار غمخوار تو آدمی زاد بیدا دہے یا اور کوئی جنس ہے یہ بات واہیات سُنکر وہ بیل جواب دہ ہوا اے عزیز باتمیز آدمی زاد خانہ زاد نہایت جلاد ہوتے ہین یعنی ہمکو جو پاتے ہین تو وہ ہماری ناک مین رسی ڈالتے ہین اور گاڑیمین اگاڑی باندھتے ہین اور انکے سوا کتنے کام نیک انجام اور بھی بہت لیتے ہین اسکے بعد جو ہم لوگ اس محنت اور مشقت مین مرجاتے ہین تو ہمارے پوست کی جوتیان پیر و جوان بناکر پہنتے ہین شعر غرض کیا کرون اور انکے بیان ؛ عزازیل بھی کہتا ہے الامان ؛ یہ گفتگو اوس بیل کی دو بدو سُنکر شیر بچہ آگے بڑھا قضای کار ایک نجار ہوشیار اپنے ہتیار لیے ہوئے کسی گانؤن کو جاتا تھا کہ اوس شیر بچہ کی ناگاہ نگاہ جو پڑی تو اوسکو بھی دیکھکر خوف زدہ ہوا اور نجار مکار نے جو دیکھا کہ شیر بچہ کچھ میرے بیل خوف سے دم دباتا ہے بکشادہ پیشانی وہ نجار لاثانی آگے بڑھا تب تو شیر بچہ دل مین کہنے لگا کہ یہ آدمی زاد جلاد معلوم ہوتا ہے لیکن یہ بے حیثیت کچھ حقیقت نہین رکھتا ہے چالاکی سے آگے بڑھ کے اوس نجار مکار سے پوچھنے لگا کہ اے عزیز باتمیز تو آدمی زاد کی قسم سے ہے وہ مکار نجار جواب دہ ہوا شعر آدمی ہم تو ہین پہ تجکو کیا ؛ اس طرح سے جو پوچھتا ہے بھلا ؛ شیر دلیر کہنے لگا ای آدمی زاد ناشاد میرا پدر اکثر کہا کرتا تھا کہ بیٹا تو کسی سے نہ ڈرنا لیکن آدمی زاد کو اپنا جلاد سمجھنا سو تجکو دیکھکر باپ کی نصیحت بھول گئی کیونکہ تیری ایسی لیاقت یا شجاعت نہین ہے جو تجھ سے ڈرون یہ بات واہیات شیر بچے کی سُنکر نجار مکار کہنے لگا اے شیر دلیر فی الحقیقت ہماری کچھ حقیقت اور حیثیت نہین ہے لیکن اپنی آدمیت نہایت بڑی ہے وہ شیر بچہ خوف زدہ بولا اشعار تیری تو کچھ نہین حقیقت ہے ؛ لیکہ کیسی وہ آدمیت ہے ؛ جس سے بیل و پلنگ و شیر دلیر ؛ اس شجاعت پہ لیتے ہین منہ پھیر ؛ یہ گفتگو دو بدو شیر بچے کی سُنکر نجار مکار کہنے لگا کیا مضائقہ ذرا ٹھہر جا ہم اپنی آدمیت بر فطرت تجکو اسوقت دکھا دیتے ہین یہ کہکر نجار مکار نے ایک درخت کا بڑا سا تھنا کاٹ کر ایک کاٹھو استوار کیا اور اوس شیر بچے کو کہا کہ اے شیر دلیر تو اس چھید مین سر کو ڈالکر ہماری آدمیت دیکھ اور ملاحظہ کر کہ کیا نظر آتا ہے اوس شیر دلیر کی کمبختی جو آئی تو اوس کاٹھ مین سر ڈالکر دیکھنے لگا اوپر سے اوس نجار مکار نے میخ ٹھوک دی شعر اور کہا تو تو بے حقیقت ہے ؛ آدمی کی یہ آدمیت ہے ؛ غرض ہر چند اوس شیر دلیر نے سر مارا لیکن اوس کاٹھ کے اندر سے سر نہ نکلا آخر کار وہ شیر نابکار

اوس کاٹھ سے سر ٹپک ٹپک کر مر گیا اور وہ نجار مکار اپنے گھر کو راہی ہوا اشعار فی الحقیقت یہ
سچ ہے ای مہجور تو سب سے افضل ہے آدمی کا شعور ؎ لیکن اک موت سے تو ہین ناچار ؎ سب خدائی کے
ورنہ کرتے ہین کار ؎ نقل ہے کہ ایک کبابی ہر بابی ایک بکری ساری با مصالح بریان اور خستہ کرکے
ہمیشہ فروخت کرتا تھا حسب اتفاق ایک روز وہ بکری لاغر ہیزم تر کے باعث سے کچھ بریانی مین خام
رہ گئی جس جا وہ اپنے کام کا پکا ہمیشہ بیچ آتا تھا نیم بریانی کے سبب سے کسینے آدھی قیمت کو بھی لیا
تب وہ کبابی ہر بابی اپنے دل مین نہایت جلا اور بھنا بلکہ سیخ آہ پر دل بریان کر چڑھا کے آتش
رشک سے سوخت کرنے لگا آخر کار ناچار ایک مردہ شو بدخو کے قریب جا کر کہنے لگا ای عزیز باتمیز یہ نفیر حقیر
نہایت ضعیف ہے سو اب اپنی بیکسی اور بے بسی پر یہ خوف و خطر در پیش ہے کہ اس شخص کا دم جو کسی دم
نکل جاویگا تو کوئی دمساز ایسا نہین ہے کہ مجکو تجہیز و تکفین اس سرزمین مین کرے گا اس واسطے یہ
بکری بریان اس زمان تیرے پاس بلا و سوا سن لایا ہون کہ تو اسکو نوشجان کر اور جس روز اس شخص کا مرغ
روح قفس تن سے پرواز کر جائے تو بخوبی غسل دیکر شہر خموشان مین دفن کر دینا کیونکہ مرزا علی فہم کے
بقول شعر دم کا یہ مہمان ہے دم جو دم ہے سو غنیمت ہے ؎ زیست نظر آتی ہے کم جو دم ہے سو غنیمت ہے ؎
یہ کلام سنکر مردہ شو نافرجام کہنے لگا اے نفر تن حقیر تیرا کہنا بسر و چشم بجالاؤنگا الغرض وہ بکری
لاغر اوس فربہ ابلہ کو دیکر کبابی ہر بابی وہان سے روانہ ہوا اور اوس مردہ شو بدخو نے وہ مال
مفت مفت سمجھکر مع زن و فرزند زہر مار کیا ایک ہفتے کے بعد وہ کبابی ہر بابی لباس سفر تن پر
آراستہ و پیراستہ کرکے اوس مردہ شو پر فریب کے قریب گیا اور یون حرف زن ہوا کہ اے یار
غمگسار میرا عزم سفر مصر کی طرف اس نہج پر ہے کہ میرے اقربا مین سے ایک شخص وہان رحلت کر گیا ہے
اور اوسکا مال اور اسباب بحساب اوس شہر مین امانت رکھا ہے لیکن میرے سوا اوسکا والی
وارث کوئی نہین ہے اس باعث سے مجکو وہان جانا نہایت ضرور ہے چنانچہ میرے ہمراہ دنخواہ
سربراہ مع بار برداری استادہ ہین اے عزیز باتمیز سو تو بھی میرے ہمراہ چل کسواسطے نہین معلوم
مین مظلوم پر مغموم کس جا پر مر جاؤن اگر تو میرے ہمراہ ہوگا تو مجکو تجہیز و تکفین سے خاطر جمع ہوگی
پس مین نے مجکو اے مردہ شو اسی روز غم اندوز کے واسطے گوسفند بریان نوشجان کروالی تھی
مثل مشہور ہے کہ دیا لیا آگے آتا ہے اور یہ کسیطرح نہین ہونے کا کہ مین شہر مصر کو جاؤن اور
تو یہان بیٹھا رہے نظم ہم اپنا اسی مین ہے خیریت تیری ؎ کہ بدل کر تو ہمراہی میری ؎
ورنہ مین دل کباب وہ بکری ؎ جسطرح دیگا تجھسے لونگا ابھی ؎ اہل ہمسایہ نے غرض آکر ؎

بسماجیت ہزار سمجھا کر؛ ایک بکری کے مول سی دو چند؛ دیکھے قیمت اوسے کیا خرسند؛ لفراست
ولیکن اسے مہجور؛ دیکھ تو اوسنے کیا کیا ہے شعور؛ یعنے کس طرح دیکھے بکری خام؛ مردہ شو سے
لیے ہین پکے دام؛ نقل ہے کہ ایک گوسپند عقلمند ضعیفی و ناتوانی سے اپنے گردہ سے بچھے رہگئی تھی قضا کا
ایک گرگ خونخوار سے دوچار ہوئی تو وہ گوسپند خردمند دل مین کہتی لگی کہ ہائے یہ بڑا غضب پر تعب ہوا
کہ اسدم شیر قضا سے میری رہ ناجانکا سامنا ہے اگر اس وقت مین اجل گرفتار مثل غزال فرار ہو جاتی
ہون تو وہ جواد سکے من کا چیتا ہے سو ہمیشہ قضا مین بر آئے گا اور اگر اس وقت اپنے جر واہے
پلنگ خصال کو پکارتی ہون تو یہ قریب آن تو پہونچا ہے جب تک مجھ دور افتادہ غم آمادہ کے پاس
لیے ہر اس آئیگا تب تک تو یہ جیتا چھوڑے گا ہیت کیا کرون ہائے کوئی بات نہین بن آتی؛
مفت مین جان جری وائے ستم ہے جاتی؛ آخر کار وہ گوسفند ناچار دانائی اور عقل آرائی سے جان
اور رشتہ دان سامنے بھیڑیے کے چلی اور قریب اوس غریب کے جاکر یون گویا ہوئی کہا اے گرگ
خوش باش خوش باش مین بے ہراس تیری تلاش مین اس بیابان مین سرگردان و حیران ہون
بات عجائبات سنکر وہ بھیڑیا کہنے لگا اے گوسپند دردمند تیری جیسی یاین آرزو کس جہت سی ہے
کوئی بھی اپنے دشمن کو دوستی سے تلاش کرتا ہے یا کوئی بھی آپ سے آپ اپنی چاہ ہر کو ٹین مین
گرتا ہے ایسی باولی باتون سے میرے دل کو ڈانوان ڈول نہ کر یہ گفتگو گرگ تندخو کی سنکر وہ گوسپند
کہنے لگی اے گرگ شیر صولت پلنگ ہیئت تیری تلاش بے قیاس کا یہ سبب ہے کہ میرا گلہ بان میان بحر جہان
ایسا منبع سخا اور موج عطا ہے کہ اوسکی ذات خائف البرکات سے ہمیشہ چشمۂ فیض جاری رہتا ہے سو آج
اوس خوش مزاج نے مجھ ناکام نا فرجام سے کہا کہ اے گوسپند گسلمند اس جنگل کی گرگ سے مین بہت
راضی ہون یعنی اوسنے میرے گلے کو کبھی اذیت پر صعوبت نہین دی اسواسطے مین نے تجکو اوسکی
ضیافت مین تجویز کیا ہے تو اوسکے پاس جا اور اپنی جان کو نثار کر کے لقمۂ لذیذ اور غذائی لطیف ہو
اے گرگ اس واسطے یہ نیم جان اس بیابان کے درمیان تجکو ڈھونڈھتی ہے میری بات واہیات
اور چاپلوسی کی نہ سمجھنا بقول شیخ سعدی شیرازی شعر دربرابر چو گوسپند سلیم؛ در قفا ہمچو
گرگ مردم در؛ لیکن اے گرگ مجھ مین گانے کا وصف نہایت؛ حلاوت ہے تو نوش جان
اک آن بے گمان کرے گا لیکن وہ بات کہ جس مین حلاوت مزے سے حاصل ہو یعنی پہلے
تو میرے گانے کا وصف دیکھ اور مسرور ہو پھر اوس عالم سرور مین جو مجکو کھائے گا تو نہایت
لذت پائے گا اس مثل کے بقول مثل ایک تو کریلا کڑوا اور دوسرے نیم چڑھا یعنے ایک تو

عالم سرور اور دوسرے گوشت لذیذ یہ بات نامدات سے ہے یہ تقریر پرتزویر اوس گوسپند عقلمند کی
وہ بھیڑیا گدھا سنکر کہنے لگا ازین چہ بہتر نیکی اور پوچھ پوچھ الغرض وہ گوسپند خردمند اوس بھیڑیے کو
ایک ٹیلے پر لیگیا اور وہان اوس نادان کو الگ بٹھا کر آواز بلند سے جو اوس سرنی رنگ سرستی نے
ایک سُر بھرا تو اُوسکا چرواہا زمانی کا نٹ کھٹ ہر دلیس کا کھڑاگ بوجھنے والا اپنی بکری کا خیال کر کے چالاکی
سی ٹیاٹوئی کرتا اوس ٹیلے پر آیا اور لٹھ کو ایسا زور سے پھینک مارا کہ اوس بھیڑیے کا پانون ٹوٹ گیا غرض وہ
بھیڑیا لنگڑاتا لنگڑاتا بھاگ کر جنگل مین روپوش ہو گیا اور وہ گلہ بان شادان و فرحان شکل گل خندان
اوس گوسپند عقلمند کو بغلمین داب کر اپنے گلے مین لایا مثنوی لیکہ بکری کجیا ہرچند کیا؛ گرگ کو شش شیر بند کیا؛
گر نہوتی وہ گوسپند عقیل؛ جان بچنے کی کونسی تھی دلیل؛ فی الحقیقت شعور ہے وہ چیز؛ جس سے آتی ہے آدمی کو تمیز
اور جسکو کچھ نہین عقل و شعور؛ خر سے بدتر اوسکو سمجھو ضرور؛ فی المثل یہ کسی نے خوب کہا؛ صاحب عقل کی ہے دور بلا؛

ساتوان باب

احمقون کی نقلون مین

محرران معصوم صفت اور کاتبان محروم فطرت کاغذ سادہ لوح پر قلم خام سے یون رقم کرتے ہین کہ ایک
فدا سائی دہاتی برائے تعیناتی اپنے گھر ایک منزل کامل پر سفر کر گیا اور کئی دن کے بعد ایک روز اوسکی
جورو دلسوز نتھ ناک سے اوتار کر دالان کے سائبان مین بیٹھی منہ دھو رہی تھی اتفاقاً نائن جو باہر سے آئی
تو وہ بے شعور دور سے کیا دیکھتی ہے کہ بی بی کی ناک بے نتھ کی بے سر نظر آتی ہے یہ احوال پرملال
دیکھکر دل مین کہنے لگی کہ شاید ہماری بی بی رانڈ ہو گئین ہین جو ناک غمناک مین نتھ نظر نہین آتی یہ خیال
بدسگال دل مین کر کے وہ نائن گھر مین آئی اور اپنے خاوند دانشمند سے کہنے لگی ای غفلت شعار ناہنجار
بیٹھا کیا کرتا ہے جلد خبر لے فلانی بی بی رانڈ ہو گئین ہین یہ خبر وحشت اثر سُنکر وہ گیدی خر جلد کمر باندھکر
وہان سے روانہ ہوا الحاصل منزل مقصود پہونچکر وہ گیدی خر میان سے کہنے لگا اے میان صاحب
یہان کس فکر مین بیٹھے ہو وہان تمھاری بی بی عصمت والی رانڈ ہو گئی ہے واقعہ غم افزا سُنکر
وہ بدخصال فی الحال بے اختیار ڈاڑھین مار کر رونے لگا اور یہ سخن زبان پر لایا اشعار
افسوس مری نخستیکہ؛ مجھ بن ہوئی رانڈ بے بسر؛ کیونکر ہو مجھے قرار افسوس؛ افسوس ہے صد ہزار افسوس ہے
یہ سخن حیرت افگن اوس سادہ لوح کا سُنکر سب مردوزن کہنے لگے اے بیوقوف ذہن سے خالی کہین بھی سنا ہے کہ
میان جیتا رہے اور بی بی رانڈ ہو جائے یہ گفتگو ہر ایک نیکخو کی سُنکر وہ بادبدہ تر جواب دہ ہوا مثنوی تم تو سچ کہتی ہو پر اے بھائی

گھر سے آیا ہے معتبر ناکی ؏ پھر بھلا اسکو کیا کرون مین آہ ؏ ہوا جاتا ہے حال میرا تباہ ؏ سُن کے اوسکی یہ گفتگو سب یار ؏ قہقہہ مارکر ہنسے یکبار ؏ واہ ری تیری عقل واہ شعور ؏ آگے اب اسکے کیا کہے مہجور
نقل ہے کہ ایک احمق کا گدھا رسی سے بندھا گم ہوگیا تھا لیکن وہ خر ناہموار بار بار گدھے کے فراق مین آہ جانکاہ کھینچتا اور شکر کرتا یہ احوال کثیر الاختلال ایک شخص دیکھکر یون کہنے لگا اے سادہ لوح تیرا گدھا گم ہوگیا ہے اور تو آہ جانسوز وغم اندوز شکر کرتا ہے اسکا کیا موجب اور کیا سبب ہے یہ کلام سنکر وہ ناکام کہنے لگا اے عزیز بے تمیز مین اس واسطے شکر کرتا ہون کہ خوب ہوا کہ یہ شخص اوس گدھے نا ہموار پر سوار نہ تھا نہین تو اوس کیساتھ ناحق ہی ہاتھ مین گم ہوجاتا لیکن وہ خر ناہموار بدکردار یہ نہ سمجھا کہ اگر اوسپر آپ سوار ہوتا تو وہ گدھا بوجہ لدا کیونکر گم ہوتا ؏ شعر جبس گدھے کو نہو وے اتنا شعور ؏ اوسکو سمجھا سکے بھلا کوئی مہجور
نقل ہے کہ ایک احمق مطلق بحالت بیمار ایک بار طبیب خوش نصیب کے قریب گیا اوس حکیم فہیم نے فرمایا اے سقیم الم واے الیم غم تو صبح کو قارورہ لے کر حاضر ہونا تیری بیماری تشخیص مین آجاے گی انشاء اللہ تعالے اس قانون کا نسخہ مفرح القلوب تجکو لکھدیا جاے گا کہ تیرے اسباب علامات واہیات کے جلد دفع ہوجائینگے القصہ وہ رنجور دل ملول گھر مین آیا قضاے کار اوس نابکار کی جورو بدخو شب کو خود بخود بیمار ہوگئی وقت سحر بحالت مضطر اوس سادہ لوح نے اپنا اور اپنی جورو کا قارورہ ایک ہی شیشی مین بھرا اور اوس طبیب عجیب کے قریب لے گیا اور قارورہ کو دکھلا کر یون گویا ہوا کہ اے حکیم فہیم مجھ سقیم اور میری جورو دل دو نیم کا باہم قارورہ ہے اسکو ملاحظہ کرکے دیکھ کہ میرے رسوب اور اوس کی قوام مین کیا فرق ہے یہ بات واہیات سُنکر ایک شخص اوس مطب مین بول اوٹھا اے سادہ لوح اگر دونون قارورے باہم لایا تھا تو ایک ڈورا ساوہ اپنے اور اپنی جورو کے قارورہ مین کیون نہ باندھ لایا قطعہ یہ سُنکر لطیفہ سبھی یار غار ؏ ہنسے قہقہہ مار کر ایک بار ؏ جو مہجور ہوتا نہ وہ بے شعور ؏ تو کیونکر اوس سے خلق ہنستی ضرور ؏ نقل ہے کہ ایک قاضی قصبانی نے شب کو کتاب انتخاب مین یہ نکتہ لکھا دیکھا کہ جس شخص کا سر چھوٹا اور ریش دراز بے اندازہ ہو وہ شخص احمق مطلق ہوتا ہے چنانچہ قاضی صاحب ان دونون علامت مین گرفتار تھے اس نکتے کو دیکھکر دل مین کہنے لگے کہ سر خورد کو تو بزرگ نہین کرسکتا ہون لیکن ڈاڑھی کم کرنے مین البتہ ہاتھ پہونچتا ہے یہ بات واہیات وہ نیک صفات سوچ کر تلاش مقراض مین اوٹھا اتفاقاً اوس وقت کندی ذہن سے مقراض کا غذ تراش نہ ہاتھ آئی آخرکار چار و ناچار آدھی داڑھی

ہاتھ میں پکڑ کر فتیل سوز کے قریب جا کر اپنی ریش کو سر چراغ سے جو ہمسر کیا تو آتش چراغ سربلندی
کر کے سر دست قاضی کے ہاتھ تک پہونچی بے اختیار قاضی دلفگار نے ایکبار ریش دراز ہاتھ سے
چھوڑ دی الحاصل تمام داڑھی قاضی جی کی آتش نادانی سے جل گئی اور صورت پر کدورت بھونی سری
کی شکل نکل آئی غرض قاضی صاحب اپنی نادانی پر کمال نادم ہو کر کہنے لگے کہ کتاب انتخاب کا نکتہ خوب
ثبوت ہوا کیونکر کہ اپنی بیوقوفی اور بے شعوری ریش کے زیر و زبر ہونے سے پیش آئی بقول سریقی
مصرع گھر جلا سامنے اور ہم سے بجھایا نہ گیا ؛ لیکن شدنی کو کوئی کیا کرے فی الحقیقت ہے **مثل**
پیش آتی ہے وہی جو کچھ کہ پیشانی میں ہے ؛ **اشعار** آگہی کو ولیکن اسے مجبور چاہیے
اس قدر تو عقل و شعور ہو کہ جو دیکھے کہیں نشیب و فراز ؛ واں سمجھ کر چلے وہ بندہ نواز ؛ اور کہیں سے
خورش جو ہاتھ آئے ؛ بال مکھی کو دیکھ کر کھائے ؛ **نقل** ہے ایک سادہ لوح نے خواب پریشان
کے درمیان میں شیطان بے ایمان کی ریش دراز پکڑ کر ایک طمانچہ تڑاق سے جڑا اور یہ سخن تلخ
دہن سے کہا کہ ای ملعون ذوفنون تو نے یہ ریش اس واسطے دراز کی ہے کہ مردمان راہ راست رو کو
فریب سے بہکا کر بے راہ کروں یہ کہکر ایک طمانچہ دوسرا ایسے زور سے جڑا کہ اوسکے صدمے سے
جو آنکھ کھل گئی تو کیا دیکھتا ہے کہ اپنی ریش اپنے ہاتھ میں ہے اور طمانچوں کے صدمے سے دونوں
رخسار بے اختیار جھلا رہے ہیں یہ احوال پر ملال دیکھ کر وہ شخص کہنے لگا **مثل** کردنی خویش
آمدنی ہست کہ می آید پیش ؛ **شعر** سچ ہے مجبور آج تک انسان ؛ ہے گرفتار فطرت شیطان ؛
نقل ہے کہ ایک سوار اسپ باد رفتار کاروانسرا میں نزول ہوا بعد انفراغ طعام وقت شام
وہ سوار خوش کلام اپنے نفر ناز جام سے یوں حرف زن ہوا کہ ای عزیز ناچیز سننے میں آیا ہے کہ
اس شہر پر قہر کے دزد بے درد دزدی میں جوانمرد ہیں ایک کام کر تو شوق سے بستر غفلت پر پاؤں
پھیلا کر سو رہ میں اپنے گھوڑے کی آپ خبرداری کرونگا بقول شخصے **مثل** مال عرب پیش عرب ؛ یہ بات
اوس نیک صفات کی سنکر نفر کہنے لگا اے خداوند نعمت یہ کون سی بات واہیات ہے کہ خداوند
دولتمند تمام رات بہیات جاگے اور دو پیسے کا نفر گیدی خر بفراغت تمام آرام کرے نہ صاحب
یہ نہیں ہونے کا آپ بفراغت تمام استراحت فرمائیے اور یہ نالائق رد خلائق گھوڑے کی نگہبانی
اور پاسبانی کرے گا اس بات سے اپنی خاطر عاطر جمع رکھیے **شعر** اگر نوکری میں ہو مجھ سے
قصور ؛ تو یہ جانیو ہے بہت بے شعور ؛ القصہ وہ سوار غفلت شعار اوس روسیاہ کے کہنے سے
سو رہا پہر رات کے بعد ایک بار بیدار ہو کر کہنے لگا اے نفر یا خیر کیا کرتا ہے وہ اوسکے جواب میں

رکہنے لگا خداوند نعمت اس وقت غلام ناکام اس تفکر مین ہو کہ اللہ تعالےٰ نے زمین کو پانی پر کیونکر
فرش کیا ہے یہ سخن حیرت انگیز سُنکر وہ صاحب ہوش کہنے لگا کہ اے نفر بے خبر مجھکو خوف و خطر ہے
کہ تیری فکر مین ذرہ ذرہ بدر رد آن کر اسباب بیخبری کو دزدی نکر لیجائے اوسنے جواب دیا کہ اے خداوند
کیا مذکور اور مقدور ہے آپ اپنی خاطر عاطر جمع رکھیے الحاصل وہ سوار نیک شعار پھر سو رہا بعد نصف شب
مضطرب دار چشم وا کرکے یون گویا ہوا اے نفر با خبر کس فکر مین ہے اوسنے جواب دیا ای خداوند اس فکر
مین ہون کہ خدای عز و جل نے آسمان بے پایان کو بے ستون کیونکر استاد کیا ہے اور زمین کی مٹی میخ گاڑنے
مین کہان غائب ہو جاتی ہے یہ فکر بے موجب سُنکر وہ صاحب ہوش کہنے لگا ای نفر بے خبر اس فکر مین میرا گھوڑا
کوئی کھولکر لیجائے ای نفر بے خبر اگر تیرا جی سونیکو چاہے تو سو رہ کہنے لگا خداوند نعمت آپ خاطر عاطر
جمع رکھیے مین خبردار اور ہوشیار ہون وہ سوار ناچار پھر سو رہا تین پہر رات کے بعد وہ سوار پھر بیدار ہو کر
کہنے لگا ای نفر لخت جگر کیا خبر ہے وہ وہ جواب دہ ہوا کہ خداوند مین اب اس تشویش مین ہون کہ اونٹ
کے پیٹ مین گولیان کون بناتا ہو اور کیلے کے پتون پر اتو خود بخود کیونکر ہوتا ہے غرض وہ سوار پھر اک
بار اس بے فکر کی فکر سے غافل ہو کر سو رہا اور جس وقت چار گھڑی شب پر لعب باقی رہے ایکبار
سوار بیدار ہو کر کہنے لگا اے نفر بے خیر کیا خیر ہے وہ جواب دہ ہوا اے خداوند نعمت اب غلام ناکام
اس فکر مین ہو کہ گھوڑا تو کوئی چور سنہ ذور سرنگ لگا کر لے گیا اب یہ زین اور خوگیر بے نظیر آپ کو سر پر
رکھنا پڑے گا یا مجکو لے چلنا پڑے گا یہ نکتہ واہیات اوس نفر ستمگر کا سُنکر وہ نیک صفات ایکبار
بعد اضطرار خفا ہو کر کہنے لگا اے احمق مجنس نفرون کے آخور کم زور حشری کمری چل اپر ٹکر جا میرے
سامنے سے مین اب اور کوئی نفر خنگ و نیگ آٹھون گانٹھ کمیت نوکر رکھہ لونگا جو زبان عربی
اور ترکی مین گفتگو دو بدو کرے اے ٹٹوے طاقی تکسی دل مین سمجھہ تو جسکا ایسا اسپ باد رفتار
رشک بہار دست سے نکلجائے تو اوسکی آنکھون مین کیونکر نہ پھلواری کا سبزہ خار نظر آئے ہاے
اس چالاک گھوڑا القرے کی تول کا پھر کہان سے میرے ہاتھہ چڑھے گا جو عیال و اطفال کو تا زیست
خوراک مشکین کھلاؤنگا **اشعار** غرض اوس نفر کو سبھون نے گدھا ؛ اگاڑی بچھاڑی سے آ کر کہا ؛
دسا خرکے بیٹے سے تیجو رکیب ؛ سُنا ہی کہ بنتا ہے گھوڑا عجیب ؛ **نقل** ہے کہ ایک خر ناہموار گھوڑے
پر سوار اور گھاس کا گٹھا اپنے سر پر رکھے ٹاٹ ٹک کرتا چلا جاتا تھا اوس صورت پر حمایت سے اوس خر کو
دیکھکر ایک شخص نے کہا اے احمق مطلق تو اس گھوڑے رہوار برق رفتار پر سوار ہو مگر گھاس کا گٹھا
اُٹھا تو نے اپنے سر پر کیون رکھا ہے **شعر** عجب تو بھی احمق ہو اور گاؤدی ؛ کہ یہ گھاس گھوڑے کی بیا

کیون رکھو نہ لی ہے یہ بات وہ کم ذات سُنکر کہنے لگا اے عزیز ناچیز مین احمق نہین ہون تو ہی احمق ہے
ارے اس گھوڑی کا بھی پر ایک تو مین چڑھا تھا اور دوسرے گھاس کا گٹھا اوسپر لادتا تو اوسپر بھلا
اسکا بار کہان سے ٹھہرتا ابیات یہ سُنکر کہا اوسنے ہان واقعی ہے تو دانا سہی مین ہون نادان سہی تو
جہان ایسے احمق ہون مجبور لوگ ہے وہان عقل سے کیا ہون مسرور لوگ ہے **نقل** ہے کہ ایک سائیس اپنے
رئیس کا گھوڑا اصطبل کا بہ دریا پر نہلانیکو لے گیا اتفاقاً اوس گھوڑے کا پانوٴن بے ٹھور گنڈ مین جو جا پڑا
تو ایکبار بے اختیار غوطے کھانے لگا اوس گیدی خر نے آپ کو بچا کر اوس گھوڑے کو دریا سے
حماقت مین ڈبو دیا **شعر** جب نفر ایسا بے حقیقت ہو ہے کیون نہ گھوڑا غریق رحمت ہو ہے الحاصل وہ نفر
بحالت مضطر میان کے پاس آنکر کہنے لگا میان صاحب آپکا اسپ بادرفتار دریا مین فرار ہو گیا یہ
واردات واہیات سُنکر وہ بحال مضطرب اوٹھ کھڑا ہوا اور اوس نفر سے کہنے لگا ای خر ناہموار میرے
تلوار بارٹھ دار اوٹھا لے دیکھون تو سہی تو نے میرا گھوڑا کیونکر ڈبو دیا الحاصل جب وہ عزیز باتمیز دریا کے
کنارے پہونچا تو اوس نفر گیدی خر سے کہنے لگا ای احمق مطلق وہ میرا گھوڑا ابا دیا کہان ڈوبا یہ کلام
نافرجام سُنکر تلوار بارٹھ دار دریا مین پھینک کر کہنے لگا میان صاحب دیکھئے اوس جا پر آپ کا گھوڑا ڈب
گیا یہ واردات واہیات وہ نیک صفات دیکھکر کہنے لگا یک نشد دو شد گھوڑا تو ڈوب چکا تھا اور میری تلوار
بارٹھ دار جہازی تھی بے وقوفی کی لہرین ڈبوئی اسے بھڑوے جی مین آتا ہے کہ تیرے گلے مین بھنور کلی
ڈالکر ایسے تھپیڑے مارے کہ تیرا ارسے حماقت بھر جائے یا تیری دستار اوتار کر قینچی پر چڑھا کر ایسی مار
دبکیے کہ تیرا جی ڈوب جائے اسے بھڑوے گنگارامی کوئی بھی ایسا گھاٹ کام کرتا ہے کہ جیسا تو نے
طوفان اس آن برپا کیا ہے غرض دریافت ہوا ہی کہ سیدھا سپاٹ احمق بے اٹک ہے **ابیات**
چل کہین سامنے سے ہٹ جا تو ہے نہین مارون گا تجکو اے بدخو ہے اسی دریا مین یا ڈبو دونگا ہے اسپ
شمشیر کا عوض لونگا ہے آخرش اوس نفر کو اسے مہجور کر دیا اوس نے نوکری سے دور **نقل**
چار احمقون کی نقل ہے کہ ایک پیرزال نیک خصال خجستہ پیکر خوش منظر چار سوے بازار
رشک بہار مین کچھ کام نیک انجام کو نکلی تھی اتفاقاً وہ افسر نیک بختان اور ہمسر خاتون بادشاہان سر دست بلند کر کے
سر کو جو کھجلانے لگی اس عرصے مین چار اشخاص خاص سامنے سے نمودار اور موجود ہوئے قضاے کار اون
چارون کی نگاہ ناگاہ اوس پیرزال نیک افعال کے ہاتھے پر جو پڑی تو ایک جوان نادان کہنے لگا کہ اس
پیرزال نیک خصال نے لا کلام مجکو سلام کیا ہے اس مین دوسرا بول اوٹھا کہ ای بے حیثیت تجھ مین
کیا حقیقت ہے اوس پیرزن کم سخن نے مجکو سلام کیا ہے حاصل کلام وہ چارون ناکام

اتنی واہی بات پر جنگ وجدل کرتے تھے القصہ اس قصہ نے یہان تک سر کھینچا کہ اوس جا پہ اکثر لوگ
اکر کھڑے ہو گئے غرض ایک عقلمند دانشمند نے کہا ای عزیزو تم آپس مین عبث لڑتے ہو وہ پیر زال
صدق تعالی آگے جاتی ہوگی اوس سے جاکر دریافت کرو ایک ذرا سی بات کو اتنا طول دیتے ہو یہ بات معقول
سنکر وہ نامعقول پیرزال غریب کے قریب گیے اور یون گویا ہوئے کہ ای بڑی بی صاحب ہم چارون
مین سے تمنے کس ناکام کو سلام کیا یہ بات واہیات سنکر پیرزال نکھصال دہین کہنے لگی معلوم ہوتا ہی کہ یہ
چارون احمق ہین متبسم ہوکر کہنے لگی ای میان جو تمہارے درمیان زیادہ احمق ہوگا مین نے اوسکو بصد نیاز
سلام کیا ہے نقل آورد اور اوسکے جواب مین ایک احمق مطلق اونمین سے بول اوٹھا بڑی صاحب میرا تو حمق
یہ ہے کہ ایک روز مین اندرون سسرال فرخندہ فال مین وارد و صادر ہوا تھا اور وہان لوگون نے کھانے کے
وقت مجھ سے کہا کچھ کھانا نوش جان کرو تو آرام فرماؤ مجھ حریص طبع کے منہ سے بیساختہ نکل گیا کہ مین
اپنے غریب خانے سے کھانا کھاکے آیا ہون شعر کچھ نہین احتیاج کھانے کی + بات تیری نہین بہانے کی
آخرکار منت بسیار اور لجاجت بیشمار سے ہر ایک نے مجھ سے کہا مگر مین نے کسیکو اس بات کا لقمہ نہ دیا
کہ بہت خاصہ تھوڑا سا کھانا کھالونگا غرض ایک پہر شب کے بعد مجھکو بھوک نے اس قدر عاجز کیا
کہ میرا مرغ روح آتش گرسنگی سے بریان ہونے لگا اور شدت العطش سے جگر کباب ہوگیا اوسوقت مین نے
چپکے سے دروازہ کھولکر اور کپڑے اوتار کر گدائی کا ارادہ کیا اتفاقا ہر ایک گھر سے ٹکڑے مانگتا مانگتا
اپنی سسرال فرخندہ فال کے در پر آپہونچا اور دست سوال دراز کیا کہ اندر سے چنبیلی لونڈی نیکنہاد و طبع
ٹکڑے لیکر باہر نکلی مینے جو اوسے پہچانا کہ یہ لونڈی ہماری ہے اور یہ دروازہ بھی سسرال کا ہے
وہان سے مین نے پچھلے پاؤن ہٹنا شروع کیا اور وہ کنیز بے تمیز روٹی دینے کو آگے بڑھی غرض
جون جون مین پیچھے ہٹتا جاتا تھا وہ آگے بڑھتی چلی آتی تھی اور یہ کہتی تھی ای فقیر تن حقیر تو روٹی کا
ٹکڑا کیون نہین لیتا ہے قضائے کار اوس ناہموار کے پیچھے کنوان جو آگیا تو ایک بار بے اختیار
اوسمین دھڑام سے گر پڑا غرض میرے کنوئین مین گرنے سے بے تامل ایک غل پیدا ہوا کہ کوئی فقیر
بے بصیر گردش کا ڈانوان ڈول کنوئین مین گر پڑا آخرکار مجھ بادلی صورت کو ہر ایک نے آہ چاہ کرکے نکالا
اور سبھون نے پہچانا کہ یہ تو فلانے کا داماد ناشاد ہے ارے اسکی کیا کم بختی تھی جو یہ اس حالت
پر ملالت مین ایک بار گرفتار ہوگیا غرض اس ذلت اور ندامت سے اب تک مین نے پھر
کبھی سسرال فرخندہ فال کا نام نہین لیا میرا تو حمق یہی ہے اے پیرزن اس قدر ہے جو بیان
مین آیا شعر غرض پیرزن سنکے سب ماجرا + لگی کہنے صد آفرین مرحبا

نقل دوسرے احمق کی

کہ یہ گفتگو اوس الو کی سنکر ایک اور لٹھو سا بول اوٹھا کہ بڑی بی صاحب اب میری حماقت کی حکایت
گوش دل لگاکر استماع کیجیے یعنی ایک روز مجھ طالع افروز کو سسرال فرخندہ فال سے پیغام و سلام
بلوانے کا آیا اتفاقاً اوس سادہ لوح کو پگڑی نہ باندھنا آتی تھی ایک آشنا آگے کے میرے گھر کے
پیچھے استقامت رکھتے تھے آخر کار منت بسیار اور سماجت بیشمار سے باتوں کی لپیٹ مین اون سے
دستار بندھوا کے اور پوشاک نفیس تن پر آراستہ و پیراستہ کرکے سسرال فرخندہ فال کیطرف روانہ ہوا
ناگاہ اثناے راہ مین ماندگی اور نیند نے نہایت غلبہ کیا تو یہ خیال اوس حال مین دل پر گذرا کہ کسی ایسی جا پر
سویئے کہ جہاں پگڑی سر سے نہ اوتارنی پڑے غرض ایک کنواں پختہ جو وہاں نظر آیا تو اوس پر یہ بندہ
اس طرح سویا کہ سر کنوئیں کے اندر رکھا اور چگت پر پاؤن کو پھیلا کر سو رہا لیکن کروٹین لینے سے دستار
کنوئین مین فرار ہو گئی اور ایک پہر کے بعد جو اس تیرہ روز کی آنکھ کھلی تو نہایت گھبرایا کہ دن تھوڑا باقی رہگیا
بقول مسرور **شعر** مسرور پہونچ منزل مقصد کو سویرے ؎ رستے مین ٹھہرنا نہین اچھا سفری کا ؎ الحاصل
گھبراہٹ مین تجکو پگڑی کی کچھ خبر نہ رہی بھاگا بھاگ یہ چال سسرال کے قریب جو پہونچا تو وہان سے گھر کی
لونڈی چلی آتی تھی اوسنے جو دیکھا کہ میاں سر برہنہ بدحواس بھاگے آتے ہین شاید کہ بی ماہ تمثال کا
انتقال ہو گیا ہے یہ بات واہیات سوچکر وہ لونڈی روتی ہوئی گھر مین گئی اور یہ واقعہ حیرت افزا خوشدامن
سے جو بیان کیا تو سب گھر کے لوگ بحالت عجیب دندان تاسف زیر لب ہو کر ایک بار زار زار رونے لگے
یہ انجان اوس مکان وحشت نشان مین جو داخل ہوا تو سب کو گریان با دل بریان دیکھا نا چار
مین دلفگار بھی زار زار رونے لگا اس عرصے مین ہمسایے کے لوگون نے آنکر ہر ایک
نوحہ گر مضطر کا منہ چھڑا کے مجھ سے پوچھا کہ میاں یہ واقعہ کیونکر گذرا مین نے بچشم پرنم و بحالت غم اون سے
پوچھا کہ میاں تم تو بیان کرو یہ ماجرا حیرت افزا کیونکر در پیش آیا آخر کار سب خویش و تبار کو دریافت ہوا کہ
یہ اشکباری و بیقراری ناحق ناحق کی ہے اے پیرزال صدق مقال اوس دن سے جو مین بداعمال بھاگا
تو آج تک اودھر نہین گیا **شعر** غرض پیرزن نے اوسے بھی کہا ؎ ہزار آفرین مرحبا مرحبا

نقل تیسرے احمق کی

کہ جب یہ الو مد خوا اپنی کہانی لاثانی بیان کرچکا تو تیسرا مسخرا یون بولا کہ بڑی بی صاحب یہ سادہ لوح
بھی سسرال فرخندہ فال مین جو وارد و صادر ہوا تو وہاں خوشدامن صاحبہ نے

بتکلف بسیار اس نابکار کے واسطے کھانا طیار کروایا اتفاقاً میرے دہن سے یہ سخن بر آیا کہ مین اس وقت
نہایت سیر ہون غرض تمام گھر کے لوگ مجبور ہوئے مگر میرے منہ سے جو ناہ یہ آگرآہ نکلی تو پھر مطلق اقرار نہوا
بقول شخصے مثل جاے لاکھ رہے ساکھ آخر کار سب خویش و تبار ناچار ہو کے چپ ہو رہے اور
مین مکان خوابگاہ مین اپنی دو لتخواہ کے ہمراہ علیحدہ ہوا لیکن غلبۂ گرسنگی سے خواب آنکھون سے
کافور ہو گیا اسمین وہ نیکبخت بس وقت ہو گئی تو اس ناپاک جان ہلاک نے وہان کھانے کی تلاش
اس پاس کی کہین سے کچھ ہاتھ نہ لگا لیکن ایکہ چھینکے مین ہانڈی کوری کا رکھی نظر آئی بندے نے جو
اوسے کھولا تو انڈا مرغی کا ہاتھ لگا اس عرصے مین یکایک میری بی بی کی آنکھ کھل گئی تو مین نے بارس
رسوائی سے وہ انڈا مرغی کا جھپٹ منہ مین رکھ لیا اور پلنگ پر لیٹ رہا اس حالت پُر ملالت مین وہ مجھکو
دیکھکر کہنے لگی اے میان تم کو خیر تو ہے جو اسطرح گھبرا کے لیٹ گیے غرض اوس نیکبخت نے ہزار سر مارا
مگر مین نے اوسکو ایک جواب نہ دیا اور اوس کے سوا اس کم بخت جان کرخت کے منہ مین انڈا تھا
جواب باصواب کس منہ سے دیتا آخر کار ہر ایک غمخوار خویش و تبار نے کہا کہ کچھ اسکو آزار نابکار ہو گیا ہے
یا کوئی اسرار پُر آزار ہو گیا غرض گھر مین ایک تہلکۂ عظیم اور صدمۂ صمیم برپا ہوا آخر کو اوس وقت
وقت جراح کو جو دکھلایا تو وہ کہنے لگا اس کے گال ورم تمثال پر مواد کا زور ہے نشتر کے
سوا کوئی چیز فائدہ نکریگی الحاصل اوس جراح نے سب سے اجازت لیکر اس شخص کے گال پر جو نشتر دیا
تو مین نے وہ انڈا اس گال سے اوس گال مین رکھ لیا یہ ماجرا حیرت افزا جراح دیکھکر کہنے لگا کہ دیکھیے
صاحب ادھر کا مواد اودھر جا رہا غرض اوس جراح بدراہ نے دوسرے گال کو جو چاک کیا تو وہ انڈا اس
بندہ گندہ کے منہ سے نکل پڑا اوس انڈے کو گھر والے سب دیکھکر نہایت گھبرائے غرض اوس
دن سے وہ ڈریا جس گیا شعر کہو اب منصفی سے تم بڑی بی ٭ کہ مجھ سا دیکھا ہے احمق کہین بھی

نقل چوتھے بڑے احمق کی

کہ جس وقت وہ سادہ لوح اپنی حماقت بیان کر چکا تو وہ چوتھا الو کا پٹھا بولا کہ بڑی بی صاحب شعر
شرح این آتش جانسوز نگفتن تا کے ٭ سوختم سوختم این راز نہفتن تا کے ٭ اس گم کردہ از خود رفتہ کو
ایک امیر صاحب توقیر نے کسی علاقہ کا عامل کر کے بھیجا تھا بندے نے وہان جا کر ایسا توین کیا کہ ہر کارہ
عالیمقدر کی تمام آمدنی صرف بیجا مین تصرف کی اور ایک خرمہرہ یا ایک پیسا کبھی ارسال نکیا غرض نشستم نشستم
گذری جاتی تھی اس کیفیت ہی حقیقت مین یہ سوجھی کہ شادی برائے خانہ آبادی کیا چاہیے احوال

کثیر الاختلال سُنکر خانونگوا درمتصدی کہنے لگے اے صاحب یہ آپ کیا غضب پر تعجب کرتے ہین غرض حالت
حماقت مین کسیکا کہنا خیال مین نہ آیا آخر کار ایک پیرزن مکار کو بلایا اور اوس سے شادی کا پیغام دیا
اوس پیرزال کذب مقال نے اس شخص کو احمق مطلق جانکر کہا ازین چہ بہتر غرض وہ پیرزن پُرفن یہ کہکر اپنے گھر کو گئی
ایک روز کے بعد آنکر کہنے لگی میانصاحب آپ کی شادی ایک صاحبزادی سے مینے ٹھہرائی ہے ایک پانچ چھہ روز مین
ظہور مین آجائیگی لیکن پانسو روپے چڑھاوے کے واسطے عنایت کیجیے تو آپکی بات اوسکے ساتھ مضبوط اور مربوط کراؤن بندے
نے پانسو روپے اپنے ضد وحجت حماقت بے لیاقت سے نکالکر اوسکے صرہ نظرت مین بھر دیے چندروز کے بعد
پھر آکے کہنے لگی کہ میانصاحب دو ہزار روپے براے طیاری اور دیجیے تو شادی کا سامان بپایان شروع
ہوجاے غرض وہ بھی دلوا دیے دو چار روز کے بعد آکر کہنے لگی کہ میانصاحب تم جو بیاہنے چڑھو گے تو
تمہارا روپیہ آرایش اور باجے اور رنگ وغیرہ مین نہایت صرف ہوگا اس سے تو یہ بہتر ہے کہ فقط نکاح
بعد انشراح پڑھا لیجیے مثل ہے کہ آم کھانے سے کام یا پیڑ گننے سے غرض بندہ سمجھا کہ یہ پیرزال نیک
اعمال میرے بھلے کو کہتی ہے لیکن یہ نہ سمجھا مصرع کہ ہین ایسے بھلے مین برے طور بھی ؛ بقول شخصے مصرع
چہ داند گدا کے بہاے برنج ؛ آخر کار اوس مکار کو مینے مختار کار کیا اور بہ سخن زبان پر لایا کہ اے
بی بی شعر جو چاہے کرے تو سفید و سیاہ ؛ ولے مجکو ہر طرح کرنا ہے بیاہ ؛ اسکے جواب مین کہنے لگی
خیر اچھا اگر نکاح کے اخراجات ضروریات کے واسطے کچھ عنایت کیجیے تو اجراے کار ہو بندے نے دو ہزار روپے اور بھی
اسکے بعد آکے کہنے لگی کہ میانصاحب آپکی دولہن رشک چمن کو آئینہ کا شگون نہین بنتا ہے جب سلخ سعید مثل
عید جلا پذیر ہوگی تو وہ ماہرو تمہارے گھر مین جلا بخش ہوگی لیکن کچھ اخراجات ضروری اور رسومات مشہوری کو دیجیے تو
تنبول اور پنجیری کی بھی طیاری ہو جاے اور کچھ کھانیکو دو چار مہینے کے بھی بسر لیجائیے غرض بندے نے اور دو ہزار روپے
دلوا دیے اس عرصے مین چندروز کے بعد آکر کہنے لگی میانصاحب مبارک و میمون ہو کہ تمہارے گھر مین ایک
چاند سا بیٹا پیدا ہوا ہے کچھ چھٹی چلے اور دائی جنائی کیواسطے دلوائیے تو زچا خانیکا کام اجرا ہو غرض اس
سادہ لوح نے اور بھی کچھ دلوا دیا حاصل کلام وہ ناکام کبھی لڑکون کے ٹوپی کرتی اور کبھی کھانے پینے کو اور
کبھی پارچہ پوشیدنی کو غرض ہر ایک کس طرح سے لاکھون روپے لے گئیے اور جب مینے سوال کیا کہ ذرا میری
بی بی کو تو دکھادے تو وہ بھی کہکر چلی گئی کہ میانصاحب ابھی تک جان کر ڈرے کیسکے ہین الی غرض جب
اس شخص کے حمق کی خبر جکلہ دار عالی مقدار کو پہونچی کہ فلانے مکان ویران کی آمدنی ایک کوڑی
نہین آتی تو ہوس جکلہ دار نے مجکو ناکردہ کار سمجھکر تغیری کا شقہ بھیجا اوس وقت حالت
یاس مین لڑکے بالون کا خیال نیک خصال آیا کہ کسی طرح اپنی بی بی کے پاس بلا وسواس

چلیے کہ اس ضمن مین وہ پیرزال پُرفن جو آئی تو مین نے کہا بڑی بی تمہارا بڑا سِن ہے کہ میرے یاد کرتے ہی
تم موجود ہوئین اے بڑی بی صاحب ہمارے کام مین تو خلل آگیا لیکن میرے گھر بار کی کشتگار اب ست
دکہلا دو تو میری تقادی کی واصلباقی سے تم بے محاسبہ ہوجاؤ یہ سخن سُنکر وہ پیرزال پُرفن کہنے لگی بہت خوب
لیکن کچھ اشرفیان لڑکونکی شیرینی کے واسطے منگوائیے مین آپکو خانۂ مطلب لوالعجب پر پہونچادونگی المدعا
وہ پردغا مجکو ایک بھلے آدمی کے مکان دلستان کے دروازے پر لیجاکر کہنے لگی میانصاحب تمہاری سسرال
فرخندہ فال یہی ہے آپ یہان دستک دیجیے تمہارے صاحبزادے نکل آئینگے تم دو چار گھڑی ڈیوڑھی مین
بیٹھنا تمہارا سالا جب دربار سے آئے گا تو تمکو مکان رشک گلستان مین بہر روش لیجاویگا مجھ سے آپ کی بی بی
کل سے خفا ہین تہین تو مین ہی آپ کو لے چلتی یہ بات واہیات کہکر وہ بدذات تو وہان سے فرار ہوگئی
اور بندے نے جو ایک دستک دی تو دو لڑکے پانچ چھ برس کے چھوٹے چھوٹے اندر سے نکل آئے وہ مٹھائی
اون شیرین دہنون کو دیکر مجھ تلخکام نے کہا بیٹا اسکو نقل کرو دل مین کچھ شک نہ کرنا غرض وہ لڑکے مٹھائیکا
دونا جو اندر لیگئے تو گھر والون نے کہا کہ کوئی میان کا یار وفادار ہے کہ لڑکون کے لیے مٹھائی بصد صفائی لایا ہے
اوس نیکبخت نے اندر سے پاندان اور عطردان براے معطری مشام فرحت انجام بھجوایا اسکے بعد بہ تکلیف
بسیار طعام خوشگوار بھیجکر کہلا بھیجا کہ وہ تو خدا جانے کب دربار سے آئین آپ اسے بنجوشی تمام نوشجان
کیجیے آخر کار یہ ناہموار کھانا زہر مار کرکے لڑکون کو لیے بیٹھا تھا کہ اس عرصے مین صاحبخانہ نے
آگرجھ سے صاحب سلامت کی اور گھر مین جاکر بی بی سے پوچھا کہ اے بی بی یہ مرد اجنبی ڈیوڑھی
مین کون بیٹھا ہے اوس نے جواب دیا کہ مین کیا جانون یہ کون بلا بو غما ہے مین تو یہ جانتی تھی کہ
کہ کوئی تمہارے اقربا سے ہے یا کوئی لنگوٹیا آشنا باوفا ہے کہ جو واہی مٹھائی لیکر آیا
یہ بات واہیات سُنکر صاحبخانہ باہر آکر کہنے لگے کہ اے حضرت آپ اسوقت کہان سے تشریف
لے آئے ہین اس سادہ لوح نے سادگی سے کہا آہ بھائی اقربائی تم مجکو نہین پہچانتے ہین تمہارا رشتہ کا
بھائی ہون تمہاری بہن رشک چمن مجھ سے پیوند ہوئین ہین اور میرے یہ دونون لڑکے نونہال
خوش جمال تمہارے بھانجے ہین یہ سخن دلشکن سُنکر صاحب خانہ تیوری چڑھا کر بولا اے
مردک اوذبک واہی تباہی کیا گو کھاتا ہے چل دور ہو میرے آگو سے نہین تو ایسی جوتیان مارونگا
کہ بازار مین ہگ ہگ دیگا ای ناپاک خاکروب کی صورت یہ گفتگو پھر جو کرے گا تو تیرے اسطرح آگو
آئے گا جیطرح دریا ٹکا ہگا منھ کو آرہتا ہے خیر مین کچھ نہین کہتا لیکن اور جا خر در مار کھائیگا
نمازی کا ٹکا ہے یہان نملا اور جاہل رہے گا اوس نے اس گوہا چھیچھی سے بندی کو

اپنے گھر سے نکالا کہ گویا لاکھون ٹوکرے گو کے سر پر پڑ گئے سواے پیرزال نیک خصال اوسکی ندامت اور
خجالت اس شخص کو آجتک ہے مثنوی غرض اسکی بھی جب سُنی داستان ؛ تو دین اوس بڑھیا بی نے شاباشیان ؛
دلے بیچ تو یون ہے کہ تم سب کے سب ذری عقل مین ہو عجب بوالعجب ؛ کیا تھا جو مین نے سلام و نیاز ؛
وہ مقبول دل کیجیے بندہ نواز ؛ یہ چار رن سے مجبور کہکر سخن ؛ وہان سے وہ راہی ہوئی پیرزن ؛
نقل اس عہد کی ہے کہ ایک شخص مرزا جیون نامے شاہجہان آبادی لکھنو مین حضور پُر نور کے
سوارون مین نوکر تھے اور اونکے پاس ایک سائیس احمق گانون کا رئیس چاکر تھا اتفاقاً ایک روز
مرزا مذکور حضور پُر نور کی سواری کے ساتھ نشاط باغ کو سوار ہو گئے لیکن اوس نفر گیدی خر سے کہگئے
کہ ہمارے واسطے بھونی کھچڑی ستھری بامصالح طیار کرکے نشاط باغ مین لے آنا غرض مرزا مذکور
صاحب شعور تو کھچڑی اور گھی کے مع مصالح دام دیکر اودھر سدھارے اور ادھر اس کمبخت ناشدنی نے
آدھ سیر مونگ کی کھچڑی لیکر بھڑ بھونجے سے بھنوا کر اور ایک بادیے مین رکھکر ادھ سیر گھی کو داغ کرکے
ڈالا اور اوسکے اوپر گرم مصالح چھڑک کر دسترخوان مین لپیٹ کر اپنے مرزا کے پاس لیگیا
آپسمین اور لوگون نے جو دیکھا کہ آج الٰہی بخش سب سے جلد کھانا لیکر آیا سب متعجب ہوکر مرزا
سے کہنے لگے کہ نہین معلوم کیا پھرتی سے جلدی کر لایا کہ ہمارے نوکرون مین سے ابھی تک کوئی
نہین پہونچا شعر غرض آج اسنے کیا ہے وہ کام ؛ کہ انعام دیجے اسے لاکلام ؛ الحاصل وہ کھچڑی
جو مرزا نے کھولی تو عجب صورت پر کدورت نظر آئی کہ کچی کھچڑی نیچے بیٹھی ہے اور گھی پر گرم مصالح
تالاب کی کائی کی طرح تیر رہا ہے یہ کھچڑی کا تماشا دیکھکر مرزا کہنے لگے اے الٰہی بخش یہ کھچڑی کیسی پکی ہے
یہ تو تمام خام نظر آتی ہے یہ سخن دلشکن سُنکر خفگی سے جاکر کہنے لگا میانصاحب دو بالو سے تو بھنوائی
ہے سُسری کچی کہان سے رہی ہوگی شعر سُنکے مجبور اسکی واہی بات ؛ ہنس پڑے سب وہانکے
اہل صفات ؛ اور اوسی کی نقل ہے کہ ایک روز اوس دلسوز نے دال روٹی مرزا
کے واسطے بہ تکلف بسیار طیار کی لیکن اوس بدخصال نے دال کو بگھار کر ایکبارگی چمچے سے تمام
دال کو گھونٹ دیا اور اوپر سے اوسمین کرچھے کو خوب جھاڑ جھوڑ کر چپ ہو رہا المطلب وقت شب کھانا جو
نکالکر لے گیا تو مرزا صاحب مذکور صاحب شعور کی نگاہ ناگاہ دال پر جو پڑی تو کچھ دال مین کالا نظر آیا
یہ ماجرائے عجیب غریب دیکھکر مرزا نے کہا اے روسیاہ پر گناہ اس دال کے اعتدال مین یہ سیاہی
واہی کیسی ہے کہ جس سے تمام دال اے بدافعال خراب خستہ نظر آتی ہے میان کی
یہ گفتگو دبدو سُنکر کہنے لگا میانصاحب شوق سے کھائیے کچھ نہین ہے تنگ کرچھی کی جھاڑن جھوڑن ہے

کہ دال بگھار کر زنگ کر چچے سے دال کو اسلیے چلاے رہون تھا کر چچے کا گھیو کھر اب نجاے شعر ؛ مرزا نے سنکر کہا بے شعور ؛ بھلا کوئی کبہنک تجھ ری شعور ؛ غرض اطمنیان خاطر بغلبہ ہوچکا کہ نہایت تو بچا ہے لیکن جو ایسا جی پکائے گا تو مین بھی مارے مکیون کے تیرا بلینھن نکالونگا کیونکہ تو نے میری طبیعت نہایت ناخوش کی ہے واللہ تجھ سے نوکر سے گردے مین مجکو چپ آتی ہے اور تیری وہ مثل ہے مثل کہ منھ کی گئی لوئی کیا کریگا کوئی نظم غرض دو تھپیڑے لگا کر اوسے ؛ کہا یہی کھانا یہ کھاے اب ؛ کہان ایسے ہوتے ہین مجہور لوگ ؛ جو اگلا سا کرتے تھے وستور لوگ ؛ اور اوسی نفر گیدی خر کی نقل ہے کہ ایک روز اوسکے مرزا ہمدان دستور کے ساتھ کوٹھے پر بیٹھے چوسر کھیلتے تھے اتفاقاً اوس مکان دلستان مین گنڈیری اور نارنگیون کے بہت سے چھلکے پڑے تھے ایک عزیز باتمیز نے کہا مرزا جی تم سے پر نفاست اور یہ غلاظت، جاسے نفرت ہے اسمین مرزا مذکور باشعور نے اوس نفر گیدی خر کو بلا کر کہا ارے یہ کوڑا بے محابا جھاڑ کر کوٹھے کے نیچے پھینک دے لیکن ذرا بھلا آدمی کو دیکھ بھال کے پھیکنا یہ بات وہ بدذات سنکر کہنے لگا بہت نیک صاحب الحاصل اوس آخور بے طور کو وہ ناپاک جھاڑ جھوڑ کر ایک ٹوکرے مین بھر کر سر راہ کوٹھے کے کنارے آ بیٹھا اور اس بات واہمات کا منتظر ہوا کہ کوئی بھلا آدمی آئے تو پھینکون کیونکہ میان صاحب نے کہا ہے کہ بھلے آدمی کو دیکھکر پھینکنا اتفاقاً ایک بجے کے بعد ایک مقطع بصورت نیک سیرت اوس راہ سے ہوکر جو گذرے تو اس کمبخت ناشدنی نے وہ ٹوکرا کوڑے کا ان پر ایک لخت پھینک دیا وہ بیچارے آفت کے مارے بھیانک ہوکر کہنے لگے اسے بھڑوے مسخرے تو اندھا ہے کہ جو بھلے ادمیون پر کوڑا پھینکتا ہے یہ گفتگو دو بدو سنکر وہ نفر کہنے لگا بڑے صاحب مین کیا کرون مرزا صاحب کے کہنے سے پھینکون تھا تمھری وہ مثل ہے مثل دھوبی سے جیتے نہین گدھے کے کان مروڑت ہوئے اس کلام وحشت انجام سے وہ باحیا اور خفا ہوکے کہنے لگا ابے تیرا کونسا مرزا ہے بلا تو سہی کیا وہ ایسا سرہنگ خانہ جنگ ہے جو بھلے آدمیون پر کوڑا پھکوا تا ہے یہ بات اوس نیک ذات کی سنکر وہ بے شعور با قصور کہنے لگا مرزا صاحب تنگ یہ تیرا آؤ تم کا کوئی بھلا آدمی بلاوت ہے وہ مرزا ابیر یا جو آن کر دیکھین تو ایک بھلے آدمی نہایت خشمگین کوٹھے کے نیچے کھڑے ہین اور دو چار چھلکے سر پر گنڈیری کے پڑے ہین غرض مرزا کو وہ دیکھکر بولے او مرد آدمی یہ کون سی آدمیت اور شرافت ہے کہ بھلے آدمیون پر کوڑا پھکوا تا ہے یہ کلام وحشت البتہ تمام اون کا سنکر

مرزا الفر سے کہنے لگے اے بھڑوے مسخرے مین نے تجکو کب کہا تھا کہ یہ کوڑا کسی اشراف پر پھینکنا اس کے جواب مین کہنے لگا میان تمنے نہ کہا تھا کہ بھلے آدمی کو دیکھکر پھینکنا سوا ایسا اور کون بھلا آدمی ہوگا یہ گفتگو سے واہی وہ نیکخو راہی سنکر تبسم کنان کہنے لگا کہ خیر معلوم ہوا اور مرزا صاحب نے اون سے دست بستہ عرض کی کہ حضرت سلامت اس وقت غلام ناکام کو جو چاہیے سو کہ لیجیے کہ یہ بے وقوف عقل سے معذور ہے **اشعار** کوئی بات اس سے نہیت بد ہوئی ؛ بے تجھی سے یہ تقصیر سرزد ہوئی ؛ غرض سن کے یہ گفتگو عذر کی ؛ گیا اپنے گھر وہ بھلا آدمی ؛ جو مجبور ہوتا کوئی ذوفنون ؛ تو بے واسطے کا تھا یہ کشت وخون ؛

نقل ہے ایک قاضی قصباتی کو احتلام ناکام ہوگیا تھا پاجامہ اوتار کے کرتا صحن کا پہنے گھر کے صحن مین غسل کرنے کی فکر مین ٹہل رہا تھا قضائے کار اوس وقت ہمسایے کی عورت نیک بخت قاضی جی کے گھر مین آنے لگی لونڈی نے کہا قاضی صاحب ذرا اپنا منھ ڈھانپ لو تو فلانی بی بی ہماری بی بی پاس بلا وسواس نکل جائین قاضی جی نے اپنی سادہ لوحی سے وہ کرتا بے تحاشا دلٹ کر منھ ڈھانپ لیا اور کہا نکلجا و ہم منھ ڈھانپے کھڑے ہین وہ نیکبخت صاحب عصمت جو دیکھے تو عجب ماجرا ہے کہ قاضی جی منھ تو ڈھانپے کھڑے ہین پر نیچے کے بدن سے صاف برہنہ ہین یہ پردہ قاضی ابلہ کا دیکھ کر وہ عورت نیکبخت کہنے لگی **مثنوی** خدا ایسے قاضی کو غارت کرے ؛ دبا بی اجل ہی موا یہ مرے ؛ مجھے صاف اپنا نہانی بدن ؛ دکھایا گدھے نے باین سادہ پن ؛ جہالیسا یہ احمق تھا الو گدھا ؛ تو پھر کیون اسکو قاضی کیا ؛

نقل نظم مین

نقل ہے اک طبیب کی مشہور
ایک بیٹا تھا اوسکا ایسا اہل
دیکھنے نبض جانا تھا اکثر
یون کہا تونے کیا گنڈیری آج
کیا ہی پہچانا آپ نے واللہ
میرے دلمین بھی کچھ جو آئی ہوس
آیا جسدم تو اوس سے اوسکا پسر
کسطرح سے گنڈیری کا کھانا

دلمین حکمت کو جانتا تھا سہل
باپ نے اوسکے ایک دن یارو
کوئی کھائی ہے جو بڑا ہی مزاج
گھر مین گئے بہت سے آئے تھے
ایک گنڈیری کا ملتے چوسا رس
یون لگا پوچھنے کہ بابا جان
اوسکا بیساختہ تھا پہچانا

کیا کرون اوسکا مین بھلا مذکور
ساتھ اپنے پدر کے ہر جا پر
دیکھ کر نبض ایک روگی کو
کہا بیمار ہی طبیب سے واہ
لڑکی بالی سبھون نے کھائے تھے
الغرض وہ طبیب اپنے گھر
بیچ تو فرمایئے کہ آپنے دان
سنکے یہ اوس طبیب نے گفتار

بیان

یون کہا اپنے بیٹے سے ایکبار
پاس اوسکے پلنگ کے چھپکا
نبض اوسکی تھی صاف پہچانی
سُنکے وہ کم شعور یون بولا
مرگیا یہ ہوا ستم غرض
ایک دن اک مریض کو وہ طبیب
باپ کی بات یاد آئی جو
چار جامے تھے اوسکے گھر مین بنے
پڑہی نمدو نکے جاکے ٹکڑون پر
سُنکے سب اوس طبیب کی گفتار
نیم حکمت ہی ساری خطرۂ جان
فی الحقیقت کہ آجکل کے طبیب
اولٹی کرتے ہین ہر مرض کی دوا
یعنی اہلِ عقل کے مرغوب ہے
لیکن احمق اسقدر تھا دوستو
آشنا اک آئے جو باکر وفر
لیکے دو پیسے غرض وہ سادہ دل
دونون پیسونکی پکانے چلنے نان
سوچ کر جی مین غرض اسباب کو
صاحب خانہ نے اوس نادان کو
ایک روٹی کھولکر بے فیل و قال
جا پڑا تو دیکھا کیا ہے کہ نان
دیکھا غصے سے نفر کو تو یہ بات
اور بھی موجود ہین دو روٹیان
نقل اک شخص کی عجائب ہے

مین نے اسطرح اسکو اے بیٹا
تھا گندھیری کا اک طرف کو پڑا
اور کیا اسکا سر گردان مین نقل
واہ کیا خوب آپ نے یہ کہا
اوسکی جا پڑ لگا مطب کرنے
دیکھنے کو گیا تھا وائی نصیب
ہر طرف دیکھنے لگا یکبار
ٹکڑی ہر جا پڑے نخی نمدی کے
لگا کہنے مریض سے اوس آن
ہنسکے کہنے لگے وہین اکبار
جبکہ ایسے طبیب ہون مجبور
بو ہین دربان ہین کرتے وائے نصیب

نقل دیگر

ایک صاحب کا جو خدمتگار تھا
نقل نادانی کی اوسکی یہ سنو
اوسکو بلوا کر اونہون نے یون کہا
پہونچا جاکر چوک کے جیب متصل
جسمین وہ مہمان مسکین پیٹ بھر
لے گیا پکوا کے روٹی دوستو
یون کہا اس وقت جو لایا ہے تو
رکھدی اوسکی آگے خوش ہو کر کمال
سامنے مہمان کے رکھی جو ایک
بولا جھنجھلا کر کہ تو اے نیک ذات
سُنکے یہ مہجوب اوسکی گفتگو

نقل دیگر

سامنے تھا سبھون کے بیجا نا
اس علامت سے مینے ای جانی
ایک تھا علم پر بہود مین منتقل
قصہ کوتاہ وہ حکیم غرض
لگے اوسکا علاج سب کرنے
الغرض نبض دیکھکر یار و
جلسے خندہ ہی دوستو گفتار
یک بیک اوس طبیب کی جو نظر
تو نے نمدا کیا ہے نوش جان
سچ یہ مشہور ہے بیانِ جہان
کیون نہ مرجائین بے اجل رنجور
انکے دل مین نہین ہے خوف خدا
نقل یہ بھی دوستو کیا خوب ہے
آپ کو گنتا بہت ہشیار تھا
ایک دن اوس صاحبِ خانہ کی گھر
جاکے دو پیسے کے پیڑے جلد لا
تب لگا کرنے یہ اپنے دلمین دھیان
کھا کے روٹی اور جاکے اپنے گھر
پہونچا جب گھر مین لیے وہ نان کو
رکھدے جاکر آپ کے وہ روبرو
صاحب خانہ کا اکبارگی جو دھیان
اور ہی سر کو جھکائے چپ وہ نیک
گھورتا ہی کیون مجھے اب ہر زمان
ہو گیا چپ آخرش وہ نیک خو
ہی عجائب تو کیا غرائب ہے

ایک صاحب نے اک نفر نوکر
جب اضافے کو کہیو تو مجھ سے
قصہ کوتاہ اون کی خدمت مین
تب اضافے کو اپنے کیجے بیان
ہر طرف ڈھونڈھنے لگا اکبار
وہین جا کر کہا بدیدۂ تر
سُن کے اوس بدشعور کی گفتار
گڑگڑا کر لگا یہ کہنے وہین
اور بے اختیار اسے مہجور

رکھا تھا لیکن ایسی شرطون پر
اب تو جو کچھ تجھے میسّر ہے
تھا یہ حاضر وہ لے یہ طینت مین
ایک دن شب کو انکے گھوڑے کو
جب نہ ہاتھ آیا ہوکے تب ناچار
گھوڑا صاحب کا بھاگ گردان ہو
بے تحاشا وہ ہنس پڑے یکبار
اب اضافے کو میرے کہہ لیجے

خوش جو ہونگا کبھی ذرا تجھ سے
سو تو یہ لے مرا تو نوکر ہے
اسکی تھا جب کبھی خوشی ہو بیان
لے گیا چور تب یہ حیران ہو
بیٹھے جس جا میان تھی کوٹھے پر
یان تو آیا نہیں یہ کہہ لیجے
ہنستے دیکھا نفر نے انکو جہاں
بعد پھر چاہیے سو کچھ کیجے
اوس سے افزون ہنسا وہ بل شعور

آٹھوان باب

افیونی کی نقلون کے بیان مین

دہیران مبتلاے نشہ تریاک اور محرران مستانہ وبیباک پوست غزال خوش تماش پر کلک نستاخ نخل خشخاش سے یہ نقل پر کیفیت یون رقم کرتے ہین کہ ایک افیونی باتونی حالت نشہ مین ایک اہیر بے پیر کے گھر وقت شب دودھ لینے کو گیا اوسکی عورت نیک خصلت نے کہا میان صاحب اس وقت بھین تلے کا دودھ جو چاہو تو ایک گھڑی ٹھہر جاؤ مین تم کو شیر بے نیر اچھے سے اچھا دونگی یہ کلام فرحت انجام سُنکر وہ افیونی کھڑا ہو رہا اس مین پینک نے جو زور کیا تو دودھ لینے کے خیال مین ایسا جما کہ اگر سر کی لپڑی کوئی اوچکا انٹی کر لیجائے تو بھی خبردار نہو اور اوس اہیر نے تاریکی شب کے باعث یہ خیال نہ کیا کہ دودھ کا خریدار ناہنجار کھڑا ہے یا نہین اپنے گھر کی ٹٹی دیکر بفراغت سو رہی قضاے کار اوس رستے سے ایک چھکڑا بار لدا ہوا گذرا اوسکا گاڑی بان سہرآن پولیش پولیش کرتا چلا آتا تھا اوس وقت خدا ساز یہ آواز جو اوس کی گوش ہوش مین پڑی تو اوس اہیر کے دروازے کی ٹٹی سے لگ کر کھڑا ہو رہا وہ چھکڑا دو بڑھا تو اپنی راہ لگا لیکن پھر اوس افیونی کو ایسی پینک آئی کہ تریاک شب کی سیاہی شیر سحر کی سپیدی سے مبدل ہو گئی الغرض شعر صبح کا جس گھڑی ہوا تڑکا ؛ اوس گھڑی اوسکو یہ ہوا کھٹکا ؛ یعنے وہ اہیری اپنے دروازے کے قریب بعد الفراغ پیشاب کرنے کو جو بیٹھی تو آواز ناساز چھل چھل کی ایک بار جو آئی تو وہ افیونی جنونی پینک سے چونک کر بے اختیار ہو کر بولا ارے او کمبخت نا شدنی میرے دودھ مین پانی نہ ملانا نہین تو مارے جوتیون کے تیرے سر کا

عدو ونکال ڈالونگا یہ بات واہیات وہ اہیرنی سنکر جوتی لگی کہنے تو وہ افیونی جو اوس سے لگا ہوا
کھڑا تھا دھڑ سے گر پڑا ایکبار بے اختیار جھنجھلا کر کہنے لگا اے بھڑوے اندھے چھکڑے والے
مین اسقدر الگ بجگہ کھڑا تھا لیکن تو نے یہان بھی مجکو دھکا دیکر گرا دیا **اشعار** خدا تیرے
چھکڑے کو غارت کرے ؛ اگاڑی کا یا بیل تیرا مرے ؛ کہ جس ترے باپ دادے کی لیکھو ؛ سے مینے
اور تو دربدر مانگے بھیکھ ؛ یہ گفتگو بیہودہ جو اوس افیونی کی سنکر وہ اہیرنی کہنے لگی اے عزیز
باتمیز تو شام سے ابتک یہین کھڑا تھا رحمت خدا کی **قطعہ** جو افیون ایسی ہی تو کھائیگا ؛
تو اک روز پینک مین مر جائیگا ؛ غرض دودھ والی نے مجبور خوب ؛ اوسے کرکے نفرین کھوسلے
عیوب ؛ **نقل** ہے کہ ایک افیونی جنونی خوش معاش یار باش تھا چند مدت کے
بعد جب اوسکا نشہ تریاک دولت کا اوترنے لگا اور فکر اخراجات لابدی سے پوست اور استخوان
باقی رہگیا تب ایکروز اوسکی جورو دلسوز نے کہا اے عزیز صاحب تمیز مردون کو اسقدر خانہ نشینی
نہین چاہیے یہ بھی نحوست کا سبب ہی اس حالت پر ملالت مین تو سفر کر چنانچہ حدیث شریف **حدیث**
السفر وسیلۃ الظفر ؛ یہ کلام نیک انجام اپنی جورو نیک خو کا سنکر افیونی کہنے لگا **شعر**
بہت خوب اے جان والا گہر ؛ مقرر کرونگا مین فردا سفر ؛ المدعا وہ سخن پرور وقت سحر
سفر کا ارادہ کرکے گھر سے راہی ہوا جس وقت وہ تریاکی شہر کے باہر پہونچا تو وہان ایک تکیہ نہایت
جانفزا نظر آیا اوس وقت یہ اوس کے دل مین سوجھی کہ اس جا پر نشہ پانی بہ کیفیت کرکے ذرا
آرام و راحت انجام کیجیے اس کے بعد منزل بمقصد کی راہ لیجیے بقول شخصے **شعر** طبع کی اپنے ہم
خوشی خان ہین ؛ جہان بیٹھے وہین کے مہمان ہین ؛ الحاصل وہ افیونی بانوتی وہان بیٹھکر نشے پانی مین
مشغول و معروف ہوا بعد الفراغ افیون و گزک وہ مردک سو رہا اس عرصے مین سوتے
سوتے جو آنکھ کھل گئی تو دن گھڑی چار ایک نظر آیا یکایک گھبرا کے کہنے لگا **شعر**
تھک گئے میرے پانون تو افسوس ؛ ابھی منزل پڑی ہے کالے کوس ؛ الغرض وہ جلد جلد
کمر کو باندھ کر یا تو مین حقے کی کلی سے کر بہ شکل گل خندان حالت نشے مین خوش و خرم چل نکلا رفتہ
رفتہ اپنے شہر منوچہر کے دروازے پر آکے لوگون سے پوچھنے لگا کہ اس شہر عالی قدر کا کیا نام
نیک انجام ہے ایک شخص نے کہا اس شہر منوچہر کو ہندوستان رشک جنان کہتے ہین اس کلام
نیک انجام کو سنکر کہنے لگا سبحان اللہ عجب قدرت الٰہی ہے کہ اس شہر کا نام ہمارے
شہر کے ہم نام ہے رفتہ رفتہ شہر کے درمیان آکر ایک دکان دار خوش اطوار سے کہنے لگا

اے برادر بجان برابر اس شہر میں کوئی افیونی خوش معاش یار باش بھی بود و باش رکھتا ہے کہ
جسکے گھر میں صبح و شام اپنے نشے پانی کا آرام بخوشی تمام ہو اوسنے کہا اے عزیز باتمیز فلانے
محلے میں فلانا افیونی رہتا ہے جو تو اوسکے گھر میں صبح و شام جائے گا تو البتہ تجکو آرام تمام ملیگا
شہر ہے نزدیک یہاں سے نہ کچھ دور ہے وہ اس شہر میں خوب مشہور ہے یہ خبر
فرحت اثر سنکر افیونی کہنے لگا یہ بھی عجیب و غریب بات ہے کہ یہ افیونی بھی ہمارا ہمنام ملا اور
محلے کا نام بھی ہمارے محلے کا سا ہے یہ حسن اتفاق اس آفاق میں کم دیکھنے میں آیا ہے المطلب
وہ بوالعجب اپنے محلے کو پوچھتا پوچھتا اپنے گھر کے دروازے پر جا پہونچا اور دستک
دیکر کہنے لگا ذرا دروازہ کھول دو ایک مسافر غریب بے نصیب تمہارے گھر میں مہمان
آیا ہے اس عرصے میں وقت شب کا ہو گیا تھا اسکی لونڈی جھٹ پٹ دروازہ کھول کر
کہنے لگی میاں صاحب ہمارے گھر کا مالک تو آج سفر کر گیا ہے لیکن آپ بکشادہ پیشانی مکان دلستان
میں رونق افزا ہو جیے کسی طرح کی بے چینی نہو گی یہ گفتگو اوس کنیز نیک خو کی سنکر کہنے لگا
یہ بھی عجیب اتفاق بے سیاق ہے کہ ہماری اور اوس افیونی کی ہر جگہ برابری چلی آتی ہے
یعنی ہم جو آج سفر کو نکلے تو وہ بھی آج ہی مسافری کو گیا اسکے سوا ہمارے سے
مکان کی اس مکان عالیشان کی قطع ہے یہ خیال کثیر الاختلال دل میں کر کے دیوانخانے
میں جا بیٹھا اور اوس کی کنیز باتمیز جو چراغ روشن کر کے لائی تو کیا دکھائی دیا کہ مسافر
تو نہیں ہے میاں صاحب خود آپ ہی اپنے مکان میں جلوہ گر ہیں یہ ماجرا حیرت افزا دیکھکر
بی بی سے جا کر کہنے لگی کہ اے خاتون زمان مہمان تو کوئی نہیں میاں صاحب خود آپ ہی
تشریف شریف لائے ہیں یہ کلام نا فرجام اوس کنیز باوفا کا سنکر بی بی کہنے لگی اے مردار ناہنجار
کیا جھک مارتی ہے اگر وہ ہوتا تو باہر کیوں بیٹھتا اپنے گھر میں نہ آتا وہ بیچارا مصیبت کا مارا
خدا جانے آج کس مکان ویران میں بیٹھا ہو گا تو مجھے ناحق گالی چڑھاتی ہے یہ سخن دلشکن
سنکر لونڈی چپ ہو رہی لیکن صاحب خانہ کی بی بی نے دل میں کہا کہ میرے گھر مہمان
اتفاق آج وارد و صادر ہوا ہے اور مالک گھر کا نہیں ہے بھلا اور زیادہ تکلف نہو سکے تو ملائی
اور مٹھے چانول تو اوسکے واسطے بھیجیے تاکہ یہ بھی جانے کہ ہاں کسی افیونی صاحب ظرافت
کے گھر میں شب باش ہوئے تھے الغرض اوس خاتون خجستہ پیکر نے کھانا خوش ذائقہ
اوس افیونی کے واسطے بھیجا اوس طعام خوشگوار کو دیکھکر افیونی دلمیں کہنے لگا واہ واہ

زہے قسمت کہ آج کھانا بھی ہمکو ہمارے گھر کا سا ہاتھ آیا بقول شخصے مصرعہ حق شکر خورے کو شکر
دیتا ہے ؛ اور سچ بھی یہی ہے مصرع بینوایان را خدا رزق ہوائی میدہد ؛ الغرض کنیز پُر تمیز نے
بغور جو دیکھا تو صاف صاف میان صاحب نظر آئے اوس وقت کنیز باتمیز بی بی سے آنکر کہنے لگی کہ
اے خاتون جہان واے بانوے زمان تو مجکو مارکے پُرزے کیون نہ کر ڈال لیکن مین تو یہی کہون
گی کہ میان صاحب ہی ہین یہ گفتگو دو بدو کنیز بیلکو کی سُنکر وہ بی بی جو ابدہ ہوئی خیر کیا مضایقہ
معلوم ہو جایگا الحاصل وہ بی بی دروازے کی درار سے جو نظارہ کنان ہوئین تو کیا دیکھتی ہین
فی الحقیقت میان صاحب ہی کی لنت کھانا کھانی کی ہے یکایک وہ بی بی دبے دبے پانون اوس کے
پیچھے کھڑی ہوکے بغور دیکھنے لگی تو بالمشافہ آپ بے ادب نظر آئے یکایک اوس بی بی نے خفا ہوکر
پیٹھ پر ایک دوہتڑ مارا اور یون کہا کہ اے بھڑوے اچھا سافری کو نکلا تھا تونے وہ مثل کی مثل
کہ صبح کا بھولا جو شام کو آئے تو اوسے بھولا نہین کہتے ہین ؛ یہ سخن دلشکن اپنی بی بی سے سُنکر اور
بغور دیکھکر کہنے لگا اے بی بی اگر یون ہی تم ہمارے ساتھ ساتھ پھرو گی تو ہم سے سافری نہو سکے گی
شوہر یہ سُنکر سخن وہ زن پارسا ؛ لگی کہنے تو سخت ہی بے حیا ؛ سفر تو کریگا نہ ہرگز کہین ؛ رہیگا تو
قبلہ نما سا یہین ؛ جو مجبور ہو تا وہ ایسا نہ خیر ؛ تو جورو نہ کہتی اوسی بے تمیز ؛ نقل ہی کہ ایک افیونی مجنونی کا
نوکر بھی افیونی تھا اتفاقاً وہ افیونی بھی اپنے رہوار پر سوار ہوکر عازم سفر ہوا اثناے راہ مین ایک چوکی پر نشہ پانیکو بیٹکو
ٹھہر گیا اور گھوڑے کو قائزہ کرکے ایک درخت سے باندھ کے کھڑا کر دیا نشہ پانی سے فارغ ہوکر وہ لایعنی اوٹھکر
طیار اور استوار ہوا اور نفر سے یون کہنے لگا کہ اے نفر بنجی خبردار کچھ بھولنا نہین کیونکہ یہ
سافری ہے اس کے جواب مین وہ نفر گیدی خر بولا کہ صاحب بھولنے کا کیا ذکر ہے علی ہذا القیاس
آپ کے پاس افیون کا ڈبہ اور میرے پاس حقے کی کلی اور کوئلون کی تھیلی موجود ہے
ظاہر مین تو کوئی چیز بھولی نہین باطن کی خدا جانے شعر کچھ ابھی ایسا نشا بھی تو نہین ؛
بھول جائین چیز کو جو ہم کہین ؛ الحاصل وہ دونون غافل منزل کو چل نکلے اور گھوڑا گھوڑا
رہین رہا پھر چند قدم کے بعد مرد افیونی نفر باتونی سے پوچھنے لگا کہ اے نفر گیدی خر کچھ بھولے
تو نہین دیکھ تو مجکو شبہہ نظر آتا ہے ٹھہر جا پھر وہ نفر بے خبر بول اوٹھا کہ صاحب آپ کو
کچھ وہم ہو گیا ہے میرا اسباب میرے پاس اور آپ کا اسباب آپ کے پاس بھولنی کا کیا ذکر ہے
آخرکار یہ دونون نابکار اسی گفتگو مین سراے مین پہونچکر ایک بھٹیاری دولاری نامی سے
کہنے لگے کہ اے بھٹیاری کھانے اور دانے گھاس کی جلد طیاری کر ہمارا مارے بھوک کے

کلیجا اڑا جاتا ہے کیونکہ ہم لوگ افیونی ہین ہمکو بھوک اور پیاس کی برداشت نہین ہو یہ کلام نیک انجام
بھٹیاری ایکبارگی سُنکر دانے گھاس کی فکر کرکے کھانا پکانے مین مشغول و مصروف ہوئی ایک
گھڑی کے بعد بھٹیاری دلمین کہنے لگی کہ میان صاحب نے دانا تو منگوایا اور بھگوایا لیکن گھوڑا انگوڑا
ابھی تک نہین آیا شاید کہ انکا گھوڑا ماندگی سے پیچھے رہگیا ہے اس سبب سے نہین پہونچا اس عرصے مین
جب شام سیہ فام کا وقت قریب آیا تو بھٹیاری ایک باری نفر سے پوچھنے لگی کہ اے عزیز با تمیز دانہ گھاس
میرے پاس تیار رکھا ہے اور گھوڑا تیرا ابھی تک نہین آیا اسکے کیا معنی آیا کچھ لوگ پیچھے رہ گئے
ہین یا گھوڑا ماندگی سے میان کی سواری کے قابل نہین تھا شعر عقل میری اس جگہ حیران ہے ؛
کس طرح کا ہے یہ ساماں ہے ؛ یہ کلام وحشت التیام سُنکر نفر کہنے لگا فی الواقع میان سچ کہتے تھے کہ کچھ
بھولے تو نہین معلوم ہوا کہ شاید گھوڑا ہی بھول آئے ایک بار وہ ناہنجار میان سے آنکر کہنے لگا کہ اجی
میانصاحب بھٹیاری کہتی ہے کہ تمھارا گھوڑا انگوڑا کہان ہے دانہ گھاس خراب ہوا جاتا ہے یہ گفتگو نفر بدخو کی
دوبدو سُنکر میان بولے کیون بے گرسے مین نہ کہتا تھا کہ کچھ بھولے ہین آخر کو میرا کہا سچ ہوا ابیات
یہ سخن سُنکے وہ نفر بولا ؛ ہان میان آپنے تھا سچ ہی کہا ؛ دونون بیہوش الغرض وان سے ہو
گھوڑا لینے کو ایک دم دوڑے ؛ دیکھ مہجور ہو نری کہ کدو ؛ لعن ہم تو کہین سگے بہرحال دو نقل ہے
کہ ایک افیونی بیرونی بام بالا رام پر سوتا تھا حالت نشے مین برائے حاجت پیشاب وہ بیتاب جو اُٹھا
تو یکایک کوٹھے کے نیچے گر پڑا اور بے اختیار پکار کر خدمتگار سے کہنے لگا ارے فلانے یہ دھما کا
بڑا سا کیسا ہوا دیکھ تو سہی کیا ہے یہ بات واہیات سُنکر وہ خدمتگار غمخوار کہنے لگا کہ اے میان
صاحب مین اس وقت اپنا کھانا پکاتا ہون ناحق ناحق کہان اٹھون کوئی بلی ملی کودی ہوگی
اور تو کچھ یہان نظر نہین آتا اسمین پھر افیونی بیرونی نے کہا اے عزیز بے تمیز اوٹھکر دیکھ تو سہی
میرے گوش ہوش مین بڑے دھماکے کی آواز آئی ہے وہ خدمتگار ایکبار خفا ہوکر بولا میان صاحب
تم کہان ہو مجکو تمھاری آواز بے انداز نیچے کی سنائی دیتی ہے اور آپ تو میرے روبرو کوٹھے پر سے گرے
تھے یہ گفتگو روبرو خدمتگار ناہنجار کی گوش زد کرکے وہ افیونی بولا کہ تو اوٹھ تو سہی مین بھی تو
اسی تعجب مین ہون شعر مجھے بھی تو یہی اب خوف وغم ہے ؛ کہ کیا یہ دھماکا پرستم ہے
اسمین ایکبار خدمتگار چراغ لیکر جو اوٹھا تو کیا دیکھتا ہے کہ میان عالیشان ناودان
مین پڑے ہین پر وہ خدمتگار غمخوار کہنے لگا کہ میان صاحب تم اس وقت ناودان
غار پریشان مین پڑے ہو یہ سخن دلشکن سُنکر وہ افیونی بیرونی کہنے لگا پس یہ

ہماری ہی گرنے کا دھما کا بے تحاشا تھا ہاے ہاے بڑی چوٹ کھائی ؛ مثنوی ؛ یہ کہکر لگا رونے وہ زار زار ؛
ہوئی خندہ زن اور سب اوسکے یار ؛ جو ایسا نہوتا وہ بیہوش آہ ؛ تو یون لوگ ہنستے نہ شام و پگاہ ؛ حقیقت
مین غافل جو مہجور ہو ؛ وہ بہتر ہے ہستی سے درگور ہو ؛ **نقل** ہے کہ ایک افیونی مجنونی
لب بام والا مقام پر بیٹھا تھا کہ یکایک حالت نشہ مین یہ خیال کثیر الاختلال دل مین آیا کہ ہمارے
کوٹھے کے سامنے دریاے بے پایان لہرا رہا ہے خدانخواستہ جو یہ پانی طغیانی کرکے میرے
کوٹھے پر آجائے تو بڑا غضب پر تعب ہو اس خیال کثیر الاختلال مین آخر ش کو اسی امواج توہم نے
آگھیرا اور دریاے وحشت بڑھنے لگا آخر کار وہ دریاے ناپیدا کنار توہم کا اونچی کوٹھی سے آسکے ہمکنار ہوا
تب تو یہ افیونی مجنونی دریاے حماقت مین مستغرق ہوکر ایک مونڈھے پر چڑھ بیٹھا اور یہ مطلع دولھن بیگم صاحبہ کا
زبان پر لایا شعر دیکھ دریا کو حرے دل پہ یہ لہر آتی ہے ؛ کشتی عمر صد افسوس بہی جاتی ہے ؛ اس عرصہ مین
اوس وہمی کو مونڈھے پر یہ خیال پر ملال آیا کہ یہان بھی پانی بہ طغیانی آن پہونچا یہ سوچکر دلمین کہنے لگا کہ
آخر تو ڈوبتے ہین اس سے تو دریا مین کودکر پیر نکلیے ہر چہ بادا باد بقول شخصے مرنا کیا نہ کرنا یہ سوچکر
وہ افیونی مجنونی کوٹھی پر سے گرکے زمین پر ہاتھ مار مار کر کہنے لگا بیڑا پار ہے بھائی بیڑا پار ہے بھائی یہ ماجرا
حیرت افزا ایک شخص دیکھکر بے حواس اسکے پاس آیا اور بغل مین ہاتھ دیکر اوٹھا کے کہنے لگا میان خبردار ہو
آپ کو سنبھالو یہ کیا واہی تباہی بکتے ہو یہ سخن دلشکن سُنکر وہ افیونی جنونی بصد خفگی بولا میرے پاؤن تو نہ کو
لگ گئے تو مجکو ناحق پکڑتا ہے مثنوی یہ واہی سخن اوسکے سن وہ عزیز ؛ لگا کہنے بکتا ہے کیا بے تمیز ؛
کدھر کو ہے دریا کنارا کہان ؛ جو تو پیرتا ہے یہان ہر زمان ؛ یہ سُنکر وہ افیونی کہنے لگا ؛ مین پینک سے
دریا مین تھا پیرتا ؛ مجھے اب نشا کچھ جو کم ہو گیا ؛ تو تیرا سخن صاف کانون سُنا ؛ غرض ہوکے نادم وہ مہجور خوب ؛
گیا ہاے دریاے غیرت مین ڈوب ؛ **نقل** ہے کہ ایک افیونی مجنونی حالت نشہ مین بیحجاب پیشاب کرنے کو
جو بیٹھا اتفاقاً وہ مکان پریشان پشت ماہی تھا یہ افیونی ہاتونی نشیب کی طرف بیٹھکر حاجت رفع کرنے لگا یکایک
وہ پیشاب لہراتا ہوا اس کی طرف رجوع ہوا اس کو نشے مین دریافت ہوا کہ یہ مار سیاہ آہ مجھ
بے گناہ کے کاٹنے کو آتا ہے اس خیال پر ملال مین یہ جون جون پیچھے ہٹتا تھا وون وون وہ
پیشاب کی دھار بے اختیار لہر آتی اس کی طرف آتی تھی الغرض جب وہ موت کی لکیر اوس
بے پیر کے پاؤن سے لگ گئی ایک بار بے اختیار آہ مار کے لیٹ گیا اور یون کہنے لگا
اے موذی لے کاٹ کھا مین بے کس بے بس ہون **نظم** بس نہین چلتا ہے
کچھ اب تو مرا ؛ کاٹ جس جا پر کہ جی چاہے ترا ؛ سُنکے یہ تقریر اوسکی راہ گیر ؛ بولا احمق

مروت کی ہے یہ تکبیر؎ اس سے کیون ڈرتا ہے توا ندوگین؎ زہر اسکے کاٹنے مین کچھ نہین ؎ سنکے
یہ گفتار اوس رہ گیر کی؎ لوٹنے مین اوسنے کچھ تاخیر کی؎ اوسنے نشے کی لہر جب کچھ کم ہوئی؎ تب اوسے
فہجو غیرت سم ہوئی **نقل** ہے کہ افیونی بانونی بھٹیاری سرامین ایک مکان رلستان مین ایک پیک
کے ساتھ مقیم ہوا بعد انفراغ طعام وہ بدانجام ایکبار بھٹیاری سے وقت آرام کہنے لگا اے
بھٹیاری پیاری تو مجکو وقت سحر مقرر مقرر سب سے پہلے جگا دینا **شعر** ناسوے مین ٹھنڈی ٹھنڈی آہ؎ ایسا
جاڑن نہو کوئی آگاہ؎ اور وہ پیک بھی اوس سے یون ہی کہنے لگا کہ مجکو بھی صبح کے تڑکے بے کھٹکے اٹھا
دینا **شعر** تاکہ مین بھی بمنزل مقصود؎ اک سپاٹے مین سب سے ہو پہونچون زود؎ الغرض وہ دونون
آشنا باہم ایک جا سو رہے قضاے کار ایکبار افیونی بانونی کی آنکھ جو کھل گئی تو کیا دیکھتا ہی کہ ساری خلقت
اور بھٹیاری خواب غفلت مین بے ہوش ہے جلدی سے کمر باندھکر اور پیک کی پگڑی گھبراہٹ مین سر پر
رکھکر چل نکلا **بیان صبح** اسی عرصے مین جب شاہ خاور شعاع کی کلغی سر پر رکھکر مشرق سے
نمودار ہوا یکایک اوس افیونی جنونی کو اپنی پرچھائین کی پگڑی پر جو کلغی نظر آئی تو ایکبار ہاتھ زانو پر مارکے
کہنے لگا لاحول ولا قوۃ الا باللہ بھٹیاری غیبانی نے پہلے اپنے پیک یار غمخوار کو جگا دیا اور ہمکو نہ جگایا **شعر**
ہاے افسوس ہم رہے پیچھے؎ اور وہ پیک ہو گیا آگے؎ اسی خیال پر ملال مین وہ افیونی مجنونی چلا جاتا تھا
کہ وہ پیک بھی آ پہونچا اور پیچھے سے اسکے سر پر دھول جڑکے کہنے لگا او دغاباز ناساز میری پگڑی لے کے
کیون بھاگا تجکو آپنا آگا پیچھا نہ سوجھا تھا سچ بتا نہین تو اس لپیٹ مین تیری شیخت بگڑ جائے گی یہ
سخن دل شکن سنکر وہ افیونی کہنے لگا اے عزیز بے تمیز کیا تو میرے پیچھے تھا مین تو تیری پگڑی سے
سمجھا کہ بھٹیاری غیبانی نے پہلے تجکو جگا دیا اور مجکو نہ جگایا اے یار الحمد للہ کہ تجھ سے مین ہی آگے
پہونچا **مثنوی** تیرے آنے سے ہوا معلوم اب؎ ہو گئی تقصیر یہ مجھسے کڈھب؎ واسطے حق کے
اسے کردے معاف؎ گرچہ تیرا دل ہوا ہے برخلاف؎ سن کے افیونی کی اس تقریر کو؎ ہو گیا
فہجو جب وہ نیک خو؎ **نقل** ہے کہ ایک افیونی مجنونی اپنے خدمتگار ہر روز سے ایک ٹکے کا
دودھ روز منگوا کے پیتا لیکن اوسکو لذت اور حلاوت نہ ملتی تھی اتنی بات واہیات کے واسطے
اوس افیونی نے ایک خدمتگار ہوشیار مکار اور نوکر رکھ کے حکم دیا کہ اے دل سوز تو ہر روز اس
خدمتگار نابکار کے ساتھ جاکر شیر بے نظیر لے آیا کر یہ فرمان اوس نادان کا سنکر ملازم نو کہنے لگا **شعر**
بہت خوب جو آپ نے ہے کہا؎ مین آنکھون سے لاؤن گا اسکو بجا؎ الغرض جب وہ پہلا خدمتگار نابکار
ایکبار دودھ لینے کو چلا تو وہ دوسرا نوکر کمر باندھ کر اوسکے ہمراہ ہوا اور اثناے راہ مین

ہین اوس سے پوچھنے لگا کہ اے یار غمخوار یہ ماجرا حیرت افزا کیونکر ہے تو وہ جوان بے ایمان بولا کہ اے
بھائی مین سودائی اس افیونی جنونی سے ایک ٹکا دودھ کا رفد لیتا لیکن ڈیڑھ پیسے کا شیر پانی ملا کے
اس افیونی کو پلاتا تھا اب تو جس طرح کہے اوسکو بجا لاؤن یہ تقریر وہ بے پیر گوش زد کرکے کہنے لگا
خیر کیا مضائقہ لیکن اب ایک پیسہ کا دودھ اوس مردود کے واسطے لیچلیے اور ادھیلا تو لے اور ادھیلا
مجکو دے شعر کہا پہلے نوکر نے کیا خوب ہے یہی بات مجکو بھی مرغوب ہے ٭ الحاصل اوس افیونی کو
شیر بآئین تدبیر آدھا پانی ملکر آنے لگا آخر کار ناچار اوس افیونی مجنونی نے تیسرا نوکر فتنہ گر اور رکھا
اوسکو بھی یہی حکم دیا کہ میان مجکو بازار کے دودھ مین کچھ فی معلوم ہوتی ہے اور یہ دونون
نوکر فتنہ گر ایسی غبن کرتے ہین کہ میرا پیسے کا پیسا برباد ہوجاتا ہے اور دودھ کا مزا انہین ملتا
یہ کلام وہ نافرجام سنکر بولا اے خداوند نعمت سپہر کرامت ابیات ہمین کام جو کچھ کہ فرماؤگے
ذرا فی نہ اوسمین کبھی پاؤگے ٭ وہ نوکر نہین ہم جو آقا کا کام ٭ کرین بے تمیزی سے ہر صبح شام
حاصل کلام وہ اگلے دونون نوکر بدانجام جب دودھ لینے کو چلے تو افیونی نے تیسرے نوکر فتنہ گر سے
کہا میان ان دونون جوان بے ایمان کے ہمراہ جاکر شیر بے نظیر لے آؤ لیکن خبردار یہ دونون
ناہنجار کچھ غبن نکرنے پاوین شعر نہین تو مین تم سے بھی ہونگا خفا ٭ اگر دودھ آئیگا ویسا برا ٭
الغرض وہ تینون نوکر مکر و رکمر ایک ٹکے کے دودھ کو خریدنے لگے لیکن ملازم سوم نے دونون سے
پوچھا اے بھائیو یہ واردات واہیات کیا ہے سچ کہو بہر صورت ہم تمھارے شریک حال ہین نوکر
اول نے کہا میان سچ تو یون ہے ہمارا آقا ٹکے کا دودھ منگواتا تھا لیکن یہ فقیر ڈیڑھ پیسے کا
شیر بلا نا خیر لے جاتا اور ادھیلا آپ رکھتا تھا لیکن جس وقت یہ دوسرے صاحب اسکی تقیید کو آئے
تو اونھون نے کہا کہ ایک پیسے کا دودھ اس مردود کو بہت ہے باقی ایک پیسا ہم سمجھ لین گے
سو اس صورت پر کدورت سے ہم اوقات بسر کرتے ہین شعر اب جو تو کہہ کرین وہی ہم بھی ٭
نہ زیادہ ہو کچھ نہو کم بھی ٭ یہ سخن حیرت انگیز سنکر وہ تیسرا نوکر نخبا ور کہنے لگا کہ ایک پیسہ تم دونون لو
اور ایک پیسہ مجکو دو مین سمجھ لونگا دیکھو تو یہ کھوٹا نوکر اوس کچے افیونی کے کیسے کوڑی کرتا ہے کہ دمڑی
کے دودھ مین خوش رہے اور ذرا نہ جلے بھنے المطلب اوس پچھلے نوکر نے کیا فعل کیا کہ دمڑی کی ملائی
لے کر گھر مین آیا اور اوسکو طاق مین رکھکر چپ ہو رہا جس وقت اوس افیونی کو پینک آئی اوس نوکر فتنہ
گر نے دونون موچھون پر تھوڑی تھوڑی ملائی رکھدی اور آپ الگ ہو گیا اس عرصہ مین پینک سے
جو اوس افیونی کی آنکھ کھلی تو ایک بار خدمتگار سے کہنے لگا کہ اے نوکر نخبا ور شیر بے نظیر لایا نہین

وہ ملازم یون بولا اے صاحب مین شیر بے نظیر لایا تھا اور آپ نوش جان بھی کر چکے اسکو بڑی دیر ہوئی
بلکہ آپ نے نشے کی حالت مین کلی تک بھی نہین کی ذرا مونچھونکو تو ملاحظہ فرمایئے اور وہ افیونی شیر خوار ایکبار
مونچھونکو جو تاؤ دینے لگا تو دونون ٹکڑے بلائی بالائی کی ہاتھ مین آ گئے وہ فتنہ گر کہنے لگا کہ خدا نظر دیکھیے
کیسا ملائی دار خوشگوار دودھ تھا کہ جسکی جھائی آپکی مونچھونپر جم گئی مثنوی یہ سنکر کہا او سنہ ہان میر یار
بہت خوب یہ دودھ تھا خوشگوار ؛ ہمیشہ جو لاویگا ایسا مجھے ؛ تو مین بھی بہت خوش کرونگا تجھے ؛ غرض
اوس مئے آدمی نے اوسے ؛ کیا ایک دمڑی مین خوش واہ رے ؛ مثل سچ ہے جھوٹ پیرجا بجاؤ ملے ہے
بہت چھاننے سے کرکرا ؛ نقل ہے کہ ایک دو افیونی بیرونی باہم بیٹھکر یہ مشورہ کنان ہوئے کہ کوئی بات ایسی
تلاش برائے معاش کیجیے کہ جس سے بخوبی اوقات بسر ہو اور گزک بیدھڑک افیونکی بہم پہونچے اسمین
وہ افیونی ہارونی بولا کہ آؤ ہم تم شرکت مین آشنائی مٹھائی کی دوکان عالیشان کرین تاکہ معاش جگر
خراش خوشی و خورمی سے گذرے اور افیونکی چاشٹ ہر رات ہاتھ آیا کرے پھر وہ پہلا افیونی یافونی
کہنے لگا واقعی اے یار غمخوار یہ تدبیر دلپذیر نہایت خوب اور مرغوب ہے لیکن بازار شہر غدار مین مٹھائی ای بھائی
بیچنا کمال عزت و حرمت کا زوال ہے اس سے یون بہتر ہے کہ گنون کا کھیت کسی ریت مین بوئیے اور
جس وقت گنے ایکبار طیار ہون انکو بیچیے اور چھڑیان قرو لیان لے کر بیٹھنے مثلاً ایک گنا ہمنے تراق
سے توڑا چھیلا نوش جان کیا اوسی طرح تمنے بھی گنا توڑا چھیلا اور کھایا دوسرا افیونی ہاروتی
بولا نہ بھائی مین دو گنے تراق پڑاق توڑونگا اور کھاؤنگا تب وہ افیونی جنونی اوسکے سر پر دھول مار کر
کہنے لگا اے فسادی گانٹھ حرام زادے کی جھانٹھ تو ایسا کھانیکا زبردست عرش کا تارا ہے جو مجھ سے
ایک گنا سوا کھائیگا غرض اتنی سی بات واہیات کا آخر یہ قصہ پرآزار کوتوال نیک خصال کے روبرو
رجوع ہوا یہ ماجرا حیرت افزا سنکر کوتوال نیک خصال کہنے لگا تمہارا یہ قصہ پرغصہ ہمسے نہ فیصل ہوگا
حاصل کلام وہ دونون نافرجام ایکبار فوجدار معاملہ شعار کے قریب جاکر اپنا احوال پرملال بنوک زبان
بیان کرنے لگے اوس فوجدار سلیقہ شعار نے پوچھا کہ تمنے گنے کا کھیت کس مقام دلارام پر بویا تھا جو یہ
قصہ برپا ہوا وہ دونون افیونی بیرونی بولے کہ خداوند نعمت سپہر کرامت نظم ہمارے اوراد لکے یہ ٹھہری
تھی بات ؛ کہ گنے کہین بوئیے نادرات ؛ سو میںنے کہا تھا کہ اک نیشکر ؛ رہین کھیت مین کھاونگا چھیلکر ؛
یہ کہنے لگا مین تو کھاؤنگا دو ؛ خوشی اسمین ہو یا خفا کیون نہو ؛ سوا سبات پر مینے ای فوجدار ؛ اسی دھول ماری
تھی بے اختیار ؛ یہ ایسا کہا نیکا ہی مجھسے بڑا ؛ جو دونا شراکت مین کھائے بھلا ؛ یہ واردات واہیات سنکر فوجدار
سلیقہ شعار کہنے لگا تمہارا قصہ برابر حصہ چاہتا ہے لیکن تمنے وہ گنے جو کھیت مین بوئے ہین اوس کا محصول

سبے عدول داخل کرے الحاصل وہ دونون از خود غافل مار دھاڑ سے جرمانہ معقول مع وصول دیکر شیخ ملک
محمد جائسی کے بقول کہنے لگا نظم نیاؤ نہ کہین کہین ٹھکرائی ؛ ڈہنا کہنے لکھ بین برائی ؛ اب کا ہوئے
ہمرسے روئے ؛ پرت لین بن جوتے بوتے ؛ ابیات یہ سن ماجرا سب صغیر و کبیر ؛ لگے کہنے قصہ یہ ہے
بے نظیر ؛ نہ دیکھا کہیں نہ ایسا سنا ؛ اب آگے کے اوس سے مہجور کیا ؛ نقل ہے کہ ایک افیونی باتونی کی جورو
نیک خو کا شیرین یا دہن کا نام دلارام مصری تھا اتفاقاً ایک روز وہ افیونی پینک کے عالم مین بیٹھا اونگھ رہا تھا ہمسائے
کی ایک عورت نیکبخت نے اسکی جورو نیکخو کو بزبان شیرین پکار کے کہا بی بی مصری ذرا ادھر آ یہ سمجھا کہ کوئی کہتا ہے
مصری ادھر لانا اس آواز خوش انداز کو گوش زد کر کے حالت نشہ مین اپنی بی بی سے کہنے لگا نظم
مائی صاحب جو مصری تم لینا ؛ میرے بھی منہ مین اک ڈلی دینا ؛ آج پینک مین نا یہ افیونی ؛ پایا ہے کے لذت
ترسے سبب دونی ؛ سنکے اوس بیباکی یہ گفتار ؛ کہا جی بی نے بھڑوے ناہموار ؛ یہ سخن واہی تو نہ منہ سے
نکال ؛ نہ بہک اسطرح زبان کو سنبھال ؛ کھولکر دیکھ آنکھ اے بدخو ؛ مین ہون تیری بیاہتا جورو ؛ سنکے یہ گفتگو وہ
مجبور ؛ دل مین نادم ہوا بہت مہجور ؛ نقل ہے ایک افیونی باتونی پیالہ بھر کے افیون گھولتا اور
اوسمین سے تھوڑی پیتا باقی چارپائی کے نیچے رکھ دیتا جس وقت سرور کا شہب تیز گام میدان
نشہ مین ماندگی لاتا تو چسکی کا ایک کوڑا اور دیتا المدعا وہ ہمیشہ یون ہی عمل مین لاتا تھا قضارے کار
ایک دو بار کوئی چوہا نابکار اوسکی افیون پی گیا اس بات واہیات کو دریافت کر کے کہنے لگا ہمارے
افیون چوہا ملعون یون پیجاے یہ نہایت غضب پر تعجب ہے دیکھو تو آج اوس چور لگو کو مین کیونکر پکڑتا ہون
یہ خیال محال دل مین کر کے بدنامی گھڑی چارپائی پر لنگی باندھے اولٹا لیٹ گیا اور سر کو سرہانے کیطرف
نکالکر اپنی افیون کی نگہبانی کرنے لگا اتفاقاً اوس کے بیٹھے بانون کے چھپر سے نکلکر کہین پیالے کے قریب
آپہونچے یہ ذوفنون نشے کی حالت مین سمجھا کہ یہی چور لگو رہے چپکے سے ہاتھ کو پٹی کی طرف سے دراز بے
انداز کر کے جھٹ اپنے بیضون کو پنجہ حماقت مین دبوچ لیا اسمین یک بیک درد بے اختیار ہونے لگا
تو یہ سخن زبان پر لایا کہ اب تو نے بھی خوب جگہ تاک کے پکڑی غرض جون جون وہ اوسکو چوہا جان کر دباتا تھا
وون وون اوسکے بیضون مین درد بڑہتا تھا کہ یہ سرد ہوا جاتا تھا تب تو یہ احمق کہنے لگا کہ اب بے
جب تک تو نچھوڑیگا مین بھی تجکو ہرگز نہ چھوڑونگا اسمین کچھ کیون نہ ہو تو میرے ہاتھ اے بدذات آج
مدت کے بعد چڑھا ہے شعر بے ترے جان مارے اے بدذات ÷ نہ اوٹھاؤنگا تا قیامت ہات ؛
یہ ماجرا حیرت افزا اسکا دیکھ ایک یار غمخوار کہنے لگا کہ واقعی اے بھائی تم نے اپنا چور لگو خوب پکڑا
لیکن اوسنے بھی تمہاری خوب جگہ پکڑی ہے کہ جس سے تمہاری جان جھکا جھوری مین ہے اس سے

بہتر یون ہے کہ تم اوسکو چھوڑ دو نہین تو تمھاری جان مفت جائیگی یہ سخن دلشکن سُنکر وہ افیونی جنونی بولا
کہ اے یار غمگسار مین بھی تو یہی کہتا ہون کہ تو چھوڑ یگا تو مین بھی چھوڑ دونگا سو یہ موذی بے حیا نہین
مانتا ہے اوس یار غمخوار نے کہا پہلے اے بھائی سودائی تو اسکو چھوڑ دے پھر اگر وہ بدخو تجھکو نچھوڑیگا
تو جو چاہنا سو تجکو کرنا اس بات واہیات کا میرا ذمہ ہے القصہ اوس افیونی جنونی نے جو انکے بیٹھون کو
چھوڑ دیا تو وہ درد گرد ہو گیا یہ تماشا ہی عجیب و غریب دیکھکر اپنے یار غمخوار سے کہنے لگا کہ بھائی جان اگر
تو اس آن نہوتا میرا قصہ پُر غصہ کبھی فیصل نہوتا نظم میرے سر پر ترا تو یہ احسان ؛ تا قیامت رہیگا
میری جان ؛ حمق سے اپنے ناحق اے مہجور ؛ مفت مین یار کو کیا مشکور ؛ نقل ہے کہ ایک افیونی
مجنونی کا چور سینہ زور جا ضرور کا لوٹا حالت نشہ مین آگے سے لیگیا اور بعد فراغت حاجت افیونی باتونی نے
جا آبدست کو لوٹا تلاش کیا تو ہاتھ نہ آیا خیر جیرا اور کر ہا وہان سے اوٹھکر مکان دلستان مین آیا اور
ایک لوٹا منگوا کے خبرداری اور ہشیاری سے پاس رکھا چند روز کے بعد وہ دزد بدخصلت غفلت دیکر
دوسرا لوٹا بھی لے گیا یہ احوال پُر ملال افیونی جنونی دیکھکر بہت گھبرایا آخر کار اوس نابکار کو یہ سوجھی
کہ اب کسی فطرت پر فراست سے چور لکور کو پکڑ دیے یہ خیال وہ بدخصال دل مین کر کے جا ضرور پر فتور مین
لوٹے کی جا پر چادر سر سے پانوٗن تک اوڑھکر ہاتھ آگے چھاتی کے خم کر کے آفتابے کی صورت بنکر بیٹھگیا
اور دل مین کہنے لگا کہ وہ چور لکور مجکو آفتابہ سمجھکر لینے آئیگا تو مین اوسکو پکڑ لونگا شعر غل مچاؤنگا
اور کرونگا یہ شور ؛ آج پکڑا ہے مینے اپنا چور ؛ غرض یہ خیال وہ بدخصال جمین کر کے یون ہی
عمل مین لایا قضاے کار ؛ وہ چور نابکار اپنی چاٹ پر آگا تو جا ضرور غلاظت معمور مین گیا دیکھتا ہی کہ لوٹا تو
نہین ہے مگر اوسکی جا پر کوئی آدمی منہ چادر سے لپیٹ لپاٹ کر بیٹھا ہے یہ ماجرا حیرت افزا لعوز
وہ چور دیکھکر کہنے لگا کہ آج کچھ دال مین کالا ہے غرض اوس چور لکور نے براے آزمایش ایک کنکڑی بھر سے
اوس آفتابہ بغلبی پر ماری افیونی مجنونی کنکڑی کھا کر دل مین کہنے لگا کہ آفتابے پر جو کنکڑی لگتی ہے تو وہ
ٹن سے بولتا ہے اچھا اگر لوٹا نہ بولے گا تو یہ چور لکور بھڑک جائیگا یہ سوچکر وہ کٹن ٹن ٹن کرنیلگا
یہ آواز ناساز سُنکر چور مُنہ زور کہنے لگا چہ خوش چرا بنا شد آج آپ روپ لائے ہین کہ آفتابہ
بنکر بیٹھے ہین ایک لات اوسکی پیٹھ پر جڑ کر فرار ہو گیا اور افیونی جنونی جا ضرور مین گر کر گھہ گھہ کرنے لگا یعنے
جس طرح آفتابہ لنڈھ جاتا ہے اور پانی گھہ گھہ کرتا ہے مثنوی اس فراست پہ تجکو افیونی ؛ کیون
نہ ہر ایک کہیگا مجنونی ؛ اس طرح سے بھلا کہین اے کور ؛ ہاتھ آیا بھی ہے کسی کے چور ؛ الغرض
اوسکی عقل پر تہجور ؛ کیون نہ لعنت کرین سب اہل شعور ؛ نقل ہے کہ ایک افیونی بیرونی

کہ جاضرورکا لوٹا ایسا ٹوٹا تھا کہ جب وہ ناپاک براے احتیاج جاتا تو ذرا رس کر اوسکا پانی سب بہ جاتا تھا کہ وقت آبدست اتنا نہ رہتا تھا کہ وہ افیونی باتونی آپ کو پاک کرتا غرض ایک روز خفا ہو کر جاضرور سے کہنے لگا کہ ٹوٹے لوٹے کا پانی رس کر بہ جائیگا اور مین آبدست کی خاطر گران خاطر ہونگا اس سے تو یہ بہتر ہے کہ آج پہلے ہی آبدست لے لیجیے اسکے بعد جاضرور باشعور پھر لے پھر اس لوٹے ٹوٹے کا پانی باسانی بہ جائیگا تو بلا سے نظم آخرش اوس لعین نے ایسا ہی کیا ٭ قبل استنجا آبدست لیا ٭ واہ رے تیری عقل واہ شعور ٭ ایسے کہیل پہ لعن کر مجبور ٭

ایک افیونی کی ہے مشہور نقل
قاعدہ افیون کا ہے اسے دوستو
پائخانہ مین گیا وہ بد مزاج
بعد اک لحظے کے لینڈی خشک سی
کیون نہین آتی نکل اسے بے حیا

نقل در نظم

قبض کرتی ہے اوسی کھاتا ہے جو
خوب کونکھا اور کانکھا بیٹھکر
سقری سے باہر جو ہین ظاہر ہوئی
کیا مین ہوا ہون جو کھاؤنگا تجھے

تم سے یارو کیا کہے مجبور نقل
ایک دن جو رفع کرنے احتیاج
ایک بھی لینڈی نہ نکلی اوسکی بر
دیکھکر لینڈی کو بولا طیش کھا
اس طرح عاجز جو کرنی ہے مجھے

نوان باب بخیلون کی نقلونمین

مہمان دولت زمان اور سخیان نعمت جہان کلک ذی ہمت سے بیاض تقریر پر یون تحریر کرتے ہین کہ ایک بخیل بے عدیل کے گھر مین ایک کلانوت پر فطرت وارد ہوا ایک پہر کامل اوس محفل ناقابل مین وہ نا ایک زمان سرود کنان رہا لیکن اوس بخیل بے عدیل نے ایک خرمہرہ بھی اوسکے دست تہی مین نہ دیا وقت برخاست اپنے گھر کے بکاول بے بدل کو حکم دیا کہ میان اس مہمان کو کچھ کھانا کھلا دینا یہ بات واہیات وہ بدذات کہکر اپنی محلسرا پر دغا مین جاکر سو رہا اور یہ کلانوت پر فراست بکاول کے پاس بلا دسواس جاکر کہنے لگا کہ بلا لون اس شخص کا دم مارے بھوک کے دیگ قالب مین دم بخت ہوا جاتا ہے اس دم قدم رنجہ فرماکر دم بخت کا لقمہ دمڑی بھر مجھ بیدم کو کھلا دیجیے تو میرا دم عدم کو نہ رخصت ہو یہ گفتار اوس دم باز کی ناچار سنکر بکاول کہنے لگا اسے عزیز باتمیز اگر اس گھر مین تو انجان مہمان آیا ہے تو ذرا غم کھا یہان کے کھانے پینے کا احوال پر ملال تجھپہ افشا ہو جائے گا اور مقبول مرزا اسعد امین جگر کباب پر اضطراب کیا کہون نظم انکے یہان جو کھانے کا احوال ٭ چولھے پر گھر کے جب کرین ہین خیال ٭ ڈالے ہین سر پہ خاک ماتم سے ٭ لکڑی جلتی ہے آتش غم سے ٭ سینے دیگون کے مارتے ہین جوش ٭

روتے ہین ڈھانپ ڈھانپ منھ سرپوش ؛ اس خجالت سے دیگچے یکسر ؛ سرنگون ہی پڑے ہین
چولھے پر ؛ دوری سے دیگچون کے ہے یہ حال ؛ سینہ کفگیر کا ہوا غربال ؛ کی زمانے مین لاکھ ہی تدبیر ؛
نہ ملا دیگچے سے پر کفگیر ؛ کرکے سو عید گنبد گردان ؛ نہ ٹلے انکے گھر سی رمضان ؛ سردی
مطبخ مین ایسی رہتی ہے ؛ ناک باورچیون کی بہتی ہے ؛ سُنا اس گھر کا یار تونے حال ؛ مجھ سے
کھانے کا پھر نہ کیجو سوال ؛ یہ سخن دلشکن بکامل بے بدل کا سُنکر کلاونت نیک خصلت چپ ہو رہا
پر دل مین یون کہنے لگا شعر ہائے کھانے کے عوض اب ہم کو غم کھانا پڑا ؛ دم زدن کی جا نہیں ہی
وائے دم کھانا پڑا ؛ الحاصل وہ بیدل بھوک کا بسمل دم بخود بیٹھ رہا جب کاسۂ آفتاب عالمتاب
دسترخوان فلک پر نمودار ہوا اوس وقت وہ بخیل کم اصیل محلسرا سے برآمد ہوکر کلاونت نیک خصلت
سے کہنے لگا کہ تیری مدارات بکاول نے رات کو کیسی کی یہ کلام نافرجام اوس بدانجام کا گوش زد
کرکے وہ کلاونت بولا خداوند نعمت رات کی مدارات کی بات پر کرامات تو سبحان اللہ لیکن شب کو آپ کی
مکان عالیشان مین غلام ناکام کو عجیب وغریب زیارت میسر آئی کہ جسکا بیان بیان سی باہر ہے وہ بخیل
بے عدیل خندہ زن ہوکر کہنے لگا اے کلاونت نیک خصلت زیارت پر کرامت تجکو یہان ایسی کیا حصول
بے عمل ہوئی وہ کلاونت بہ فراست بولا قربان جاؤن غلام ناکام آپ کے الطاف وعنایات سے
سیر ہوکر دیوانخانے مین سوتا تھا کہ یکا یک کیا دیکھتا ہون کہ اس مکان عالیشان کی صحن مین ایک سبزپوش
روابردوش ادھر ادھر ٹہل رہے ہین یہ غلام ناکام اونکے روبرو بصد آرزو جاکر دست بستہ عرض
کرنے لگا کہ ای حضرت سلامت آپ کون بزرگ ہین شعر جو اس جا پہ تشریف فرما ہوگئے ؛ یہ سُنکر وہ حضرت یہ
گویا ہوئے ؛ ای عزیز باتمیز تو مجھے نہین پہچانتا ہے مین حضرت رمضان المبارک ہون یعنی ایک مہینہ کامل
تمام خاص وعام مملکت مین رہتا ہون اور گیارہ مہینے اس قرینے سے کہ جس طرح تجھپر آج گذری ہی
اسی طرح اس مکان ویران مین رہتا ہون اونکا یہ کلام سُنکر غلام ناکام قدمون پر سر رکھکر چاہتا تھا کہ
کچھ اپنی حالت پُر ملالت عرض کرے کہ یکا یک بخت خفتہ کی بدولت اس بدبخت کی آنکھ کھل گئی ؛
ابیات نظر آئے پھر وہ نہ حضرت مجھے ؛ گئی بھوکھ کی بھول شدت مجھے ؛ کلاونت کی یہ بات سُنکر بخیل
ہوا اپنے دل مین نہایت ذلیل ؛ کلاونت کو جھجر صد آفرین ؛ کیا ایسے عمدہ کو جو شرمگین ؛ جہان
نیک اور بد سے معمور ہے ؛ سخن شیخ سعدی کا مشہور ہے ؛ بخیل ار بود زاہد بحر و بر ؛ بہشتی نباشد
بحکم خبر ؛ نقل ہے کہ ایک کلاونت صاحب فطرت ایک بخیل بے عدیل کے قریب بقصد تہذیب گیا
ایک پہر کے بعد وہ بخیل بے عدیل پلنگ پر جاکر سو رہا یہ کلاونت صاحب فراست بھی برای طعام

انعام واکرام بیٹھا رہا اس عرصے مین جب سب خدمتگار اور چوکیدار سو رہے اور کچھ اپنے اپنے گھرونکو کھانا کھانے
گئے یہ کلاونت بر خطرت وقت فرصت غنیمت جان کر کچھ مٹھائی خوان مین کسی کسائی جو رکھی تھی اوسکو
کھول کر نوش جان بیگمان کرنے لگا جب خوب مرغوب طبع سیر ہوا تو ایک طرف کو جا کر چپکے سے سو رہا بعد
انفراغ خواب وہ بخیل ذلیل جو منھ ہاتھ دھو کر مسند نشین ہوا ایکبار وہ کلاونت دل افگار سامنے اگر دو زانو
بیٹھ گیا اور دستبستہ عرض کرنے لگا کہ خداوند نعمت آپ تو بفراغت استراحت فرما ہوئے یہ غلام ناکام بھی شدت
گرما سے یہین سو رہا یہ سخن سنکر وہ بے رفق کہنے لگا ای عزیز باتمیز تونے بہت خوب کیا لیکن مجھ بیدار بخت نے
آج عجب ڈھب کا خواب انتخاب دیکھا یعنی اپنے رہوار پر سوار ہوا اور گاہے مغرب مین میرے گھوڑی کا
قدم دمبدم پڑتا تھا اور گاہے مشرق کا عالم بے خوف و غم دیکھتا تھا یہ کلام اوس نافرجام کا سنکر کلاونت
برجستہ یون بولا خداوند نعمت غلام ناکام بھی عجب واردات واہیات مین تھا کہ جسکا بیان
کیا کرون بقول محمد قائم شعر درد دل کچھ کہا نہین جاتا ؛ آہ چپ بھی رہا نہین جاتا ؛ یعنے اس مکان
دلستان مین حضرت سلامت غلام نافرجام بفراغت سو رہا تھا کہ یکایک دو شخص بہ شکل مہیب
بصورت عجیب آنکر کہنے لگے ای جوان اس خوان پر الوان کی مٹھائی کھا جا نہین تو مارے تھپڑونکے تجھ بد قوام
کو مرگ کی چاشنی چکھا دینگے غلام ناکام نے ہر چند عذر کیا لیکن اونھون نے بصد بیزاری ہی وہ مٹھائی
رکھی رکھائی مجکو کھلوائی یہ سخن دل شکن سنکر وہ بخیل ذلیل کہنے لگا ای بدذات تونے اوس وقت
مجکو کیون نہ جگایا اوس نے جواب دیا غلام ناکام ضعیف البنیان خداوند آپکو کہان پاتا جو عرض حال
فی الحال کرتا آپ تو کبھی مشرق مین رونق افزا ہوتے تھے اور کبھی مغرب کو تشریف لیجاتے تھے
نظم بھلا اسمین بندی کا کیا ہے قصور ؛ مین نزدیک تھا آپ تھے دور دور ؛ غرض اوس
کلاونت سے مجبور خوب ؛ ہوا شرمگین دل مین وہ پر عیوب ؛ نقل ہے کہ ایک کلاونت بامروت
ایک بخیل بے عدیل کے گھر مین دار و مدار رہا پھر تو اشتغال خیالی اور دھرپت کی خیال مین ؛
بر خصلت بد افعال مصروف رہا اس کے بعد بقول مرزا سودا ابیات وقت آیا جو اوس کے
کھانے کا ؛ مرتکب ہو کے اس بہانے کا ؛ لگا کہنے کہ کوئی ہے حاضر ؛ بولا اوس دم ڈیوڑھی
کا ناظر ؛ بولا اوس سے کہ بکرے کے انعایات ؛ تحمل کے حاضر در مین رکھوا ؛ المہ عادہ جھپا محلسرا مین
پائخانے کے بہانے طعام نافرجام زہر مار کر کے باہر آیا اتفاقاً پلاؤ کا چانول اوس بخیل ذلیل کے
مونچھون مین لگا تھا یہ کلاونت چالاک دست بر انگشت سے اشارا کر کے کہنے لگا قربان جاؤن
آپ کی مونچھ مین پائخانہ لگا ہے دست مبارک سے پونچھ ڈالیے اور اس غلام ناکام کو معاف کیجیے

کیونکہ یہ میراثی فاکروب نہین ہے جو آپ کے آگے سے پاءخانہ چھوڑ الیتا اشعار کلاونت کا شنکر
یہ کہا بخیل ہوا شرمگین اور دل مین ذلیل جو مجبور ہوتا نہ ایسا کثیف تو کیون اپنی باتون سے
ہوتا خفیف نقل ہے کہ ایک بخیل ذلیل وا ہی حالت تباہی مین گھر سے کسی طرف کو راہی ہو گیا تھا
اور اوسکے بعد اوسکی جورو نیکخو چرخہ زنی کرکے اوقات ون رات بسر کرتی تھی قضاے کار بقدرت
پروردگار ایک فقیر روشن ضمیر خوش تقریر اوس بیدل کے پاس سائل ہوا اوس زن نیک خصال
بے مال و منال نے اپنے اندوخے کا آٹا اوسکو اوٹھا دیا یہ احوال پر ملال اوس نیکخصال کا دریافت
کرکے وہ فقیر صاحب کمال کہنے لگا اے زن پارسا با حیا تیرا کار دنیوی کیونکر جاری ہے
یہ بات اوس صاحب کرامات والا صفات کی شنکر کہنے لگی ای حضرت سلامت اس شخص کا شوہر
شکستہ کمر بحالت تباہی کہین کو راہی ہو گیا ہے یہ روسیاہ پرگناہ شام و پگاہ چرخہ زنی کرکے دن رات
اوقات بسر کرتی ہے شعر اور کیا تمسے مین کہون حضرت تم پہ روشن ہے سب مری حالت
وسخن دلشکن اوس عورت نیکبخت کا شنکر درویش خیر اندیش نے ایک کشتی بمثال سفینۃ الحال اپنی
جھولی سے نکال کر حوالے کی اور کشتی زبان کو دریاے بیان مین یون روان کیا کہ ہمکنار افلاس
بے قیاس جس وقت تیرے بیڑے پر فکر اخراجات ضروری کی طغیانی ناگہانی موج زن ہو اوس
وقت یہ کشتی چوبی دریاے بے آب مین زمین پر رکھکر یہ دعا مانگنا کہ ای مالک کون و مکان واے
مالک دوجہان بحق حضرت خواجہ خضر علیہ السلام مجکو ایک ہزار دینار خزانہ غیب سی عنایت اور کرامت کر
اے زن پارسا با خدا با حیا اس کشتی بے بہا کے خواص سے تجکو ایک ہزار دینار ملینگے تو تیرے
ہمسایون کو دو ہزار دینار بے تکرار پہونچینگے یہ مژدہ جان بخش وہ نیک بخت شنکر کہنے لگی ازین چہ بہتر
کہ میرے ساتھ اہل محلہ بھی خوش و خرم بے اندوہ و غم ہون تا کہ مجھپر کوئی رشک و حسد نہ لیجائے
غرض وہ فقیر روشنضمیر کشتی بے نظیر اوسکو دے کر اپنی راہ لگا اور اوس کے بعد وہ زن پارسا
با خدا نے زمین کو لیپ لاپ کر اوسی کشتی بے بہا کو رکھا اور یہ دعا خیاب باری سے طلب کی
کہ اے خالق اکبر بحق حضرت خواجہ خضر علیہ السلام اس دل مضطر کو ایک ہزار دینار بلا تکرار
خزانہ غیب سے عنایت اور کرامت کر غرض حق تعالے نے اوسکی دعا باصفت
مستجاب کی یعنے ایک ہزار دینار تو اوسکو ملے اور دو ہزار سب اہل محلہ کو حصول بطور
معقول ہوئے الحاصل اوس دولت غیر مترقب کے حاصل ہونے سے سب اہل محلہ
نے اپنے اپنے پختہ مکان عالیشان طیار کیے اور اوس زن نیک خصال خورسند حال نے

اپنی عمارت رشک جنت ایسی ایک باطیار کی کہ اگر فرشتہ بھی دیکھے تو یہ کہے **شعر** اگر فردوس
بروے زمین ست ؛ ہمین ست وہمین ست ہمین ست ؛ اسی عرصے مین اوس زن باخدا
کا شوہر بحالت مضطر تباہی کا مارا سرگشتہ وآوارہ اپنی گھر کی طرف جو آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ تمام محلہ
جگ جگ کر رہا ہے یہ عالم وہ فرم دیکھکر ایک شخص سے پوچھنے لگا اے بھائی فلانے سپاہی
کا مکان ویران کہان ہے یارسے ایک آدھ آدمی کے تیا بتانے سے اپنے مکان عالیشان
کے پاس آیا اور کچھ اپنے مکان کے نشان کی علامت دریافت کرکے جو گھر کے اندر جانے لگا تو
ایکبار اوسکے چوکیدار کہتے لگے کہ اے کنگال بدحال کہان جاتا ہے تو بھیک مانگنے آیا ہے
تو باہر سے سوال کر تیری جھولی تمنا کی یہان کے دست سخاوت سے پُر ہوجائیگی یہ سخن دل شکن
چوکیدارونکا سنکر کہنے لگا کہ اے مردک مین اس مکان کا مالک ہون یہ احوال اوسکی جورو نیکخصال
کے گوش ہوش تک پہونچا تو چقین اور پردے چھوڑواکے مکان عالیشان مین بلوایا الحاصل
اوسکی نشست اور برخاست کی علامتون سے پہچان کر اوس زن پارسا باحیا نے غسل دلواکر کے
بلباس نفیس آراستہ وپیراستہ کیا لیکن وہ بجبل اپنے دل مین کہتے لگا کہ خداوندا یہ خواب ہے
یا بیداری کہ کبھی ایسا دیکھنے کا اتفاق اس آفاق مین نہوا تھا آخرالامر اپنی جورو نیک خو سے
پوچھنے لگا اے زن باوفا سخدا سچ بتا کہ تمام مکان عالیشان اہل محلہ کے تیری عمارت سے کیونکر
بلند دو چند ہین اور تجکو اے نیک خو یہ دولت اور حشمت کہان سے ہاتھ آئی یہ کلام اوس فرجام
کا سنکر اوس زن پارسا باخدا نے کشتی دریا نژاد کا احوال نیک مآل اوس سے مشرحاً نوک زبان سے
بیان کیا اس بات پر کرامات کے سُنتے ہی ایک دو ہتڑ جورو کو مارکر کہنے لگا اے کمبخت سیہ رخت
تجکو چرخہ زنی کرنا بہتر تھا لیکن اس قدر محلے کو مالامال کرنا نہ تھا **نظم** خیر جو کچھ کہ اب ہوا
سو ہوا ؛ لیک کشتی کو میرے پاس تو لا ؛ دیکھون کیسی وہ پرامت ہے یا کشتی کیا ہے کہ بیخ
دولت ہے ؛ الغرض اوس کشتی بے بہا کو زمین پاک پر رکھکر وہ ناپاک کہنے لگا اے خالق اکبر
برائے حضرت خواجہ خضر میرے دو مکان مع سائبان دریاے لامکان مین ڈوب جائین غرض اوس
بوم شوم کے دو مکان ویران ہوئے اور اہل محلہ کے چار چار مکان بے نشان ہو گئے دوسرے
روز وہ جگر سوز کشتی کو آگے رکھکے کہنے لگا اے ذات باری بحق خواجہ خضرؑ اس شخص کے
گھر مین ایک پاس پچاس کنوئین ہو جائین علے ہذا القیاس اوسکے گھر مین پچاس کنوئین
ہو گئے اور ون کے گھرون کے گرد سو سو کنوئین بے چاہ میری خواہش کہد گئی غرض تیسرے روز وہ غم اندوز

یون کہنے لگا کہ اے صانع جن وبشر برائے حضرت خواجہ خضر اس شخص کی ایک آنکھ اور ایک کان دور
ہو جاوے غرض عام اہل محلہ اندھے اور بوچے ہو گئے آخرش سب اہل محلہ زچ ہو کر کہنے لگے کہ
یار دیہ بڑا غضب پر تعجب ہے کہ اس ملعون ذوفنون کا تو ایک نقصان ہوتا ہے اور یہ ہمارے دوہرے
زیان ہوتے ہین القصہ سب اہل محلہ مجتمع ہو کر اس بخیل ذلیل کے پاس آ کر کہنے لگے اے عزیز
باتمیز اس حرکت ناشائستہ سے باز آ کیونکہ ہم ناحق ناحق پامال الم ہوئے جاتے ہین تب
تو وہ بخیل ذلیل بولا کہ اے بھائیو یہ کیا غضب پر تعجب ہے کہ مجکو ایک ہزار دینار ملین اور تمسکو
دو ہزار دینار ملین **شعر** اے اس رشک سے نہ کیونکر آہ ؛ حال مجھ خستہ حال کا ہو تباہ ؛
یہ سخن دلشکن سنکر اہل محلہ کہنے لگے اے عزیز ناچیز وہ جو دولت غیر مترقب ہم لوگون کے پاس ہے
تجھ خناس سے دو چند سہ چند ہے اوسکو بخوشی وخرمی ہمسے لے اور اوس کشتی دریائے بہشتی کو تو
حضرت خواجہ خضر کے نام نا ڈبنا کر چھڑا دے الغرض اوس بخیل ذلیل نے طمع زر نقد اور رشک
اہل محلہ سے کہ مال بے زوال اس سے دو چند پاتے تھے اوس کشتی بے بہا کو ایک دریا ناپیدا کنار
مین بہا دیا **اشعار** ولے شیخ سعدی کا مہجور یہ ؛ سخن سب جہان مین ہے مشہور یہ ؛ سخیان ز اموال
بر میخورند ؛ بخیلان غم سیم و زر میخورند ؛ **نقل ہے** کہ ایک بخیل بے عدیل سے ایک عزیز باتمیز
نہایت موانست رکھتا تھا اتفاقاً اوس عزیز باتمیز کو سفر درپیش ہوا اوس بخیل ذلیل کے قریب آ کر کہنے لگا
ای یار وفادار یہ گنہگار دلفگار برسر سفر وسیلۂ ظفر تجھ سے رخصت اس وقت ہونے آیا ہے مگر بقول
بخشی **قطعہ** بخشی تو فراق مرگ بدان ؛ شاخ ما را یہ زیست برگ دگر ؛ گرچہ یک مرگ ہر ہمہ دانند
فرقت دوستان ست مرگ دگر ؛ اے دوست دل نواز و اے یار محرم راز اپنی انگشتری طلائی بنائی
کی مجکو عنایت بعد بشاشت کر تو مین اوسکو بجائے نشانی تا بہ زندگانی اپنے پاس رکھون اور
جس وقت اوسکو دیکھون تجکو دل سے یاد کرون تا کہ تسلی خاطر فاتر مجھ دور افتادہ غم آمادہ کی ہو
اوسکے جواب مین وہ بخیل ذلیل کہنے لگا اے دوست صادق و اے یار واثق مجھ اس انگشتری
کی احتیاج نہین ہے اگر تجکو مجکو بادل شاد یاد کرنا منظور ہوگا تو جسوقت تو اپنی اونگلی کو خالی دیکھنا
تو یہ کہنا کہ فلانے یار غمخوار سے مین نے انگوٹھی طلب کی تھی اوس نے نہ دی **مثل**
برائے یاد کردن مایان ہمین نکتہ بس است ؛ مگر وہ بخیل ناقص الدلیل قول بخشی کا نہ سمجھا **قطعہ**
بخشی یار خوش کجا باشد ؛ خدمت یار کن ولے از حد ؛ اہل تحقیق خود چنین گویند ؛ یار نیکو
بہ از قرابت بد ؛ **شعر** آشنائی کے حق کو اے مہجور ؛ پر سمجھتا نہین کوئی مغرور ؛ **نقل ہے** کہ ایک

بخیل ذلیل جس وقت کھانا زہر مار کرنے کو بیٹھتا تو یہ بات واہیات کہتا کہ میرے سامنے بھیڑ بھاڑ
چھوڑ دو شعر غرض طرفہ تر سب نے یہ ماجرا ؛ کہ اک آدمی پر یہ کہتا سدا ؛ القصہ ایک روز نوکر خیر اندوز
نے کھانا کھانے کے وقت ایک ڈھیلا بڑا سا قاب رشک آفتاب میں مارا اور اس طرف سے منھ پھیر کر
چپ کھڑا ہو رہا یہ ماجرا طرفہ بر ملا دیکھکر وہ بخیل ذلیل کہنے لگا اے ملعون ذو فنون تو نے میری
چینی کی رکابی خاصی کیوں سنگ شرارت سے توڑ ڈالی یہ کلام بادشنام سنکر وہ خدمتگار زبان طرار کہنے لگا
نظم میں کیا جانوں کسنے درین اژدھام ؛ شکستہ کیا ہے یہ ظرف طعام ؛ جو ہوتی نہ ہر روز یہ
بھیڑ بھاڑ ؛ تو کرتا پکڑ کر اوسے مار دھاڑ ؛ سخن اپنے نوکر کا سنکر بخیل ؛ لگا کہنے نوکر سے یہ دلیل
اسے نوکری سے چھڑا دیجیے ؛ اور اسکے عوض اور رکھ لیجیے ؛ غرض اوس نے مجبور یوں ہی کیا ؛
عوض اوسکے اور آدمی رکھ لیا ؛ نقل ہے کہ ایک بخیل ابن عزازیل باؤ سیر آٹا لیکر
دو روٹیاں ایسی پکواتا کہ ایک روٹی چھوٹی روغنی اور دوسری سادی اور دونوں کو پکوا کے ایک
ایک رکابی سفالی میں رکھکر روکھی سوکھی دونوں زہر مار کرکے خدمتگار کامگار کو اوسمیں سے ذرا بھی
نہ دیتا اور کھانا کھانے کے بعد کہتا اے خدمتگار غمخوار یہ رکابی شتابی دھو کر طاق بر طاق میں
رکھدے یہ کلام نافرجام سنکر خدمتگار زبان طرار جی میں کہنے لگا کہ خشک رکابی کے دھونے سے
کیا حصول جو یہ نامعقول دھلواتا ہے غرض چار ناچار وہ خدمتگار الامر فوق الادب کے موافق حکم
بجالاتا اور سچ بھی ہے خاوند جون کا بھی برا ہوتا ہے شعر یہی جانکر دل میں وہ آدمی ؛
نکرتا کوئی بے عدولی کبھی ؛ غرض اوس بخیل ذلیل کا یہ کلام مدام تھا کہ کھانے کے بعد اوس
رکابی سفالی کو دھلواتا اتفاقاً ایک روز نوکر غم اندوز کچھ بھوکا اور پیاسا بیٹھا تھا کہ اسمین
اوس بخیل ذلیل نے کہا اے خدمتگار غمخوار اس رکابی عنابی کو دھو کر طاق بر طاق میں رکھدے
یہ بات واہیات اوس بدذات کی سنکر خدمتگار زبان طراز کہنے لگا اے صاحب کیا اس رکابی
خالی میں پاخانہ بھرا ہے جو اسے دھو کر رکھدوں ابیات وہ ممسک یہ نوکر کا سنکر جواب ؛
نہایت ہوا دل میں جلکر کباب ؛ جو مجبور ایسا نہ تھا وہ بخیل ؛ تو باتوں سے اپنے ہوا
کیوں ذلیل ؛ نقل ہے کہ ایک منحوس مکھی چوس اپنی اوقات دن رات ایک پیسے
میں بسر کرتا تھا لیکن اوس شہر میں ایک خسیس حریص اس سے بھی زیادہ سکونت رکھتا تھا
اتفاقاً وہ خسیس حریص اس منحوس مکھی چوس کی نحوست کا شہرہ سنکر بصد مسافت اس منحوس
مکھی چوس کے پاس آیا اور صرف اوقات کا پرساں ہوا وہ منحوس مکھی چوس کہنے لگا اے عزیز باتمیز

سچ تو یون ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی عنایت بے غایت سے دولت پرنعمت بزرگون کی میرے صندوق
نحوست مین اس قدر دی ہے کہ ایک ہزار برس اسکو بیٹھا کھاؤن تو بھی کم نہو لیکن مین نے تو اپنی
اوقات دن رات کی ایک پیسے پر اس طور سے رکھی ہے کہ یون پیسے کا آٹا اور آدمی پکوائی اور
ادھی کا شوربا یا گوڑ لے کر کھانا اور بخوبی چین سے سود ہنا یہ کلام اوس نافرجام کا سنکر وہ بدانجام
بولا ایسے تو نہایت فضول خرچ ہے شعر یعنے ہر روز کھائے اک پیسا ؛ کہین دیکھا ہے بدمعاش
لیسا ؛ یہ سخن دل شکن سنکر وہ منحوس مکھی چوس کہنے لگا اے یار غمخوار تو اپنی اوقات واہیات
کا بیان کر کہ تو کس طرح شب و روز بسر کرتا ہے وہ خسیس طبیع حریص جواب دہ ہوا اے بدشعار ناہنجار
اپنا یہ چلن پُر محن ہے کہ ایک پیسا اور ایک رومال بے مال لے کر نکلتا ہون اور بقال کو کھٹی ال سے
اوس پیسے کا آٹا رومال بے مال مین لیکر ایک لمحے کے بعد وہ آٹا خاصہ واپس کر دیتا ہون لیکن
اوس رومال بے مال مین جس قدر سا آٹا لگ رہتا ہے اوسکو الگ گوشے مین بیٹھکر جھاڑ لیتا ہون پھر
اوس رومال مین اور بقال نیک اعمال کی دکان سے آٹا لیتا ہون ایک دم کے بعد اوسکو بھی پھیر
دیتا ہون اور اوس رومال مین پیسا ڈالکر بخوبی جھاڑ لیتا ہون غرض اس شکل سے دو پہر تین پہر
پھرتا ہون اور ہر ایک بقال سے آٹا لیتا ہون اور واپس کر دیتا ہون اس عرصے مین جب میرے
رازقے کے موافق آٹا خاصہ جمع ہو جاتا ہے تو ایک بقال سے نمک بیدھڑک ذرا سا مانگ کر
دریا کے کنارے جاتا ہون لیکن اس عرصے مین جب تک آٹا لیتا دیتا ہون تب تک راہ باٹ کی
لکڑیان جھپٹیان چن چن کر جمع کرتا جاتا ہون الحاصل لب ساحل اوس آٹے کو دریا کے
پانی سے گوندھکر اون لکڑیون کی آنچ مین موٹی جھوٹی روٹی پکا کر بغل مین داب کر ہر ایک
گلی کوچے مین پھرتا ہون جس وقت کہین دال کی بگھار یا گوشت بھوننے کی بو باس میری ناک ہوس
ناک مین آئی ہو وہین بیٹھکر بہ لذت تمام اپنا طعام کھالیتا ہون **مثنوی** میری تو اس
طرح سے ہے اوقات ؛ ایک تو بدمعاش ہے ہیہات ؛ سن کے منحوس بولا یہ تقریر ؛ بولا
میری معاش ہے توقیر + سچ تو یہ ہے کہ تجسا دنیا دار ؛ مین نے دیکھا نہین کوئی اے یار ؛
بسکہ مجھو کو بکو ہر سو ؛ کہیے لعنت ہے بر نرئی وکدو ؛ نقل ہے کہ ایک منحوس مکھی چوس
اور خسیس حریص سے باہم ملاقات جو ہوئی تو آپس مین اپنی اپنی اوقات واہیات کا احوال وہ
بد اعمال بیان کرنے لگے پہلے منحوس مکھی چوس بصد فخر یہ بولا کہ اے یار غمخوار مین ناکام ایک
چھدام کا گھی چھوٹی شیشی مین بھر رکھتا ہون ایک برس کے بعد پھر لیتا ہون اور دوسرا اوس کے

صرف کرتا ہون کہ جسوقت کھانے وقت آتا ہے تو اوس گھی کی شیشی کو کھچڑی مین گاڑ دیتا ہون اور اوسکی
بو باس بے قیاس سے کھچڑی بشوق تمام نوش جان کرتا ہون مگر لقمۂ اخیر مین بلا تاخیر ایک رتی وہ گھی
ماشاء اللہ البتہ لگا کر کھاتا ہون غرض ایک مال کے زوال کے بعد وہ گھی خرچ ہو جاتا ہے پھر شروع سال
یہ بد خصال اور دھیلے کا گھی مخفی خرید کرتا ہے ابیات یہ سُنکر چلبن اوس بد اعمال کا ڈنگا کہنے
تو ہے بڑی چال کا ڈ چلبن والون کی اس طرح سے معاش ڈ نہین ہم نے دیکھی کہین فیلسوف فاش ڈ
اے عزیز بے تمیز اپنا تو چلبن پر فن یہ ہے کہ ہر یغنے کھانا کھانے کے وقت لقمہ بناتا ہون اور گھی کی منڈی
کیطرف دیکھا کر کھا جاتا ہون اے یار غمخوار اس شہر ہندار مین ایسے بڑے بڑے لونڈے گھی کے
ہر لقمے کے ساتھ بے آفات کھانے مین آتے ہین کہ جسکے بیان مین چرب زبانی نہین ہو سکتی
نظم یہ سُنکر وہ منحوس کہنے لگا ڈ چلبن والا تجھسا مین دوسرا نہ دیکھا سیانے واقعی
اے عزیز ڈ چلبن مین نہایت تھون مین بے تمیز ڈ ہمارا تو مجبور ہے یہ مقال ڈ سنگ زر دوہ ہے
تو بہ ہے شغال ڈ نقل ہے کہ ایک عورت خبیس حریص ایک زن پارسا با حیا کو رشتہ داری
قریب کے باعث سے اپنے گھر مین وہ غیبانی برائے مہمانی لائی وچار گھڑی کے بعد کہنے لگی اے
بی بی کچھ کھانا کھا تو تیرے واسطے پکواؤن اور مجکو تو ابھی بھوک نہین ہے وہ زن پارسا
با حیا کہنے لگی اے بی بی ابھی کیا جلدی ہے جو کچھ گھر مین پکے گا مین بھی وہی کھالون گی یہ سُنکر وہ
عورت بد فطرت چپ ہو رہی بعد گفتگوے بسیار پھر وہ زن مکار بولی اے بی بی وپھر تو ہونے آئی
اب تیرے واسطے کہو تو گوشت وغیرہ منگوا کے پکوالون اسمین وہ زن پارسا باحیا کہنے لگی کیا مضائقہ ہے
یہ کلام وہ نا فرجام سُنکر کہنے لگی تو نہ کچھ کھائے گی نہ پیے گی میرا کھانا ناحق پکا پکایا خراب ہو جائیگا
یہ کہکر وہ عورت بد فطرت پھر ادھر ادھر کی باتین کرنے لگی اسمین وقت اختتام شام کا ہونیلگا تو
وہ عورت بد خصلت کہنے لگی اے بی بی اب بھی کچھ نہین گیا مگر گوشت تو اس وقت نہ بہم
پہونچے گا اگر کہہ تو بھونی کھچڑی تھوڑی مین دل بریان تیرے واسطے پکوالون اوس
زن پارسا باحیا نے کہا کیا مضائقہ پھر یون جواب دہ ہوئی کہ بی بی تو نہ کچھ کھاوے گی نہ پیے گی
یون ہی بے دلی سے کہتی ہے میرا کھانا خاصہ ناحق خراب جائے گا قصہ مختصر اوس بیچاری
آفت ماری کو دو روز کامل اسی لیت و لعل مین رکھا لیکن کھانا ذرا بھی نہ پکوایا
تیسرے روز اوس زن جگر سوز سے کہنے لگی اے بی بی آج تین دن ہوگئے ہین
کہ تو نے پان اور پانی کے سوا کھانا نہین کھایا اگر آج کہو تو وہ گھی سو گھی ر و

لگی چپڑی شکر سے طیار کرون بھلا ادسی کو ذرا منھ مین ڈال لیتا اتنا تملق اے رشک حور کیا ضرور ہے
یہ بات واہیات سنکر وہ نیک صفات کہنے لگی اے ناپاک زبان چالاک ابیات نہ پکاتی ہے
نہ کھلاتی ہے؛ بات ناحق کی کیون بناتی ہے؛ تو وہ عورت خسیس ہر بے پیر؛ طفل کو رکھے جو سدا
بے شیر؛ یہ سخن دل شکن اوس زن پارسا باحیا کا سنکر کہنے لگی اے بی بی تو بھی اپنا پرایا کتنا
سمجھتی ہے کب تونے کہا اور کب مجھ ناشدنی نے تیرے واسطے کھانا نہ پکوایا تب وہ زن پارسا
باخدا خفا ہو کر بولی ای کمبخت زبان سخت کہین یہ بھی سنا ہی کہ انسان یا حیوان بے کھانا کھائے رہتا ہے
کیا تجکو نہین سوجھتا تھا و یا آنکھون سے اندھی ہے اور ایکے سوا جب تونے کھانا پکوانے کو کہا
ملنے کہا کیا مضائقہ تو وہین زبان خست دراز بے انداز کر کے بولتی تھی کہ کچھ نہ کھائیگی نہ پیے گی
یہ نہین بیدلی سے کہتی ہے اس کے جواب مین پھر وہ عورت پر فطرت بولی کہ اے بی بی مین نگوڑی
نہ جانتی تھی کہ تو سچ مچ کہتی ہے لیکن خیر اب تیرے واسطے کھانا معقول پکواتی ہون دیکھون تو
کہان تک کھاتی ہے یہ کلام اوس نافرجام کا سنکر وہ زن پارسا دل صفا کہنے لگی کہ اب کچھ احتیاج
اس بدمزاج کو کھانا کھانے کی نہین ہے کیونکہ طے کا روزہ طے ہو چکا اب مین اپنے گھر جا کر افطار کرونگی
اسکے جواب مین کہنے لگی خیر بی بی جس طرح تیرا جی چاہے تو وہی کر کیونکہ تو نہایت تنگ مزاج
ہے تیری خفگی بیدلی مجکو منظور نہین لیکن براے خدا ذرا یہان پھر تشریف فرما ہونا کیونکہ
مین تیری خدمتگاری بدلداری نہین بجالائی یہ بات واہیات سنکر وہ زن کہنے لگی اے
بی بی؛ نظم؛ جو ترے گھر مین میہمان آئے؛ کھانے کی جا وہ آہ غم کھائے؛ آخرش کو وہ
زن خفا ہو کر؛ بھوکھی پیاسی گئی لیس اپنے گھر؛ پھر نہ مہجور وہ کسی کے یہان؛ اپنی بیگانی نہین گئی مہمان؛

درخاتمہ کتاب میگوید

بفضل ملک الوہاب یہ کتاب بہ انتخاب مرتب بہ نہ باب پد از حکایات نایاب مسمی بہ انشای نورتن
رشک چمن مہجور دل رنجور پر قصور بے شعور نے اختتام کی لیکن دوستان صادق اور محبان واثق
کی خدمت فیض درجت مین عرض ہے کہ اس انشاے لیلی انزاد کو ناقہ قرطاس پر محمل نشین
کر کے طبع وحشت زدہ نے وادی عبارت پر فصاحت مین مجنون صفت ساربانی با مہار
معانی کی ہے جس جا گام ناکام اشتر الفاظ غلطی سے بے پہلو پڑے تو اوسکو دست شفقت
سے تجدید صحت پر پہونچا دین اور اگر اس گلدستہ نو رستہ کی سیر بہار سے دل کو فرحت ہو تو اس روسیاہ

پر گناہ کے حق میں دعاے خیر کریں تاکہ بوسیلہ نجات عالی درجات سر یہ دل افسردہ مثل گل پژمردہ باغ جنان میں سایۂ طوبے کے ہمسائے میں سرسبز ہو بقول جامی علیہ الرحمۃ کے **ابیات** ہر کہ خواند دعا طمع دارم ؛ زانکہ من بندۂ گنہگارم ؛ آنکہ مارا کند بہ نیکی یاد ؛ نامِ او در جہان بہ نیکی یاد ؛

قطعۂ تاریخ ختم کتاب از مصنف

بس اے مہجور لے کلاکِ زبان تھام
کہ ہستی مقام نہ ہستی ہے
اسی ہی فکر میں بیٹھا تھا خاموش

ارے کچھ فکر تجکو اور بھی ہے
لکھا رہتا ہے قائم تاقیامت
کہ تاریخ اسکی لکھنی واجبی ہے
یہ انشا پر فصاحت کیا لکھی ہے

جو کچھ لکھنا ہو تجکو لکھ لے جلدی
مجرر کی اجل سر پر کھڑی ہے
یکایک غیب سے آئی ندا یوں

قطعۂ تاریخ مسرور ہمشیرہ زادہ مہجور در ختم کتاب

مہجور نے یہ قصۂ نو باچہ کار قم کر
جوہرمیں مقیم معنی کہتے ہیں مرحبا ہے

بازوی شاعری کا اک نورتن کیا ہے
تاریخ سال اسکی مسرور نے جو چاہی

سن میں گوش دل سے لعل سخن کو اسکے
دریاے طبع سے کچھ نکلے اگر بجا ہے

اک بار غیب سے بس آئی ندا کہ اسکا — انشای نورتن ہے کیا نام بے بہا ہے

قطعۂ تاریخ نوازش علی خان متخلص بہ منضبط

مہجور نے عبارت ہندی میں اک کتاب
انشای نورتن اوسے کہتے ہیں مرد و زن

رنگین کی فسانوں سے جوں سطحۂ چمن
تاریخ خاتمہ یہ کہی اوسکی منضبط نے

اس نسخے کے رکھے ہیں جو نو باب اسلیے
بیدادی عدیل ہے انشای نورتن
۱۲۳۰

تمّت

خاتمۃ الطبع

بعد حمد خدای اکرم کہ سخن آفرین ہے اور نعت افصح العرب والعجم کہ خاتم المرسلین ہے فصیحان زمان و اصحاب
زبان پر مخفی اور محتجب نرہے کہ کتاب لاجواب رشک چمن انشای نورتن جو ایک دلچسپ و دلربا کتاب ہے اور ہزار ارون
مین انتخاب اسکے مصنف مغفور مہجور نے اس کتاب کی مقبول خاص و عام ہونے سے کیسا نام پایا تمام
اہل زبان کو اسکا طرز بیان کیسا پسند آیا کہ جسکو دیکھو اسیکا شایق ہے کیسا شایق بلکہ عاشق ہے
حق تو یہ ہے کہ مصنف نے نظم و نثر دونون مین اپنی رنگین بیانی اور نکتہ دانی ختم کی ہے فصاحت بلاغت کی
داد دی ہے جو شخص ایک بار اس کتاب کو دیکھتا ہے پھڑک جاتا ہے چاشنی سخن سے مذاق تازہ اور
لطف بے اندازہ اوٹھاتا ہے تمام قصص اور حکایات حتی کہ کوئی بات خوبی و لطافت سے خالی نہین حسن
عبارت و ظرافت سے خالی نہین اس کے مضامین دلنشین کی جس قدر تعریف ہو تھوڑی ہے ایسی کتاب اب
کہان تصنیف ہوتی ہے لیکن باانہمہ خوبی و خوش اسلوبی اگر نقص ہے تو یہی ہے کہ فراحش خلاف تہذیب
کی جابجا بھرتی ہے حالانکہ ہر ایک مہذب مصنف کے لیے تہذیب ضرور ہے اور اس انشا مین یہی نقص و
فتور ہے علی الخصوص فی زماننا کہ تہذیب و شایستگی کا عام رواج ہے ہر شخص طرز حکیمانہ اور منشیانہ
انشاپردازی کا محتاج ہے چونکہ اس انشا مین ہر ایک خوبی موجود تھی صرف تہذیب مفقود تھی اس واسطے
قدردان علم و فن مرتبہ شناس اہل سخن تہذیب شعار جناب منشی نولکشور صاحب مالک مطبع اودھ اخبار نے
چاہا کہ اس کتاب کو الفاظ غیر تہذیب و مضامین فحش سے پاک کرکے چھپوانا اور دست عروس تمنا سے
شائقین پر مہندی لگانا چاہیے چنانچہ جناب ممدوح نے ایک ادیب باتہذیب کو اشارہ فرمایا اونہون نے اول
سے آخر تک مطالعہ کرکے کتاب مذکور کو فحش اور خلاف تہذیب باتون سے پاک کر دکھایا اور نظم و نثر مین جہان
کہین ترمیم اور تہذیب کی ضرورت ہوئی لکھدیا جس سے تمام خوبی کتاب اور مذاق بھی بدستور
قائم رہا اور خواہش کا استیصال ہوا پس امید ہے کہ اب جو صاحب ملاحظہ فرمائینگے زیادہ تر لطف
اوٹھائینگے الحمد للہ کہ یہ نسخہ لاجواب مطبع منشی نولکشور صاحب واقع شہر کانپور مین بسرپرستی
معلی القاب عالیجناب ستودہ خصال خوشخو منشی پراگ نرائن صاحب بھارگو مالک مطبع دام اقبالہ
بماہ اگست ۱۹۰۵ء بار ششم طبع ہو کر نضارت بخش نظارگیان ہوا —

تاریخ طبع از مورخ کامل منشی بھگوان دیال صاحب عاقل ایجنٹ ٹیچ

نہایت خوب شایع نورتن شد	دل از اقوال خوبش گشت خوشحال
پے تاریخ ہجری گفت عاقل	کہ نزہت خیز و زیبا نیک اقوال

کتب فسانۂ نظم اُردو

الف لیلہ منظوم - چار جلد تصنیف مختلف -

۱- جلد - منظوم دلکش مرزا اصغر علیخان نسیم دہلوی سخنور نامے -

۲- جلد - نتیجۂ طبع شاعر خوش فکر منشی طوطا رام شایان -

۳- جلد - منہ

۴- جلد - از منشی شادی لال شاگرد مرزا نسیم دہلوی -

مجموعۂ قصص - مشمول پانچ قصۂ مؤلف مختلف -

۱- قصہ سوداگر بچہ - ۲- قصہ ماہی گیر - ۳- قصہ جمجمہ -

۴- قصہ منصور - قصہ شاہ روم - اور ہر ایک قصہ علیحدہ علیحدہ بھی ہے -

سنگاسن بتیسی - منظوم منشی رنگین لال -

گلزار ابراہیم - ادہم کا سچا فسانہ مؤلفہ حسن تخلص -

چشمۂ شیریں - فرہاد و شیریں کا قصہ -

مخبر ہمت - تصنیف جگوپال ثاقب تخلص -

ایجاد رنگین - مختصر مختصر حکایات مصنفہ سعادت یار خان رنگین دہلوی -

مجموعۂ - چوہی نامہ - دبلی نامہ - زانبودنی نامہ -

جوگن نامہ - مصنفۂ میان باطن اکبر آبادی -

قصۂ مقتول جفا - معروف باسم تاریخی فسانۂ غم مؤلفہ حافظ محمد امیر الدین صاحب -

پدماوت بھاکھا - محشی باحل معانی از مولانا ملک محمد جایسی -

ایضاً - بھاکھا سے اردو میں شعر بشعر نظم فرمایا مولوی قاسم علی بدایونی نے -

ایضاً - از عبرت - عشرت -

مجموعۂ - قصۂ قاضی جونپور - و قصہ بندر - و قصہ حفاظت شیطان و قصہ چار لڑکون کا - و دل لگی کا قصہ - عقل و حمق کا مقابلہ - مؤلفہ مولوی الطاف حسین -

مثنوی گلزار ابراہیم - قصۂ گل بکاولی منظوم از دیاشنکر نسیم لکھنوی -

فسانۂ عجائب منظوم - مؤلفہ منشی بھولا ناتھ صاحب فراغ تخلص -

نل دمن - راجہ نل اور دمن کا فسانہ منظوم -

ہدیۂ انظار - از مولوی ممتاز علی سندیلوی -

مثنوی میر حسن -

یوسف زلیخا - اُردو منظوم تصنیف نگار -

شیرین خسرو - بالتصویر مصنفۂ منشی گوبند پرشاد صاحب تخلص فضا -

بنجارہ نامہ - مصنفۂ میان نظیر اکبر آبادی -

لیلی مجنون - تصنیف میر تقی ہوس -

بہار دانش - منظوم تصنیف طپش

مجموعۂ قصۂ سپاہی زادہ - بالتصویر بارہ قصہ -

۱- قصہ سپاہی زادہ - ۲- قصۂ چار باغ رنگین -

۳- قصۂ محمود شاہ - ۴- قصۂ سوداگر بچہ - ۵- عاشق کا جنازہ

۶- قاصد نامہ - ۷- ہنس نامہ - ۸- تندرستی نامہ - ۹- دکھ سکھ نامہ - ۱۰- دولت نامہ - ۱۱- بھوچال نامہ

۱۲- رنگین نامہ -

شاہنامہ اُردو - منظوم تصنیف منشی مولچند -

قصہ شاہ روم - اُردو نظم -

نالۂ منظور منظوم۔ مولفہ سید منظور احمد۔

مثنوی ابر کرم۔

مجموعۂ۔ قاصد نامہ۔ وقصہ شاہ روم۔ وغیرہ گیارہ قصہ۔
۱۔ قصہ شاہ روم۔ ۲۔ قاصد نامہ۔ ۳۔ ہنس نامہ۔
۴۔ رنگین نامہ۔ ۵۔ آٹا دال نامہ۔ ۶۔ گرہ بند بنظیر۔
۷۔ پیسے نامہ۔ ۸۔ کوڑی نامہ۔ ۹ بنجارے نامہ۔
۱۰۔ جوگن نامہ۔ ۱۱۔ روٹی نامہ۔

سراپاے تصویر غم۔ نظم و نثر مین سراپا کا بیان ہے
تصنیف اشرف علی تخلص مست۔

باغ عشق۔ قصہ گل وصنوبر مصنفۂ پنڈت کنھیالال۔

سکندر نامہ۔ بری وبحری اُردو ترجمہ نظم سکندر نامہ
نظامی از خوش فکری سخنور کامل مولوی غلام حیدر گوپامئوی
ضلع ہردوئی۔

داستان عبرت افزا۔

سراپاے پیری۔

بکٹ کہانی۔ تصنیف مولوی الٰہی بخش بطور بارہ ماسہ۔

کتب قصص نظم ونثر درسی فارسی

خسرو نامہ۔ یعنی مثنوی خسرو گل بہت نادر مثنوی ہے اور
بظاہر ایک افسانہ شاہان ہے مگر بباطن حقیقت روح و
بدن کا اعلان ہے از جلوۂ طبع عرفان پسند مولانا حضرت
فرید الدین عطار۔

مثنوی مخزن اسرار۔ مصنفۂ مولانا نظامی گنجوی۔

مثنوی لیلیٰ مجنون۔ مصنفۂ۔ ایضاً۔

مثنوی ہفت پیکر۔ مصنفۂ مولانا نظامی گنجوی رح۔

سکندر نامہ بری کلان۔ مشہور درسی کتاب قصہ ملک گیری
سکندر ودارا مصنفۂ۔ "

ایضاً۔ " خرد "

ایضاً۔ جلی قلم مانند قلم متوسط قطعہ نہایت خوشخط محشی
مع فرہنگ۔

سکندر نامہ بحری۔

شرح سکندر نامہ بری۔ موسوم بہ منتخب الشروح۔
مشہور شرح علماے کلکتہ بہت نادر شرح ہی جو بموجب حکم
صاحبان کونسل کلکتہ شروح کثیرہ سے باتفاق راسے ارباب
علم مرتب ہوئی تالیف مولوی بدر علی عظیم آبادی و
مولوی حسین علی جونپوری۔

ایضاً۔ مصنفۂ محمد نصیر الدین شاہ امیر سلطان سنیائی۔

ایضاً۔ مشہور شرح گلوی دیار پنجاب مین بہت رائج ہی مصنفۂ
مولوی محمد گلوی۔

مثنوی تحفۃ الاحرار۔ مصنفۂ عبد الرحمن جامی۔

مثنوی یوسف زلیخا۔ مصنفۂ "

ایضاً۔ سہ مصرعہ بغیر ٹیپل۔

ایضاً۔ مع ٹیپل۔

شرح یوسف زلیخا جامی۔ مصنفۂ مولوی محمد شاہ۔

ایضاً۔ فردوسی۔ چو مصرعہ۔

مثنوی لیلیٰ مجنون۔ لاہاتفی۔

ایضاً خسرو۔ خرد۔

مثنوی یوسف زلیخا ناظم ہروی۔ بجواب یوسف زلیخا جامی۔